نجم السعادت
المعروف
برعنا و زیبا

اشاعتِ خصوصی

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

عوفؓ وغیرہ کی طرح آپ نے بھی مدینہ کے مشہور اور بڑے بازار "سوق بنو قینقاع" میں کھجور کی تجارت اعلیٰ پیمانہ پر شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وہ برکت عطا فرمائی کہ وہ جلد ہی مدینہ کے بڑے دولتمندوں اور رئیسوں میں شمار ہونے لگے لیکن ان کی دولت اسلام کی خدمت اور کارہائے خیر کے لئے وقف تھی۔

بئر رومہ کی خریداری

مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی شہر میں بئر رومہ کے نام سے ایک کنواں تھا جس کا پانی شیریں تھا لیکن قبیلہ بنو غفار کا ایک شخص اس کا مالک تھا اور وہ اس پانی کی ایک مشک ایک مد (تقریباً دو سیر) اناج کے بدلہ میں بیچتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو فرمایا! دیکھیں بئر رومہ کون خریدتا ہے؟ اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کرتا ہے؟ اسے جنت ملے گی حضرت عثمانؓ نے پھر پیش قدمی کی اور 35 ہزار درہم میں اسے خرید کر وقف عام کر دیا۔

سلامت فطرت

حضرت عثمانؓ سلیم الفطرت تھے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے عہد جاہلیت میں بھی نہ کبھی شراب پی نہ کبھی گانے

١٥٠

سر زلف ترا چین آفریدند
لبت دیدند و ماچین آفریدند

لطف تو به هیچ بنده نومید نشد تا چه طریق [illegible] طلسم
مرا به مصحبت غم یاد
از لطف تو هیچ بنده نومید نشد
مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

3

اشاعتِ خصوصی

...یدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

عوفؓ وغیرہ کی طرح آپ نے بھی مدینہ کے مشہور اور بڑے بازار "سوق بنو قینقاع" میں کھجور کی تجارت اعلیٰ پیمانہ پر شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وہ برکت عطا فرمائی کہ وہ جلد ہی مدینہ کے بڑے دولتمندوں اور رئیسوں میں شمار ہونے لگے لیکن ان کی دولت اسلام کی خدمت اور کارہائے خیر کے لئے وقف تھی۔

بئر رومہ کی خریداری

مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی شہر میں بئر رومہ کے نام سے ایک کنواں تھا جس کا پانی شیریں تھا لیکن قبیلہ بنو غفار کا ایک شخص اس کا مالک تھا اور وہ اس پانی کی ایک مشک ایک مد (تقریباً دو سیر) اناج کے بدلہ میں بیچتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو فرمایا! دیکھیں بئر رومہ کون خریدتا ہے؟ اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کرتا ہے؟ اسے جنت ملے گی حضرت عثمانؓ نے پھر پیش قدمی کی اور 35 ہزار درہم میں اسے خرید کر وقف عام کر دیا۔

سلامت فطرت

حضرت عثمانؓ سلیم الفطرت تھے چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے عہد جاہلیت میں بھی نہ کبھی شراب پی نہ کبھی گانے

...تو چونکہ

۱۵۰

سر زلف ترا چین آفریدند
لبت دیدند و ما چین آفریدند
لطف تو به هیچ بنده نومید نشد تا چند طریق جاو [illegible]
مرا همصحبت غم [illegible]
از لطف تو هیچ بنده نومید نشد
مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

3

تمام حقوق این کتاب باجازت مصنف صاحب نزد فضل احد تاجر کتب پشاور محفوظ اند

ماشاء الله لا قوة الا بالله العظیم

الحمد لله والمنة که کتاب لاجواب من تصنیف مرزا بشیر احمد خان سلطان الملتان لب لباب عاشقی بحالت زیب عبارت موسوم

تحفة السعادات

معروف

برعنا و زیبا

بسعی و کوشش مولوی فضل احد صاحب تاجر کتب شہر پشاور بازار قصہ خوانی محلہ نعلبندی بتصحیح مولوی محمد عبد الرشید صاحب

در مطبع نولکشور سٹیم پریس لکھنؤ از زیور انطباع زیبا رسید

بقیہ: وزیراعلیٰ کا انتخاب

ہونے سے قبل اللہ کا اعلان کیا کہ جمعیت کے ارکان وزیراعلیٰ کے انتخاب میں کسی امیدوار کی حمایت یا مخالفت نہیں کریں گے اور وہ یا تو ایوان سے چلے جائیں گے۔ یا اپنی نشستوں پر خاموشی سے بیٹھے رہیں گے۔ صوبائی اسمبلی کے رکن اور پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر میر صابر علی بلوچ نے کہا کہ میں قائد ایوان کے لئے میر ظفر اللہ خان جمالی کا نام پیش کرتا ہوں، جس پر ایوان کے رکن طارق محمود نے کہا کہ میں ان کی مخالفت کرتا ہوں۔ اسپیکر نے کہا کہ آپ اس مرحلہ پر مخالفت نہ کریں۔ سعید ہاشمی نے میر ظفر اللہ خان جمالی کے نام کی تائید کی۔ ایوان میں کسی اور امیدوار کا نام پیش نہیں کیا گیا جس پر اسپیکر نے کہا کہ رائے شماری کی جائے جو ارکان اسمبلی میر ظفر اللہ خان جمالی کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں ایوان میں ۲۱ ارکان اسمبلی میر جان محمد جمالی، میر ظفر اللہ خان جمالی، میر محمد ہاشم شاہ ہرانی، سعید احمد ہاشمی، صلاح مری، حاجی نور محمد مراد، بیگم رضیہ، ربہ حاجی عبد محمد نوتے زئی، میر عبد المجید بزنجو، جام محمد یوسف، میر صالح محمد بھوتانی، حسین اشرف، میر ذوالفقار علی مگسی، سردار عارف کاکڑ، سردار طاہر لونی، بشیر مسیح، قرہ دن ابادان، سردار شاہ اللہ زہری اور نواب اسلم رئیسانی نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس پر ایوان میں تعداد کے بارے میں مختلف آوازیں آئیں۔ تو اسپیکر نے کہا جو ارکان اسمبلی میر ظفر اللہ خان جمالی کے حق میں ہیں وہ اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ اس پر ۲۱ ارکان اسمبلی اپنی نشست پر کھڑے ہو گئے۔ اسپیکر نے کہا کہ جو ارکان اسمبلی میر ظفر اللہ خان جمالی کے حق میں نہیں ہیں براہ کرم وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔ اسی دوران مولانا اسحاق خوستی دوبارہ ایوان میں داخل ہوئے اور مخالفت کے ووٹ کے لئے کھڑے ہو گئے اسمبلی میں مخالف ارکان کی تعداد شمار کی گئی۔ اسمبلی کے عملے اسپیکر کو بتایا کہ ۲۲ ارکان ہیں جس پر چند آوازیں آئیں کہ تینوں ارکان مخالفت میں کھڑے ہوئے تھے جب اسپیکر نے کہا کہ دوبارہ رائے شماری کرائی جائے تو جمعیت کے رکن مولانا اسحاق خوستی دوبارہ ایوان سے باہر چلے گئے۔ اسپیکر نے کہا کہ دوبارہ رائے شماری کرائی جائے۔ چند ارکان نے کہا کہ دوبارہ رائے شماری نہ کرائی جائے، جام میر یوسف نے بھی کہا کہ دوبارہ رائے شماری کرائی جائے اس پر ایوان میں بہت شور ہوا۔ اسپیکر نے کہا کہ براہ کرم ایوان کے تقدس کا احترام رکھیں ایک رکن بات کرے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر جمعیت کے رکن اسمبلی عنایت اللہ خان بازئی نے کہا کہ مولانا اسحاق خوستی نے اپنا ووٹ میر ظفر خان جمالی کے خلاف دیا ہے۔ جمعیت کے رکن سید عبد الرحمٰن نے کہا کہ وہ احمد لئے ناراض ہو کر چلے گئے ہیں کہ بار بار گنتی کیوں کی جا رہی ہے نواب محمد اکبر خان بگٹی نے آئین کی متعلقہ شق پڑھ کر بتایا کہ قائد ایوان کو اکثریت کی حمایت حاصل ہونا ضروری ہے جبکہ اسمبلی کے ارکان کی اس وقت تعداد ۴۳ ہے اور صرف ۲۱ ارکان نے ان کی حمایت کی ہے ۲۲ نے مخالفت میں ووٹ دیا ہے انہوں نے مزید کہا کہ حاضری رجسٹر دیکھ لیں کہ کتنے ارکان حاضر ہیں اور کتنوں نے ووٹ دیئے ہیں۔ اسپیکر نے کہا کہ اکثریت کل ممبران کی نہیں ہو گی بلکہ حاضر ممبران کی اکثریت سے فیصلہ ہو گا۔

وزیراعلیٰ کے خلاف ووٹوں کی دوبارہ گنتی کے مسئلے پر نواب بگٹی نے کہا کہ مخالفت کے ووٹ اول تو گننے کی ضرورت نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو رکن باہر چلے گئے تھے وہ دروازے پر موجود رہے۔ انہوں نے واپس آ کر اپنی نشست پر کھڑے ہو کر مخالفت میں ووٹ دیا اور پھر دوبارہ باہر چلے گئے! اسپیکر محمد خان باروزئی نے کہا کہ میں پہلے دوسری بار رائے شماری کرا چکا ہوں آپ کا ووٹ آ گیا۔ اب دوبارہ رائے شماری کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپ کی خواہش پر گنتی نہیں کی گئی۔ اس پر کئی ارکان اسمبلی بیک وقت کھڑے ہو گئے۔ اسپیکر نے کہا کہ آپ صبر و تحمل سے کارروائی میں حصہ لیں۔ اسمبلی کے رکن سعید ہاشمی نے کہا کہ جناب اسپیکر اپنا فیصلہ سنائیں۔ میر ظفر اللہ خان جمالی نے کہا کہ جناب اسپیکر دوبارہ گنتی کرائیں۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ جناب اسپیکر کتنے ارکان ایوان میں موجود ہیں۔ جس پر اسپیکر نے بتایا کہ کل ارکان کی تعداد ۴۴ ہے۔ ایک رکن باہر چلے گئے۔ اب ایوان میں ۴۳ ارکان موجود ہیں۔ بشمول میر ایوان کی تعداد ۴۳ ہے۔ اس پر ایوان میں کافی شور ہوا۔ نواب بگٹی نے کہا کہ جناب اسپیکر ناانصافی نہ کریں آپ جج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلوچستان کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہے۔ اس لئے آپ انصاف کریں۔ اسپیکر سردار محمد خان باروزئی نے کہا کہ وہ ۳۰ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کرتے ہیں تاکہ اپنے چیمبر میں قانونی پوزیشن کا جائزہ لیں جب دوبارہ اجلاس شروع ہوا۔ تو اسپیکر نے ایوان میں کہا کہ آئین کے مطابق جب ایسی صورت ہو کہ کسی مسئلہ پر رائے شماری کے وقت ووٹ برابر برابر ہوں تو اسپیکر اپنا ووٹ استعمال کر سکتا ہے۔ اس پر کافی شور ہوا اسپیکر نے کئی مرتبہ ایوان میں خاموشی کے لئے کہا اسمبلی کے سیکرٹری نے اسپیکر کے ووٹ استعمال کرنے پر اسمبلی کے رولز کے مطابق ایوان کو آگاہ کیا کہ ایسی صورت میں جب ووٹ برابر کے ہوں تو اسپیکر اپنا کاسٹنگ ووٹ استعمال کر سکتا ہے۔ جس پر اسپیکر نے اپنا ووٹ میر ظفر اللہ خان جمالی کو دینے کا اعلان کیا اور کہا کہ میر ظفر اللہ خان جمالی کے حق میں بائیس ووٹ آئے ہیں۔ مخالفت میں ۲۱ ووٹ آئے ہیں اس کے ساتھ ہی اسپیکر نے گورنر بلوچستان کے حکم سے اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا۔ دریں اثناء بلوچستان کے وزیراعلیٰ میر ظفر اللہ خان جمالی نے کہا کہ وہ صوبے کے عوام کی بلا امتیاز و تفریق خدمت کریں گے پہلے سے بہتر طور پر اپنے فرائض کو انجام دیں گے۔ وہ حلف کے بعد اخباری نمائندوں سے غیر رسمی بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میرے رفقائے کار بھی انتخابی رنجش کو بھلا کر مثبت رویہ اختیار کریں گے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ حزب اختلاف بھی مخالفت برائے مخالفت کی بجائے مثبت طریقہ اپنائے گی۔ اور میری رہنمائی کریں گے انہوں نے کہا کہ میری صوبے کے عوام اور ارکان اسمبلی سے درخواست ہے کہ وہ صوبہ کی بہتری کے لئے کام کریں۔ میر ظفر اللہ خان جمالی نے کہا کہ کم اکثریت والی مخلوط حکومت چل سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ میں یہ پہلی بار ہوا کہ مختلف سمت یعنی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے ارکان ایک پلیٹ فارم پر ہیں۔ جن میں پیپلز پارٹی، اسلامی جمہوری اتحاد، بی این پی اور آزاد ارکان شامل ہیں۔ یہ ایک اچھی ابتداء ہے جس سے صوبہ میں ہمہ گیر ترقی ہو گی عوام کے مسائل حل ہوں گے۔ میر ظفر اللہ خان جمالی نے کہا کہ وہ نہیں کہہ سکتے کہ جمعیت وزارت میں شامل ہو گی۔ وہ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کریں گے انہوں نے کہا کہ عوام نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا میں اس کیلئے مشکور ہوں اور میں اپنے حلقے اور صوبہ کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحیم

ثنا و حمد و ستایش خدای را ست سزا — که ذات اوست وحید و یگانه و یکتا
در آسمان و زمین هرچه بوده موجودات — بذکر او شب و روزند در قیام و ثبات
وجود اقدس او همچو کنز مخفی بود — ز بعد خلقت عالم صفات خویش نمود
چه قادری ست توانا و صانعے کامل — که هست قدرت او جمله چیز را شامل
بصنعتش نرسد فکر و فهم اهل عقول — کراز حکم قضایش بود مجال عدول
وجود کرده بگیتے پئے مصالح کار — شتا و صیف و ربیع و خریف و لیل و نهار
چو روز را ز برائے معاش پیدا کرد — وجود شب پئے آرام و راحت ما کرد
گہے بشب بفزاید ز روز کم سازد — گہے لوائے طوالت بروز افرازد
در اندراج شب و روز بین بیکدیگر — بود بهر آینه آثار قدرتش اظهر
نه شب بروز تغلب کند نه روز بشب — بجای خویش بود هر یکے برسم ادب
ظهور روز و شب و این نشان ظلمت و نور — بغیر قدرت خالق کرا بود مقدور
اگر دوام دهد روز را که شب ناید — بروزگار چگونه کسے بر آساید
وگر بشب بدهد حکم آنکه دایم باش — چنان کنند خلائق حصول کسب معاش

بنازم از کرم و لطف قادر یکتاے — که داشتست شب و روز را قدم بر جای
نظر فگن که فلک را چه رفعت است عظیم — بفوق او طبقاتست تا بعرش کریم
بود بقدرت او بے قوایم استاده — برای خدمت رب الجلیل آماده
چنین زمین بسیط و جبال بے تعداد — الی قیام قیامت ز اول ایجاد
گرفته است تقرر بامر خالق ما — بفوق ظلمت و ماهی و گاو آب و هوا
بسطح وے ز برائے معاش عالمیان — چه چیزهاے فراوان نموده است عیان
بذکر شرب و طعام ار کنم تضیع نفس — چه حاجتست که آن ظاهرست بر همه کس
عجائبات بروی زمین بود بسیار — بچشم هوش بباید در و شود انظار
نگر بزرع و نبات و شجر دواب و طیور — بنوع وحشی و ماهی و مار و گژدم و مور
به فیل و اشتر و شیر و نهنگ و کوه و بحار — بسوی نشو و نماشان و هیکل و رفتار
ز جملگی ست نشانهاے قدرتش مفهوم — بود چو آینه در چشم هر نظر معلوم
وجود این همه اشیا شده بقدرت او — محیط بوده بهر چیز علم و حکمت او
نگاشت صورت انسان باحسن تقویم — کلید نطق و خرد کرد در کفش تسلیم
شریف و اشرف مخلوق جسم آدم بود — که هستیش بطفیل رسول اکرم بود
جهان ببین که ز اولاد او شده مشحون — لباس و خوردنی هر یکے ست گوناگون
دهد برحمت خویش خلق را روزی — رساند آنچه بود خورد شان بفیروزی
سوای رازق مطلق کراست مقدوری — که یکشبے بتوان داد رزق یک موری
بآفتاب درخشنده و مه تابان — نظاره کن که چه سان بوده اند هر دو روان
بسوی غرب ز مشرق شوند راه نورد — بهرچه فیض و ضیا میدهند فرد بفرد
بدان رهے که ز روز نخست مامور اند — روند دایم و از انحراف معذور اند
اگر اراده کند خسف و کسف شمس و قمر — که میتوان که کند انجلاے این دو گهر

بگهی زمرده نماید حیات را خارج
ببام مرگ کند گاه زنده را علاج

بیافرید سحاب مطیر را بهوا
مسخرست همیشه میان ارض و سما

برعد و صاعقه و برق و ژاله مشحون ست
ولیک از پی باران آب ماذون ست

زمین چو خشک شود گوئیا همی میرد
بامر حق زمطر باز زنده گیرد

بزیر ابر فرستاده باد را بمدار
که تا سحاب بحکمش نماید استقرار

اگرچه خاصیت باد اهتزاز بود
مدام از پئے تحریک در نیاز بود

وے اجازه چو نبود بجا قرار کند
بامر قادر قیوم انتظار کند

ز آسمان نبود ست آب را نازل
که مید هد ثمر و زرع ما ازو حاصل

برحمتش شده در کوهسار و هموارے
چه چشمه هائے خوش و نهر و بحرها جارے

بروے بحر ز ترکیب فلک داده نشان
که میکنیم عبورے بجان و مال ازان

چو چرخ را بمصابیح نجم زیبا کرد
بساط خاک بجسم رجال رعنا کرد

چنان بحکمت خود بسته انتظام جهان
که قاصرست ازو فهم و فکر فلسفیان

ز فوق عرش و فلک تا بزیر تحت ثری
بذره ذره اشیاست عالم و دانا

اگر فتد ورقے از درخت چرخ زنان
شمار گردش آن پیش اوست نیک عیان

وگر بظلمت زیر زمین بود مورے
بصد حجاب وگر نیز گشته مستورے

خدا همی نگرد جمله جسم و جایش را
کند معاینه تحریک دست و پایش را

وگر به بقعهٔ مذکوره بر فتد موئے
بضرب باد پریشان شود بهر سوئے

خدای را بهمه حال و کار اوست خبر
چنانکه ما و تو بینیم کوه را بنظر

ز معدهٔ هیچ ولد را زنے ببر نکشد
ز خاک هیچ درخت و گیاه سر نکشد

مگر که خالق اکبر ز لطف خود دستور
باین و آن بدهد و انگهے کنند ظهور

برنگ رنگ نباتات او تماشا کن
بنوع نوع شجرهاش چشم بینا کن

گل و شگوفه و هم برگ و بار هر یک بین
که یک برقم نبود رنگ و بوی آن تا این

چنین به برگ و ثمر لذت دگر دارند
بدین صنایع او عارفان نظر دارند

هزار گلبن اگر بنگری به یک گلشن
تغیر نگهت و لون ست جمله را در تن

هر آن کسے که ز رمز حقیقت آگاه ست
دلش بشوق تماشای صبغت الله ست

که قادرست که یک برگ گل کند ترکیب
کدام کس دهدش رنگ و بوی و نگهت و طیب

هزار صنع بیک برگ او همی بینم
فدای قدرت او باد جان مسکینم

پئے شناختن حق اگر بخانه کس ست
نظر بیک ورقے از درختهاش بس ست

وجود آدمی از چار عنصر اضداد
بیافرید و بهر چار طرز وصلت داد

نظر نمائے باشان و شکل مرغوبش
چگونه داد خداوند صورت خوبش

سر و رخ و دهن و گردن و دو بازو بین
دو دست و سینه و پشت و شکم و در جل و یدین

عظام و لحم و دوم معده و روده و رگ و پے
نموده حضرت حق مجتمع به جثهٔ وے

نمونه همه اجساد علوی و سفلی
فراهم ست به جسمش ز قدرت ازلی

نشان کوکب و ارض و سما و شمس و قمر
علامت شجر و کوه و بحر و بیشه و بر

صفات اهل سماوات و خوی طیر و دواب
شعار ابر و مطر خاک و باد و آتش و آب

اساس سلطنت و ملک و شهر و کشور و شاه
بساط و تخت و وزیر و مشیر و گنج و سپاه

خصال دیو و فرشته مواد و سنگ و زجاج
سلوک دام و دد و دو رنگ نور ظلمت داج

خدا بلطف اعم در تشکل انسان
نموده تعبیه این جمله را که گشت عیان

به نزد اهل خرد ظاهرست این آثار
عوام را نبود آگهی برین اسرار

نه صنع صانع بیچون بود بدان غایت
که از هزار توان شد بیان یک آیت

نشان وحدت او ظاهرست در هر چیز
اگر کنیم بدل اندکے شعور و تمیز

کجا رسد خرد و فهم ما باوصافش
که میتوان که شود در قطار وصافش

بظاہر این دو سه چیزے که دید شبلِ احمد
دگر صنایعِ او را ہمو ست مستحضر

بیان نمود بامدادِ مستعان احد
که نیست علم براحوالِ غیب حدِ بشر

در توحیدِ باری تعالیٰ

دلا بصدق و یقین دان که قادرِ برحق
بذاتِ خویش ندارد شریک نے انباز

اگر خدائے دگر در جہان بدے موجود
دو پادشه که زیک مادر و پدر باشند

بہفته نزود اتفاقِ شان تا جائے
دو کدخدائے چو گیرند جا بیک خانه

دو بزرگر که بیک مزرعه کنند شرکت
نه ممکن ست وفاقِ دو شخص در یک کار

دلیلِ نیک ترت گویم ار بگوش کنی
دو کس که ہر دو بود اہلِ یک فن و پیشه

که تا شود ہنر این از ان دگر مرغوب
چنانچه نے المثل اند ہر دو کاسه تراش

ہمیشه فکر زند آن یکے که کاسۂ او
مدام خواہشِ آن کاسبِ دگر باشد

کنند سعے پئے اختلافِ کاسۂ خویش
بچند روز بمابینِ شان جدال افتد

بدین قیاس و تاملِ کن اے برادرِ دین
نبوده غیرِ خداوند واحدِ مطلق

ہمو ست خالقِ جزو و کل و نشیب و فراز
فسادِ کون و مکان زود تر شدے مشہود

ز فرطِ مہرِ خدائے بہ ہمدگر باشند
بہم کنند صد آشوب و فتنه را برپای

شوند البته رسوائے خویش و بیگانه
بقیل و قال کشد کارِ شان بکم فرصت

بری ست از اثرِ شرک واحدِ قہار
ببایدت که درین نکته خوب ہوش کنی

یکے زبہرِ دگر مے نماید اندیشه
کند بخویش زخوبیِ صنع میلِ قلوب

میانِ ہر دو بود اتفاق نے پرخاش
شود برنگ و ترکیب از ان دگر نیکو

که کاسۂ من از ان یار خوب تر باشد
وزین معامله گردند یک دگر دل ریش

نزاع کم نشود عاقبت قتال افتد
که گر بملک ہمی بود خالقِ دو ثمین

نه آسمان بقرارے قیام مے ورزید
یکے بعالمِ تخلیقِ خود وفا مے کرد

یکے بسوے خودش از رہِ کرم میخواند
یکے به بندۂ خویشش مناسبت می کرد

یکے به قہر بگفتے که این غلامِ من ست
یکے بسوی بہشتش دلالتے می کرد

یکے بمردنِ یک بنده امر مے فرمود
چنین ہمیشه ہمے بود طرزِ شان بخلاف

فسادِ کُل بزمین آسمان شدی پیدا
چو انتظامِ جہان این چنین قرار و بجاست

صفاتِ اوست فراوان و ذاتِ اوست یکے
دگر ز اہلِ نصارا و دیگر از کفار

بگوشِ شان برسان لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ
خدا منزه و پاک ست از مصاحب و جنس

عُزیر و مریم و عیسےٰ بدانکه مخلوق‌اند
خدای پاک قدیم ست و خالق و رازق

به بے تمیزیٔ خود در جہان شدند علَم
پسر ز جنسِ پدر ہر کجا شود موجود

اگر خدای تبارک زن و پسر میداشت
ولے ازین سخنان ست ذاتِ او اقدس

چه افترای صریحیت و کذبِ نامعقول
نه در زمین ز خلایق کسے اثر مے دید

دوم ندامت و تحریشِ اقتضا می کرد
دگر بکینۂ او از درِ خودش میراند

دگر بضدِ وے او را مزاحمت میکرد
دگر بجبر کشیدے که صیدِ دامِ من ست

دگر بجانبِ دوزخ حوالتے مے کرد
دگر به حقد بگفتے که عمرِ اوست فزود

بدین سلوک رسیدے و دادِ شان بمصاف
میانِ ہر دو ندیدے کسے ثبات و بقا

سر رشته اش بکفِ اقتدارِ آن یکتاست
نعوذ بالله شود کافر آنکه کرد شکے

شنیده که خدا را پسر دہند قرار
که قولِ باطلِ ایشان شود بیک دم رد

زن و پسر بود از جملۂ خصائصِ انس
بذاتِ خود ہمگی حادث‌اند و مرزوق‌اند

حدوث را نتوان کرد نسبتِ خالق
که بر حدوث کنند احمقان گمانِ قدم

بود بہیئتِ والد مدام ہر مولود
ز جنسِ خویش نه از صورتِ بشر میداشت

غنی ست از ولد و مثل و کفو از ہمه کس
که بسته‌اند بحق آن طوائفِ مخذول

عُزَیر و مریم و عیسیٰ ز مرگ نیست خلاص
مقدم ست وجودِ خدا از شرک و عدیل
ز قولِ باطلِ مشرک صفاتِ حق خالی ست
کسان که سجده بمهر و مه و ستاره کنند
دگر گروهِ معرّا از دانش و فرهنگ
نمی کنند تمیز که چوب و سنگ کجا
ستاره و مه و خورشید را بود نقصان
هر آنچه مسلکِ او کاهش و زوال بود
ازین دروغ که آن زمره یافتند بحق
کسے که عبد بود کے رسد بمعبودی
بجز خدا دگرے لائقِ عبادت نیست
بلعنتِ ابدی مبتلا شود مشرک
ز شرک و کفر خدایا مرا نگاه مے دار
بحالِ خستۂ شیر احمد ای خدای رحیم
اگرچہ معصیتش از حساب بیرون ست

بود حیاتِ ابد وصفِ خالقِ ما خاص
بذاتِ خویش بود واحد و قدیر و جلیل
تبارک ست و تعالیٰ و شانِ او عالی ست
عبث براهِ غلط کونِ خویش پاره کنند
بزعمِ کج بپرستند چوب و آتش و سنگ
ز خویشتن نتوانند کرد رفعِ بلا
ز نقص و عیب بود پاک قادرِ سبحان
چگونه شارکِ معبودِ ذو الجلال بود
شدند مشرک و گشتند کافرِ مطلق
بود عبادتِ غیرے مقامِ مردودی
گروهِ مشرک و کفار را سعادت نیست
ز رحمتِ ازلی بینوا شود مشرک
رهِ هُدےٰ بنما بر طوایفِ کفار
نوازشے کن و برهانش از عذابِ جحیم
بصد هزار بران رحمتِ تو افزون ست

در بطلانِ عقیدۂ منکرانِ قیامت

باستماع رسیده که فرقۂ دیگر
گمان برند که دنیای جاودانی نیست
نه قادرست خدا بر قیام و بعث نشور
برین عقیدۂ ایشان هزار لعنت باد

نمی کنند یقین بر قیامت و محشر
پس از هلاک دوم بار زندگانی نیست
نه دوزخ ست نه جنّت نه بر صراط عبور
براهِ حق همه را یا رب هدایت باد

خدا از محض عدم کرد خلق را موجود
کنون که نام و نشان لحم و استخوان دارند
حیات و هستی شان پیش او چه دشوار ست
دران زمان که بملکِ فنا نهان بودیم
وجودِ جمله خلایق ز نیست هست نمود
چو آن قدیر توانا ز اولِ احوال
دوباره زندگی خلق با وجود اثر
اگر تو خواهشِ ترتیب خانه سازی
چو خانه ساختی و باز گردیش ویران
وگر بسوزد و یا منهدم شود از آب
تراست علم تعمیر و باقی ست اساس
نگاه کن بدرختان و برگ ریزیٔ شان
تفکرے بگیاه و نباتِ خشک نمای
حبوبِ مرده که در زیرِ خاک اندازند
قیاس زندگی خلق را بدین سان گیر
وگر ترا ست بدل شک ز جنت و دوزخ
بود نمونه آن هردو هم درین دنیا
درین سرای چو دارد بهشت آن قدرت
ولی تو بیخبری از حقایق احوال
صراط بوده مهیا بر آتشِ پرتاب
ورودِ ما بجهان از برای تجربت ست

که هیچ از اثرے جسمِ شان نشانه نبود
ز فیضِ قدرتِ خلاق جسم و جان دارند
که بعد موت ز ایشان ظهورِ آثار ست
نه در زمین و هوائی در آسمان بودیم
بروی ما و تو ابوابِ زندگی بکشود
ذواتِ ما ز عدم هست کرد بی اشکال
به پیشِ او ز بدایت لبی ست آسان تر
نخست در عقبِ چوب و خشت پردازی
دوم کرت تو تعمیرِ او بود آسان
که آن مصالح او گردد از نظر نایاب
بنا شدت پی معموریش بدل وسواس
که چون شوند پس از مرگ تازه و ریان
که در بهار چسان میشوند جلوه فزای
شوند زنده و سر در هوا برافرازند
مرو براهِ غلط تا رهی ز نارِ سعیر
فتاده هست همانا بچشم تو برزخ
بلا تامل و زحمت بدیده ات پیدا
بآن سرای چرا پیشِ او بود کلفت
شده وجودِ بهشت و جحیم ز اول حال
چنانکه جسر مرتب کنند بر دریاب
مقامِ اصلیِ ما آن سرای آخرت ست

چو خواجه که فرستد غلام خویش بروم   که آورد برا و از بضاعت معلوم
اگر از انچه بیارد که خواجه خواسته بود   بدانکه منزلت و قدر خویش را افزود
رسد ز خواجه مر او را نوازش بسیار   که کرده هست بحسب رضای او رفتار
وگر ز جنس دگر آورد بضاعت را   بود ز صاحب خود منتظر عقوبت را
پس اختیار بود خواجه را بکف آن دم   کند معذب و یا بخشدش بمهر و کرم
من و ترا بفرستاده هم برین منوال   پی خرید مثوبات ایزد متعال
درین مکان ز برای تجارت آمده ایم   که بهر منزل مقصود توشه ببریم
خدا بتجارت ما را خسارتے نکند   متاع و مایهٔ ما دزد و غارتے نکند
اگر حیات مقرر باین جهان بودے   دری ز عالم باقی بروے نکشودے
پس آنکه داشت بسر تاج آیت لولاک   چرا بمدت عمر قلیل رفت بخاک
بباید آنکه ز آغاز هست موجودات   الی سقوط فلک ها نمیگزید وفات
چو ذات اوست سبب مر وجود عالم را   خدا ز پرتو او هست کرد آدم را
بدان بصدق که محبوب پاک سبحان است   باصل نور اگرچه بفرع انسان ست
خدا دوام حیاتش باین جهان میداد   که عمر دهر برو می گذشت خرم و شاد
ولے جهان فنا نیست منزل جاوید   ازان بملک بقا زود رحلتے بگزید
چه آن جناب که جمله رسل بپایستے   که رخت عمر به دار البقا نه بربستے
محو ر مغالطه در روز حشر و بحث و نشور   چنان بدانکه به پیش نگاه تست ظهور
علامت دگری گویمت چو خواب شوی   کنی معاینه ناگه که غرق آب شوی
گهے به باغ درآئی بعیش و ناز و سرور   دمی سوار شوی بر فراز اسپ و ستور
گهے بچاه زمانے میان نار افتے   گهے بدائرهٔ کژدمان و مار افتے
بسے به بینی ازین چیزها بعالم خواب   چو چشم باز کنی جملگی بود نایاب

همه نشانهٔ حشر ست و جنت و میزان   که میدهند ملایک ترا بخواب نشان
چو خوانده بکتب نوم را برادر موت   نفس همی شمرم ای اخی برابر موت
کسیکه میدهدت خواب و نیز بیداری   بموت و بعث ازو چون گمان نمیداری
بدین وتیره که بیدار سازدت از خواب   بروز حشر ترا می کشد ز زیر تراب
عذاب قبر و سوال نکیر و منکر را   غم حساب و هیاهوی هول محشر را
بکن ملاحظه از حال عالم رویا   چو چشم سر بودت کور چشم دل بکشا
قیامت ست حق و بعث و نشر میزان حق   حساب حق بود و فضل و قهر سبحان حق
هر انکه را بظهور قیام شک باشد   بتر ز عابد اصنام و خوک و سگ باشد
خدا چو قادر قیوم و خالق ست و قدیر   علیم و عالم و دانا و هم سمیع و بصیر
هر انچه خواهش او بود همچنان بکند   نه عاجز ست که این را گذارد آن بکند
اگر معاصی شیر احمد است بی پایان   توئی کریم و غفور و رحیم و هم رحمان
بفضل خویش مگردان مرا بیوم نشور   ز جمع امتیان رسول اکرم دور

مناجات بدرگاهِ قاضی الحاجات

الهی از همه عالم منم به عصیان بیش   ز خیر نیست مرا ذره در بضاعت خویش
شدست کار من از اقتضای نفس تباه   ز دست شهوت و شیطان فتاده ام در چاه
بدهر نیست کسی همچو من گنهگارے   ندیده و نشنیدم چو خود خطا کارے
گذشته عمر من اندر خطا و لهو لعب   نه روز سوی تو گشتم روان و نی در شب
تو خوب بر همه عصیان من خبرداری   ولیک فضح نکردیش زانکه ستاری
من از کتاب چون دانمش همیخوانم   ترا غفور و رحیم و کریم میدانم
درین جهان چو تو ساتر شدی گناه مرا   در آن جهان مکنش نیز ظاهر و رسوا

گناهِ من اگر از حد گذشته بسیارست   ولیک نامِ تو ذو الفضل و نیز غفارست

منم فتاده بگرداب صد خطا و عیوب   شکسته گشتیم و غرق قعرِ بحرِ ذنوب

بجز تو نیست کسی کز بلای این طوفان   رهاندم و دهدم جادهٔ نجات نشان

فقیر و زارم و مسکین و عاجز و بیکس   نبوده یار و معینم بغیر لطفِ تو کس

به بندگانِ تو از من ضعیف تر نبود   ز فعلِ نیک بکردارِ من اثر نبود

تو مستعانی و توفیق میدهی بعباد   مرا ز قیدِ شیاطینِ نفس کن آزاد

درے هدایت و توفیق بر رخم بکشاے   عنایتے کن و راهِ حقیقتم بنمای

بتوبه رهبرِ من شو ز جمله تقصیرات   ز کفر و شرک نجاتم ده و ز هر ظلمات

بکن ز توبه مستحکم از رهِ الطاف   ز زنگِ کل معاصی دلم چو آینه صاف

مرا بخطِ رضایت چو نقطهٔ پرکار   بگیر و در طلبِ هیچ معصیت مگذار

بخانهٔ دلم افروز شمعِ ایمان را   وزین چراغ مکن خالی این شبستان را

بحینِ مرگ ز فیضِ بوارقِ این نور   مزید کن بدلِ من ضیای عقل و شعور

تو پاک ساز وجودم که چون بخاک روم   بسانِ آینه از هر غبار پاک روم

چنان نماے که باشد ز لطفت ای الله   کلامِ آخرِ من لا اله الا الله

هم از کمالِ محبت بشوقِ قلبِ سلیم   شهادتے بدهم در حقِ رسولِ کریم

ندای ارجعی از سوی خود بگوشم ده   بذکرِ خویش بهنگامِ نزع جوشم ده

چو انگبینِ شهادت مرا بکام کنی   بحجرهٔ لحدم منزل و مقام کنی

بنورِ مشعلِ ایمان و پرتوِ قرآن   سوادِ قبرِ مرا کن منور و تابان

فرشتگان چو بیایند نزدِ من بسوال   جوابِ شان بزبانم فگن بدین منوال

که رب من بود آن خالقے که او یکتاست   رسولِ اوست محمد که او حبیبِ خداست

ز انتقامِ زمین و عذابِ قبرم نیز   رهان بفضلِ خود آنجا تو ای رحیم عزیز

بروزِ حشر چو سازی تو باز موجودم   رسان بدائرهٔ اهلِ ظلِ ممدودم

بدستِ راست بده از کرم کتاب مرا   یسیر ساز ز الطافِ خود حساب مرا

چو صنف صنف شود خلق اندران میدان   مرا بجانبِ صنفِ محمدے برخوان

بصنفِ امتیانش نمای مفتخرم   بزیرِ سایهٔ عرشِ مجید کن مقرم

ز عرصه گاهِ قیامت شود چو خلق دو نیم   فریقهٔ به سعیر و فریقهٔ به نعیم

دران فریقه که باشند عازمِ جنت   بلطفِ خویش خدایا مرا بده وصلت

بیمنِ عاطفتت بگذران مرا از صراط   بسانِ برق بصد فرحت و سرور و نشاط

بجنتم چو رسانی نصیبِ من گردان   لقای بی کم و بی کیف خویش ای سبحان

وزان پسم بهمان عیشِ مستدام بدار   که باشد از میِ دیدار جامِ دل سرشار

توئی خبیر که من عاجز و ضعیفم و زار   که نیست تاب و توانم ز نیش یک سرِ خار

بسوی نار مرا ای خدا مبر هرگز   که سوختن نبود طاقتِ بشر هرگز

میانِ جمله خلایق منم ز ذره ضعیف   نموده باد هوایم ز گردِ فتنه کثیف

چه کم شود ز عنایاتِ تو که ذره مثال   نوازشم بکنی از شعاعِ شمسِ نوال

کثافتِ بدنم را لطافتے بخشاے   شقاوتم بزدا و سعادتے بخشاے

روا مدار خدایا که زمرهٔ کفار   زنند طعنه چو بینند با خودم در نار

ز روی مسخره گویند کای فلان مسلم   تو هم میانِ جهنم شدی چو ما قایم

ترا چه فائده بخشید آن مسلمانے   که مبتلاے عذابِ الیمِ سجانے

چه شد کرامتِ ایمان و دینِ اسلامت   چه شد نماز و صیام و چه بود انجامت

کجاست همتِ تهلیل و خواندنِ قرآن   که اعتصام بران هر دو داشتی بجهان

چه شد شفاعتِ آن شافعے که صبح و مسا   ز حق همی طلبیدی شفاعتِ او را

چرا ترا بشفاعت نمیکند ممنون   چرا ز نارِ جحیمت نمیبرد بیرون

نتایج عمل خیر را چه فتنه رسید
که می حشی تو چو ما این عذابهای شدید

اگرچه گفتن ما این بود که نفس لئیم
مرا فگنده درین نار نے خدای رحیم

ولیک بار خدایا تو این چنین مپسند
که کافران بسنان تسخرم بزنند

مکن تو در نظر مشرکان حقیر مرا
مساز ملحق کفار در سعیر مرا

اگرچه اینکه مرا سرنوشت بد باشد
نماز و روزه و اعمال نیک رد باشد

توئی قدیر که هر زشت را نکو سازی
ز خاک تیره بشر را چه خوبرو سازی

ز خبث ظاهر و باطن مرا مطهر کن
بنور معرفتت خاطرم منور کن

ترا بطاعت ما هیچ حاجتے نبود
نماز و روزهٔ ما هم بضاعتے نبود

ولی بدرگه شاه تحفهٔ گداست قبول
تو این متاع قلیلم مساز نامقبول

برحمت تو مرا التجاست نی بنماز
بتاج مرحمتت فرق این گدا بنواز

ترا بصدق دل و جان مقر بتوحیدم
روان براه محمد ز روی تقلیدم (پیروی)

کسیکه کرد بهارون ظرافت (خوش طبعی) و تقلید
اگرچه بود ز کفار در بهشت رسید

مرا به پیروی حضرت رسول کریم
مقیم ساز خدایا به باغ خلد و نعیم

بشوی لوث گناهم چو جامهٔ ناپاک
بعز حرمت سلطان کشور لولاک

مخواه کز دم شمشیر طعنهٔ نکار
زبی شفاعتی او شود دلم افگار

بکام من برسان از شفاعتش جامے
که تا شوم من ازان باده جرعه آشامے

چو او شفیع جمیع گناهگاران ست
خجل ز کثرت جود و عطاش باران ست

مرا مساز ز فیض شفاعتش محروم
که پیش دوزخیان عزتم شود معلوم

چو شیر احمد اندر جهان نهادی نام
مرا بیمن غلامیش کن نکو فرجام

در نعت سید المرسلین خاتم النبیین صلی الله علیه وسلم

محمدست رسول خدای عزوجل
میان جمله رسولان وجود او اکمل

بظاهر آمده آخر بباطن از همه پیش
صفات اوست هویدا بخسرو و درویش

وگر وجود شریفش نمی نمود ظهور
جهان و اهل جهان در عدم بدی مستور

خدا ز پرتو رویش وجود عالم کرد
بنقش صورت او زیب شکل آدم کرد

باسم پاک محمد شدست تخلیقش
شنو که بهر تو اینجا کنیم تفریقش

سرش چو میم دو دستش بود بهیئت حا
شکم چو میم دوم همچو دال بوده دو پای

کرامتے که ز آدم بکردگار رسید
بیمن همت فرزند کامگار رسید

شمرده اند بدو جمله مرسلان و نبی
حصول مقصد خود را طفیلے و سببی

بذات اقدس او در امور خود اکثر
نموده اند تولا ز حضرت داور

مقام اوست معلےٰ تر از جمیع رسل
ز سوی حق شده مبعوث بر خلایق کل

به بزم انجمن انبیاست صدرنشین
به تخت کشور دین شهریار با تمکین

سریر شرع ازو یافت زینت کامل
بیمن اوست دوام ابد بر و شامل

نه خاص مملکت عالم نشیب ازوست
که اقتدای اهالی چرخ و عرش ازوست

وجود اشرف او بوده چون سراج منیر (چراغ روشن)
خداش ساخته بر مردمان بشیر و نذیر

پئی رسالت او بین دلیل و برهان را
که حق نزول نموده جمیع قرآن را

بلاشک ست چو محبوب خالق اکبر
ز انس و جان و ملایک بود مکرم تر

پناه امتیان گناهگار بدوست
امید و تکیهٔ زهاد روزگار بدوست

خدا مقارن و پیوست نام فضل خویش
بساق عرش نوشتست نام او از پیش

بلند کرده ز هر چیز رتبت او را
نوید خیر امم داده امت او را

دلیل و راهبر سالکان درگاه است
انیس و همدم اصحاب لی مع الله است

بود بروز قیامت مقام او محمود
گرفت هر که رهش یافت منزل مقصود

درود اوست ز حق رحمتی بعالمیان / باهل ارض وسماوات میدهد فیضان
امیر هر دو جهان پادشاه کونین ست / نهاده بر سر او تاج قاب قوسین ست
بزمرهٔ رسل وانبیا بود خاتم / بحشر فاتح واندر جنان بود قاسم
زبسکه بوده شفیق ومظاهر امت / کند شفاعت جرم کبایر امت
خدا بخلق عظیمش ستوده در قرآن / صفات او همگی بوده در کتاب عیان
زعین مرحمت خویش تا بیوم تناد / بروی امت او باب توبه را بگشاد
نخست در کتب پیش حامد و محمود / خدای عز وجل نام او نگاشته بود
زبعد آن شده مسطور در کتاب احد / دو نام قدس نظامش محمد و احمد
خدا بصورت احمد نماز را ترکیب / نمود تا که بخوانیم همبران ترتیب
قیام آن الف و حاء آن رکوع مثال / چو میم سجده قعودش بود بصورت دال
چو در نماز درآئی بدان بصدق ضمیر / که ناظری بجمال چنان سراج منیر
بیا به رفعت و شانش ببین که تا بکجاست / بذات بنده ولی شارک صفات خداست
اگر ز شرکت وصفش ز من سوال کنید / خودش بگفته که بر خلق حق حصال کنید
خردوران مثلی کرده اند بس دلخواه / که هست نسبت آن کس که شد فنا فی الله
چو آهنی که بگیرد میان نار قرار / بجسم آهن و خاصیتش بود از نار
مگر ز حضرت معبود رتبهٔ دگرش / که داد خلعت اسری بعبده بربرش
خیال وصف جمیلش (نیک او) نمیتوان پختن / که این خیال بمشتست باد پیمودن
چو شیر بیشهٔ احمد مرا همیخوانند / خطا شدند درین نکته و نمی دانند
که من اگر بقدم بوسی سگش برسم / میان هر دو جهان این تفاخر بسنیسم

استشفاع بحضرت جهان مطاع صلی الله علیه وآله والاتباع

ایا رسول مکرم شفیق امتیان / شفیع روسیه گان (گناهگاران) ومغیث مظلومان
توئی که از ثقلین (جن وانس) التجای خاص بتست / شفاعت همه عصات اختصاص بتست
منم که روسیگانم رئیس (سردار) می شمرند / هوا و نفس خبیثم انیس می شمرند
بقید سلسله دیو مبتلا شده ام / اسیر حرص وحسد کینه وریا شده ام
به بند دام چنین فتنه ها گرفتارم / ز اهل دهر کسی نیست مونس ویارم
توئی معاون وفریادرس بهر بیکس / خدای را که بفریاد این کمینه برس
رهان بدست عنایت ازین بلاها غم / خلاص کن ز جفاهای نفس وشیطانم
بدامن کرم تو فگنده ام پنجه / مهل (بگذار) که از ستم کس رسد مرا رنجه
بظل عاطفت ولطف خود مکانم ده / ز کارهای شنیع وخطا امانم ده
مرا بغیر تو در خلق دستگیری نیست / چو تو بهر دو جهان یاور وظهیری (پناه دهنده) نیست
فتاده ام بمغاک گناه وجرم کثیر / بدست مکرمت خود ازین مغاکم گیر
خدا ترا چو فرستاده رحمت عالم / بفیض رحمت تو دارم التجای اتم
نرفته هیچ کس از درگهت بمحرومی / که در سخا وکرم همچو شمس معلومی
فقیر وعاجزم وشرمسار وبیچاره / ز غم دل وجگر وسینه ام دو صد پاره
مرا بدائرهٔ آستان خویش به بر / اگرچه من خزفم (سفال ام) دیگران چو سلک گهر
توئی بروز قیامت شفیع محتاجان / بکام تشنهٔ من جرعهٔ ز فیض رسان
چنین ببادیهٔ (بیابان) حیرتم فرو مگذار / شفاعتی کن و برهان مرا ز سوزش نار
مبین بروی سیاهم ببین بموی سفید / مکن مرا ز در التفات خود نومید
توئی مریض گنه را طبیب بس غمخوار / منم به بستر عصیان مریض رفته ز کار
بغمگساری من ای طبیب خوش طینت / توجهی بنما تا مرا رسد صحت
وگرنه زهر هلاکت بکام من ریزد / ترا ز مردن من ای پدر چه برخیزد

چو واقفم که رضائیستی بهردن کس … بسوی رفعِ مرضهای ما ترا ست هوس

پی معالجه و چارهٔ منِ بیمار … دوای نیک عنایت کن و نظر به گمار

که تا ز رنج شوم رستگار و پیوسته … بیمنِ فیضِ تو باشم ز درد و غم رسته

سگِ جنابِ تو شیر احمد است خسته و زار … ازین سگِ درِ خود لقمهٔ دریغ مدار

بپاسِ آلِ خود و چار یارِ افضلِ خویش … مرا مران ز جنابِ خودت چنین دل ریش

در وصفِ چار یارِ کبار رضی الله تعالیٰ عنهم

نثار باد تنم پیشِ چار یارِ کرام … که هر یکے ست جدا رکنِ اعظمِ اسلام

وجودِ پاکِ محمد چو خانه و دار است … چهار یارِ کبارش چو چار دیوار است

بذاتِ خویش بود هر یکے غضنفرِ دین … برابرند بتقوی و زهد و علم و یقین

بود وجودِ محمد چو شمعِ کاشانه … بدورِ او شده این چار کس چو پروانه

همیں است بمیدانِ دین چو حصنِ حصین … همین چهار تن آن قلعه را برجِ متین

ببارگاهِ شهنشاهِ انس و جان هم بین … همین چهار کس اند افسرانِ با تمکین

بنظمِ مملکتِ دین شاهِ عالمگیر … دو چون امیر و دبیرند و دو مشیر و وزیر

نخست یار و رفیقش بنام ابوبکر است … که دل کفیده ز تقویش دیو پر مکر است

شریف و افضلِ اصحابهٔ کبار وی است … بحضرتِ نبوی خاص یارِ غار وی است

دوم مصاحبش آن ناطقِ حق است و صواب … که یافت زیب ازو عدل و منبر و محراب

عمر چنانچه بر ابلیس بود بس قاهر … که مدحِ او بکتابِ خدا بود ظاهر

سوم ز جملهٔ آن چار تن بود عثمان … که معدنِ کرم است و سخاوت و ایمان

رسیده حلم و حیا بهدایتش بکمال … شدست جامعِ قرآنِ ایزدِ متعال

چهارم است ز یارانِ او علی ولی … که در شجاعت و عرفان و علم بوده جلی

رسول گفت و شنیدند جمله اصحابش … که من مدینهٔ علمم علی بود بابش

ظهور یافته ازوی غرائبِ بسیار … شدش لقب اسد الله و قاتلِ کفار

خلیفه گان بحقِ این چهار تن بودند … که در خلافتِ خود راهِ عدل پیمودند

چو شاهِ کشورِ دین زین جهان قدم برداشت … بسوی ملکِ بقا رایتِ سفر افراشت

سپرد کرد بایشان نیابتِ خود را … کلیدِ گنج و سپاه و خلافتِ خود را

بوقت و نوبتِ خود هر یکے خلافت کرد … دگر به پیشِ وی از صدقِ دل اطاعت کرد

خلیفه اولیش بود حضرتِ صدیق … عمر نشست ز بعدش بران مقامِ دقیق

چو حضرتِ عمر از روزگار رحلت کرد … جنابِ حضرتِ عثمان بران اقامت کرد

چو او بعالمِ جاوید رختِ عمر به بست … به تختِ سلطنتش حضرتِ علی بنشست

بعهدِ سلطنتِ خویش هر یکے بسیار … مجاهدات نمودند با همه کفار

بروزگارِ خلافت نمود هر یک پیش … بلادِ مملکتِ کفر را تصرفِ خویش

بسے طوایفِ کفار را بدینِ نبی … بزورِ تیغ و زبان هر کدام شد هادے

بیمنِ همتِ ایشان جهان گلستان شد … چهار حصهٔ آفاق اهلِ ایمان شد

رواج یافت ازانها شریعتِ نبوی … گرفت قوتِ بسیار دینِ مصطفوی

بفضلِ خالق و نورِ رسولِ او دایم … بود همیشه همین دینِ احمدی قایم

ز هر چهار خدا و رسول راضی باد … مرا ز پرتوِ ایشان هدایتی برساد

دگر صحابهٔ آن حضرت اند همچو نجوم … که فیضِ نور ازانها همی رسد به عموم

درود و تحفه وافر بروحِ پاکِ رسول … بآلِ طیب و اصحابِ او بود موصول

کمینه مادحِ ایشان شدست شیر احمد … خدا عطا کند او را هدایتِ سرمد

در شرافتِ قرآنِ مجید و فرقانِ حمید نقل از کتاب درة الناصحین

چو ظاهرست بهر کس که عزتِ قرآن
بود زیاده ز حدِ قیاس و شرح و بیان

ولیک بنده از و شمهٔ همیگوید
مدد ز فضلِ خدای کریم میجوید

خطاب در شبِ معراج شد ز حضرتِ پاک
بآن جناب که او هست صاحبِ لولاک

که چون ز قرب روی پس بسوی امتِ خویش
بگو که عزتِ سه کس کنند از حد پیش

یکی پدر بود و هست دیگرش عالم
سوم که حافظِ قرآن بود ولی سالم

کسیکه کرد بگیتی اهانت (سبکی) این ها
رسد بغاضبِ (غضب کننده) ایشان نشانِ خشمِ خدا

ز اهلِ من شده محسوب حافظِ قرآن
منش عزیز و مکرم نموده ام بجهان

درونِ سینهٔ آنهاست گنجِ سبحانی
که کرده اند همان گنج را نگهبانی

اگر بسینهٔ آنها حفاظتش (نگهبانی) نه بدی
جهان و آنچه درو هست انهدام شدی

دهم بحافظِ قرآن خود و فورِ ثواب
که روز حشر بود فارغ از حساب و عذاب

بمرگِ حافظِ قرآن شود ز کثرتِ غم
زمین و چرخ و ملایک بگریه و ماتم

محمدا بتو جنت بود بشوق و هوس
بغیرِ تست هوادار و شایق سه کس

یکی ست حضرتِ بوبکر و دیگرش عمر
سوم کسیکه کلامِ شریف کرده زبر

کسی ست بهترتان گفته آن رسول کریم
که گشته عالمِ قرآن و می کند تعلیم

دگر حدیث رسیده ز سیدِ کونین
رسد ز خواندنِ یک حرفِ او ترا حسنین

بود بخواندنِ قرآن یکی دگر تاثیر
کسے زول کند کس شود عروج پذیر

بصادقان بدهد عقل از خواندنِ خویش
تلاوتش بمنافق دهد تنزلِ بیش

بگفته حق که کنم من بشاغلِ قرآن
ز سائلانِ دگر بیش بخشش و احسان

کلامِ حق بود افضل ز جملهٔ کلمات
چو فضلِ خالقِ ما بر جمیعِ مخلوقات

بود تلاوتِ قرآن ز مومنِ نیکو
بسانِ میوهٔ اترج (ترنج) لذید و هم خوشبو

مثالِ مومنِ دیگر که او بود ناخوان
لذید و بی اثرِ بوی خوش چو خرمادان

ز مردمانِ منافق تلاوتِ قرآن
بود بوی خوش ولیک تلخ چون ریحان

منافقی که بخواندن نبوده قدرتِ او
چو حنظلی ست که تلخ ست بوی لذتِ او

بوقتِ خواندنِ قرآن چو مردِ نیک شعار
نشیند و بکند استماع آن گفتار

چنان بود که اگر مشک نیست در دستش
ولیک بوی خوشِ مشک میکند مستش

رسول گفته که قرآن بخوان ز بهرِ خدا
که او شفیعِ تو بیشک بود بروزِ جزا

چو در تلاوتِ قرآن کنند استعمال
برای صحتِ لفظ و معانیش بکمال

حصول گردد از آن درس لذتِ بسیار
قلوبِ قاری (خواننده) قرآن شود پر از انوار

نشانِ ظلمتِ نفس از بدن رود بیرون
صفای باطنِ خوانندگان شود افزون

کسی بخواندنِ قرآن چو میشود مشغول
کند خدای برو رحمت و ثواب نزول

طواف میکند او را ملایکِ سبحان
وزو کنند همه سمعِ قراتِ قرآن

ز آفت و الم و درد و محنت و خواری
ملایکش کند از هر بلا نگهداری

چو بنده شغل بقرآن حق بگیرد پیش
خدا ز مرحمت و لطف و با ملایک خویش

بگوید اینکه ببینید بندگانِ مرا
نظر کنید ثناگوی حمد خوانِ مرا

که در کتابِ مجیدم چگونه مشغول اند
بدرگهم ز رهِ صدقِ خویش مقبول اند

بدین وتیره مثوبات (ثواب ها) بیعد دارد
کرا هست طاقت و یارای آنکه بشمارد

بقبر مونس و غمخوارِ تو بود قرآن
بحشر یار و مددگارِ تو بود قرآن

چو بر صراط روی دستگیرِ تو باشد
بدانکه در دو جهان خوش نصیرِ تو باشد

الهی از اثرِ فیض و پرتوِ قرآن
مرا ز نارِ جهنم بلطفِ خود برهان

چو شد کلامِ شریف تو عروة الوثقی
باو تمسکِ شیر احمد ست صبح و مسا

در شرافتِ درود شریف

بچشمِ خویش بدیدم بدرة الناصح
روایت ست که جبریل بارسولِ کریم
که هر که بر تو بگوید درود را ده بار
ازان ملایکِ دیگر چنین شنید جواب
نمود عرض به پیشِ جناب اسرافیل
نمیکنم سرِ خود راز سجده گه بالا
بگفت آن ملکِ چار این ربِّ کریم
روایتی ست که اندر خلافت حضرت عمر
چو عمرِ او بنهایت رسید وقتِ اجل
تغیر و سختیِ احوالِ او دران هنگام
ندا نمود دران حال کای ابوقاسم (لقب رسول علیه السلام)
هنوز از دهنِ او سخن تمام نبود
ببال و شهپرِ خود مسح کرد بر رویش
رسید مرگِ شهادت باو ز فضلِ خدا
چنین بگوشِ همه حاضران رسید پیام
همان درود که او خوانده بر رسولِ امین
تعجب آمده بر حاضران ازین آواز
بخواب دید همان شب کسیکه خوش رفتار
موظف ست بتکرار و ذکر این آیت
زبان ببند ز قرآن و هم درود شریف
الٰهی از کرمِ خود بده مرا توفیق

که بوده صاحب او مردِ عابد و صالح
چنین مکالمه بنمود از رهِ تعظیم
من از صراط عبورش کنم بغیرِ مدار
که من ز حوضِ تو او راهی کنم سیراب
که سر بسجده نهم من به پیشِ ربِّ جلیل
که تا که مغفرتِ او نکرده است خدا
چو انبیا کنمش قبضِ روح از تعظیم
یکی درود همیخواند در عشا و سحر
سیاه شد رخِ او گونه اش بگشت بدل
بچشمِ خلق در آمد که شد خطر فرجام
چو من بعشقِ تو خواندم درود را دایم
که طایرے ز سوِ آسمان ورود نمود
سفید گشت رخ و همچو مشک شد بویش
پس از جنازه که اندر لحد شدش ماوا
که نیست جز کفنش مرد را به قبر مقام
ز قبر میبردش بر فرازِ خلدِ برین
ز دفنِ او شده فارغ برفته هر کس باز
همی کند بسوی آسمان به عز و وقار
که سلمو است درو کن نظر الیٰ غایة
که شد فضیلتِ این هر دو بیش از توصیف
که بهره یاب شوم من ازین خجسته رفیق

در مدحِ پادشاهِ اسلام امیر المومنین سراج الملة والدّین امیر حبیب اللّٰه خان سلّمه المنّان

دلا اگرچه تو از مدح کرده پرهیز
ولیک حضرتِ سلطان مجد هست ظل الله
مراست از کرمِ عامِ تو ولی نعمت
علی الخصوص چنین پادشاهِ دین پرور
چو عالمان و بزرگان اهلِ دین و یقین
جزای خیر دهد خالقِ من آنها را
با اسم محضه او چونکه می کنیم نظر
چرا که هر که حبیبِ خدا بود بجهان
زمینِ اینکه شرافت که هست در نامش
چنانکه خاصیت و سیرتِ حبیب خدا
بدان طریقه شب و روز جهدِ این خسرو
بانفصالِ امورات در همه مصالح
هر آن عمل که ز حکمِ خدا و امرِ رسول
بسے طریقه بد را ز ملکِ خود کم کرد
دو سال بود درین مملکت چو قحط پدید (ظاهر)
نمود محو ز کارِ عروسی و میت

ز چابلوسیِ اهلِ دول تراست گریز
طوایفِ همه افعال را بدوست پناه
ثنا و حمدِ و یم واجب ست بر ذمت
که روشن ست بذاتش شریعتِ انور
برو نهاده لقب از سراج ملت و دین
که مانده اند چنین اسم با مسمی را
باین خطاب بود هم مبارک و بهتر
از و قریب تری کیست نزدِ حق سبحان
خدا طهارت و پاکی نهاده در جسمش
همیشه داشت توجه بملت بیضا
همین بود که بگیرد چراغِ دین پرتو
نموده در همه جا اهلِ شرع را مختار
خلاف بود بملکش ازو نمود عدول
اساسِ خیر مروج میانِ مردم کرد
بداد گرسنگان را طعام و رزق مزید
هر آنچه بود خلافِ شریعت و ملت

بجملهٔ فقرا نان و جامه کرد تعیین
که کم شود ز مساکین سوال را آئین

وظیفه کرد مقرر بحافظان بسیار
باهلِ علم و ادب از صغار تا به کبار

فزود چاریک اندر مواجب افواج
که هیچ وقت نباشند عاجز و محتاج

پئی خلاصی زندانیان اکابر چند
گماشت تا که یکایک رها کنند ز بند

پل و مساجد و انهار را اساس نهاد
بانتظامِ نکو کرد ملک را آباد

زنان ز رفتن صحرا و کوچه منع شدند
به بزمِ خانهٔ خود جانشین چو شمع شدند

چو بود برقع آنها سفید و شوق انگیز
برنگ کرد کبودش که باد نفرت خیز

نمود بر زنِ پنجم نکاح را موقوف
اگرچه بود ازین پیش این عمل معروف

ز چار زن نتواند اضافه گیرد کس
وگر گرفت دهد زیرِ تیغِ شاه نفس

هنود را نبود طاقت سواری زین
بامرِ او شده دستارهای شان رنگین

درست کرده بهر منزل از ممالکِ خویش
رُباط‌ها ز برای مسافر و درویش

بهر رباط ز اجناس غله موجود ست
که کاروان و مسافر ز هرچه آسوده ست

به کار دولت و دین ساخت مجلسِ شوری
ز مردمانِ دیانت شعار اهلِ ذکا

ز دوشِ خلق بسی بارِ شاقه را برداشت
بجای او همه آثارِ نیک را بگذاشت

بمالیات بر ایشان نمود هم تخفیف
بخرجِ اصل بنا در گذاشت بارِ خفیف

رعیت از اثرِ عدلِ او بسی خورسند
سپاه نیز باحسان و لطفِ او پابند

جهان بسایهٔ این شاهِ معدلت آئین
همه بعهدِ فراغت نشسته تکیه گزین

ز فیضِ عاطفتش خرم اند و هم مشکور
همه رعیتِ ملکی و لشکرِ منصور

وجودِ اشرفِ او همچو درة التاج ست
کفِ سخا و نوالش چو بحرِ امواج است

نه بحر بلکه بود کانِ جود و بخشش و داد
کسی چو او نگذشتست در جهان جواد

نماز جمعه و اوقاتِ پنجگانه مدام
ادا بخوبی و ترتیب می کند به امام

همیشه در دلِ او بوده نیت و خواهش
که اهلِ مملکتِ او بود در آسایش

جهانیان همه مشکورِ عدل و انصافش
دماغِ خلق معطر ز فیضِ الطافش

بخیرِ خلق بود جمله نیتش مصروف
وجودِ اوست به اوصافِ بعید و موصوف

بود توجه او صرفِ راحتِ عالم
بعهدِ او شده معدوم نامِ جور و ستم

ز آبیاری الطافِ شاهِ عدل شعار
نواحِ مملکتِ اوست غیرتِ گلزار

همی کند شب و روز سعی و جهد تمام
پئی زیادتی دین و دولتِ اسلام

نسیمِ سلطنتِ او وزیده تا بجهان
شدست غنچهٔ امیدِ عالمی خندان

ز بیمِ شحنهٔ انصافِ این شهِ اکرم
خورند آب ز یک چشمه گرگ و میش بهم

اگر فگار شود خاطری ز تیغِ فساد
نهد بزخمِ دلِ او ز عدل مرهمِ داد

ز جور و ظلم بعهدِ امیرِ فرخ فال
جهانیان همگی می زیند فارغ بال

ز انگبینِ عطا و نوالِ خسرو دین
مذاقِ حالِ رعایاست دائما شیرین

بهارِ سلطنتِ اوست تازه و دلکش
رعیتش همه آسوده و سپاهش خوش

جنودِ او همه جنگ آزمای و چست و دلیر
که وقتِ جنگ ندارند خوف و بیم ز شیر

اگرچه لشکرِ او از حساب بیرون ست
تفنگ و توب و سلاحش دو چند افزون ست

نظامِ لشکرِ او خوب یافته ترتیب
سپاهی و همه سرکردگان شجاع و مهیب

سران و افسر فوجش بسان رستم و گیو
بروزِ معرکه خود را زنند بر صفِ دیو

ز جسمِ افسرِ او تا وجودِ امجدِ شاه
بود تفاوتِ بسیار همچو که تا گاه

زیاده است بذات و صفات و قوت چهر
وجودِ او چو سکندر جمالِ او چون مهر

چو او سوار شود بر سمندِ کوه تمثال
گمان بری که قضا دست جنبشی بجبال

چو بر سریر نشیند برسمِ عز و وقار
جهان ز روی منیرش شود پر از انوار

به پیشِ درگهِ او ایستاده دوش بدوش
هزار کس ز غلامانِ خاص زرین پوش

دگر قدم بهزاران زمردمانِ کرام
دگر کند سور زم ومصاف عطف عنان
ظفر همیشه بود در رکاب او شامل
چو ذاتِ اوست شهنشاهِ دولت اسلام
یمینِ دینِ نبی زنده گیش دایم باد
نصیب باد مر او را دوام دولت وجاه
سپاهِ او که فتاده بسرحدات وثغور
زهیبتِ دمِ شمشیر او دلِ کفار
زروی شرع حصولش همه مآرب باد
شوند اهلِ جهان از نوالِ او مشکور
زصدق دل شده شیر احمد کمینه مدام

همه برسمِ ادب صف بصف نموده قیام
فتد تزلزلِ تخویف در زمین وزمان
بهر مصاف خدا نصرتش کند حاصل
وزو بدینِ محمد رسیده استحکام
اساسِ سلطنتش مستقیم وقایم باد
بظلِّ معدلتش باد عالمی برفاه
همیشه باد بر اعدا مظفر ومنصور
زغم مدام بود چاک وخسته وافگار
بزورِ تیغ بر اعدای خویش غالب باد
قلوب خلق ز احسان وعدلِ او مسرور
بذکرِ دعوتِ او مشتغلِ به عمر تمام

در تعزیتِ وفات ومنقبتِ جنابِ غفران مآب مرشدی غوثِ زمان قطبِ دوران حضرت آخندزاده صاحب شیخ نجم الدین متوطنِ هده طاب ثراه وذکرِ بعضے از مریدانِ باکمالش وتاریخ وفاتِ حسرت آیاتِ او

هزار حیف که آن قطبِ دهر وغوثِ زمان
نشسته بود چو سلطان بصدرِ عز وشرف
وجودِ او بجهان همچو مهر انور بود
امامِ متقیان مقتدای اهل علوم
امیرِ قافلهٔ رهروانِ منزل بود
بجز عبادت وتحمیدِ خالقِ اکبر
مدام بود به تسبیح وذکرِ حق کارش
علومِ ظاهر وباطن بسینه اش مخزن
ضمیر قدس نظیرش مکاشفِ ایقان
عروج کرده بفوقِ مدارجِ لاهوت
بسعی مرکبِ اخلاص در طیِ این راه
شهابِ ثاقبِ او تا فگند پرتوِ نور
چو داشت نامِ مبارک جناب نجم الدین
نژاد وطینتِ او کاکری بود معروف
محمد حسنش اب وشلکرش ماو است
مقامِ او شده در هدّه نکو بنیاد
ببارگاهِ جلالش خلایق بسیار
زخانقاهِ شریفش طعام گوناگون
بکارخانهٔ طباخیش هزاران کس
زشام تا بسحر وزسحرگهان تا شام
بآستانهٔ او میرسید خلق کثیر

که بود خسروِ ملکِ شریعت وعرفان
رسیده صیتِ کراماتِ او بچار طرف
که بر مفارقِ آفاق فیض گستر بود
که بود در همه گیتی مکارمش معلوم
ولیِّ اکمل ایام وفرد کامل بود
نداشت روز وشب وسال وماه شغلِ دگر
شدی معاینه نورِ خدا ز دیدارش
چو گنج گشته زاسرارِ حق دلش مشحون
از و خوارقِ عادات همچو شمس عیان
کمینه سیرِ وے از ملک بود تا ملکوت
رسیده بود بسر منزلِ فنا فی الله
زروی دهر نهان شد ظلامِ فسق وفجور
خدا ستارهٔ دین ساختش بروی زمین
میانِ کاکریان نک نئی شده موصوف
نجیب زاده واولادهٔ انو باباست
که آن محال قریب ست با جلال آباد
هجوم داشت ز هر ملک بوم وشهر ودیار
بخاص وعام رسیدی بهترین قانون
طعامِ خوش مزه میخورد با کمال هوس
سماطِ او شده جمع در همه ایام
بزرگ وکوچک وپیر وجوان وخان وفقیر

کسی برای حصول دعا و دیدارش … بالتماس فیوضات و لطف سرشارش
کسی بشوق و تمنای بیعت و تلقین … بخدمتش برسیدی پی طریقت و دین
فراخور همه کس اکل و شرب بی کلفت … همیرسید باکرام و رونق و عزت
بکاخ ملت و دین بود ذات او چو عماد … بذکر جهر و خفی خلق را ز وارشاد
یمن همت آن پیر و مرشد کامل … براه حق طلبی گشته عالمی واصل
همیشه فوج مریدانش از دل پرجوش … همیزدند بهر جا چو عندلیب خروش
چو او به سلسلهٔ قادریه داخل بود … هدایتش بمریدان همین مراحل بود
وجود او شجری بود در جهان پربار … که کرد شجره و شاخ کثیر همچو چنار
سر ارادت خود را طوایف افضال … نهاده بر در او از ره خلوص کمال
بهر مقام که بینی تو عالم پر هوش … بصدق دل شده در پیرویش حلقه بگوش
بود شمار مریدان او برون ز حساب … چرا که گشته جهانی از و سعادت یاب
کسیکه دست توسل زده بدامن او … گرفته مقصد دارین از میامن او
کلام فیض نظامش همه جواهر بود … سخن طرازی و گفتار او با اثر بود
چو از زبان درافشان او شدی تقریر … بگوش مستمعان می نمود بس تاثیر
نصایحش همه امر خدا و قول رسول … نداشت یکسر مو از ره صواب عدول
بدرگهش همگی عالمان کامل فن … فراهم آمده بودی باستماع سخن
جناب او که بمحفل همی نشست چو شمع … ز چار جانب او خلق میشدندی جمع
ز وعظ او همه را بهره میشدی حاصل … علی الخصوص باشخاص عالم و فاضل
جهان شده ز مریدان باکمالش پر … همه بمسلک او منسلک چو گوهر و در
اگرچه پرتو انوار او رسیده بعام … ولی طوایف افضال برده بهره تمام
بفیض تربیت او مشایخ بسیار … رسیده اند باوج مکاشف و اسرار

چنانچه یافته از وی خطاب ماذون را … که میکنند تعلیم سلوک میمون را
ازان جماعه شده چند کس مرا معلوم … که هر کدام بود کان فیض و بحر علوم
بدانکه هست مرا و را خلیفهٔ اول … ز خاندان سیادت یکی شریف اجل
که اسم اوست مسمی بمیر صاحب جان … که بوده از پدر و جد مکرم و ذی شان
فروغ محفل دین ست ذات والایش … بصدر انجمن سالکان بود جایش
حمیده خلق و سخا پیشه بود در همه حال … کند براه خدا صرف نان و نعمت و مال
اگرچه هست باسلام بر اقامت او … ولی به هدّه مدام ست استدامت او
چرا که پیر منو ست جانشین خودش … بخانقاه و کتب خانه ها امین خودش
دگر جناب نجابت نشان پاک گهر … سخی و عالم علامه و ستوده سیر
ببزم اهل طریقت وجود او مصباح … ز بهر گنج حقایق زبان او مفتاح
بکمال صورت و معنی بذات او ظاهر … قلم ز وصف صفات نکوی او قاصر
محیط علم بود ذات او که شیخ کبار … از و بمسئله ها می نمود استفسار
سپرده بود باو منصب امامت را … فگنده در بر او خلعت خطابت را
ز آل مصطفوی هست جسم اشرف او … ز فرط جود و عطا ابر سان بود کف او
رئیس طایفهٔ کاشفان علم و یقین … که هست اسم شریفش میان قمر الدین
مقام اوست اچینی نواح پشاور … ٹرو ست مسکن او بر ارادهٔ داور
دگر جناب معارف پناه نیک صفات … که دودمان شریف وی ست از حضرات
ربوده گوی حقیقت ز رهروان طریق … یگانه فارس میدان عالم تحقیق
نسب ز حضرت شاه مجددی دارد … ز حق نصیب سعادات سرمدی دارد
کریم و عالم و حاجی و حافظ قرآن … بنام حضرت عبدالشکور بوده عیان
گرفته مسکن خود را بموضع تنجاک … شدند پاک ز انفاس او بسی ناپاک

براه عام نموده ست جا که خاص و عوام
زخوان او به شب و روز میخورند طعام

دگر خلیفهٔ او هست در جهان معروف
زپیر خود شده بر پهلوان دین موصوف

صفای باطن او بسکه کرده شهرت تام
ملقب ست به صوفی زمرهٔ اسلام

بجود و بخشش و مردی و زهد و رحمت خویش
به نزد پیر خود از جمله داشت رتبهٔ بیش

چو مرشدش بغزا رفته بود سوی فرنگ
از و شجاعت بسیار دیده بود بجنگ

به خانقاه وی از صبح تا به آخر شب
خورند خلق طعام نکو بغیر تعب

زمال خویش فرستد به هدّه خرج کثیر
پی مصارف مهمان خوان مطبخ پیر

چو ذات اوست گل باغ ملت و اسلام
ازان شدست بصوفی علم گل او را نام

بذکر و طاعت پروردگار مشغول ست
وزو بحق شده بسیار خلق موصول ست

بود بملک نبی کوت در فقیر آباد
قیام و صومعهٔ آن جناب نیک نهاد

دگر جناب مشیخت مآب حق آگاه
چراغ دین نبی سرگروه اهل الله

شراب معرفت او را رسید چون بمذاق
ازان فگنده بسوی عروس دهر طلاق

شدست تارک دنیا و طالب مولی
وجود اوست پر از علم و دانش و تقوی

بود مناقب ذات و صفات او عالی
که از نجابت او هست مرد و زن خالی

اگر ز نام مقامش نبوده آگاه
بدانکه اسم شریف وی ست اکبر شاه

ز کامه آمده اندر کنر به سرکانی
مقیم گشته باوراد و ذکر سبحانی

نموده صومعه و خانقاه خوش آباد
همیکند بخلایق هدایت و ارشاد

دگر خلیفهٔ او هم ز جمع سادات ست
شریف زادهٔ والا نسب نکو ذات ست

ببوستان طریقت چو بلبل گلزار
بود همیشه نواسنج حمد و استغفار

باصل خویش ز اولاد پیر پیرانست
بموضع تکری جای وی بلمقانست

عطا نموده خلایش مکارم اخلاق
چو بحر فیض کثیرش رسیده در آفاق

زبان بوعظ کشاید چو او بهر محفل
شود غبار قساوت ز سینه ها زایل

شکر بوقت تکلم بریزد از سخنش
کلید مخزن اسرار حق بود دهنش

میان خلق مسمی بود بحضرت شاه
به سعی او شده بس گمرهان موافق راه

دگر خلیفهٔ او هم مجددی نسب ست
که از زمان صغارت تقی و با ادب ست

چو داشت طینت پاک و شرافتی در ذات
به عمر اندک خود گشت صاحب درجات

بود بعلم و حیا مقتدای خاص و عوام
ز طفلی ست مر او را به سینه حفظ کلام

چو دید پیر درونی ز فیض مشحونش
با بتدای جوانی نمود ماذونش

موظف ست بذکر و عبادت سبحان
برهنمائی خلق و نوازش مهمان

بروزگار محمد سعید دارد نام
ز اب وجد بودش در چهار باغ مقام

دگر جناب افاضت مآب فاضل دهر
که همچو ابر و مطر میدهد بعالم بهر

بدل چشیده می عشق پاک سبحان را
نموده صرف رهش ملک و دولت و جان را

خلاصهٔ علما سرگروه اهل صفاست
نشان نور خدا در جبین او پیداست

مدام کار وی از صدق و در شبا روزی
ببزم ملت و دین ست مشعل افروزی

دهد ز مطبخ خود رزق وافر و بسیار
به ره رونده و مهمان و جملهٔ حضار

حمیده خصلت و هم نام او حمید الله
بقوم صافی و صفوت باو گرفته پناه

مقام اوست تکاب و لقب ملای تکاب
قیام او بامورات شرع کار ثواب

ز اهل خانهٔ او هم یکی ست بس کامل
که از عبادت و تقوی شده بحق واصل

بپاکدامنی و زاهدی بود مشهور
درون پرده چو در در صدف شده مستور

بسان رابعه بصری ست عابده کیش
شدست اذن و هدایت بوی از ان درویش

بسی زنان که بهر ملک و کشور و ماوا
برهنمائی او یافتند راه خدا

عطا ز حق شده او را یکی نکو پسر
که در جهان به محمد شریف نامور ست

بنام آن پسر ارجمند خوانندش
چراغ و شمع شبستانِ دین بدانندش

دگر یکی ز مریدانِ اوست خاص الخاص
که پاک بوده وجودش ز عشقِ حق ز خلاص

برونِ اوست معرا ز زیب و آرایش
درونِ اوست مطهر ز بغض و آلایش

پئی رعونت و نام آوری ندارد هوش
بود بعشقِ خدا مست و بیخود و مدهوش

ضمیر مهر نظیرش ز فرطِ علم و کمال
چو ساغریست که باشد ز باده مالامال

بآبیاری باغِ شریعت و ایقان
وجودِ اوست همانا یکی محیط روان

همیشه جاهد و ساعی بامرِ معروفست
به پند و وعظ و عبادات و ذکر مشغولست

بعلم و دانشِ خود هست بحرِ بی پایان
گرفته ترک ز نان نامِ اوست احمد جان

بچپر نار بود از قدیم موطنِ او
خصوص قریهٔ دولت زئیست مسکنِ او

دگر ز جمع مریدانِ نیک اطوارش
یکی که بود بخلوت مصاحب و یارش

باوستاد لقب داشت از جنابِ خودش
نموده بود خبردار اکتسابِ خودش

کلید خاص کتب خانه ها بدستش بود
سررشتهٔ دگر اسباب ها به شصتش بود

امام و متقی و عالمست و هم شبخیز
دهد بخلق رواجِ شریعت و پرهیز

بدانکه داشته پایندهٔ محمد نام
بعهده کرده دران خانقاهِ پیر مقام

دگر جنابِ فضیلت مآب کانِ علوم
که هست فیض رسانیش در جهان معلوم

چو باغبان که بترتیبِ گل کند اقدام
پئی طراوتِ دین اشتغالِ اوست مدام

یگانه بوده بزهد و عبادت و تقوی
به پیرویش جهانی گرفته راهِ هدی

مدرس ست و کرم پیشه از زمانِ قدیم
بعلمِ ظاهری و باطنی دهد تعلیم

کنون بضلع کهاٹ و بقریهٔ ٹیری
مقیم گشته و عمرش رسیده در پیری

باصلِ خویش ختک بوده آن نکوآئین
که نامِ او شده حاجی محمد یسین

دگر ز سلکِ مریدانِ خاصِ اوست یکی
که در کرامتِ او هم نبوده هیچ شکی

به نردبانِ طریقت چو کرده خوش رفتار (زینه پایه ۱۲)
رسیده است ببامِ حقیقت و اسرار

چو داشت در نسبِ خود شرافتِ ذاتی
عطا نموده خدایش صفاتِ موهبتی

بود مواظبتش (همیشگی ۱۲) ذکر و طاعتِ باری
باذنِ پیر شده خانقاهِ او جاری

فرشته خصلت و نیکو صفات و خوش سیرت ست
میانِ دهر به عبد الرحیم نامورست

بکوهسار عکیز ست کنجِ عزلت او
که در لقب به میانصاحب ست شهرتِ او

مقامِ اوست حصارک برود خوکیانی
کند هدایتِ مردم بذکرِ رحمانی

یکی دگر ز مریدانِ او بلمقان ست
که در جمیعِ خصایل مثلِ اینان ست

عمرزئی وطنش هست واصل اوصافی
خدای داده مر او را سعادتِ وافی

میانِ ملک نیازی بقریهٔ سنکر
بامرِ شیخ گرفته ز دیرگاه مقر

بازدیادِ رواجِ شریعت و اسلام
کند همیشه بصدق و خلوص سعی تمام

چو نامِ اوست محمد حسین در آفاق
یمینِ اسم نکوگشته احسن الاخلاق

یکی ست شیخ دگر هم ز فرقهٔ صافی
که نامور شده هر جا به نیک اوصافی

طوافِ کعبه و حج را نموده از دل و جان
شدست شهره بحاجی و شیخ رستم خان

کند بذکر و بحمد و ثنای ربانی
چو بلبلِ سحری روز و شب خوش الحانی

دگر خلیفهٔ او عالمی ست صاحبدل
که علم با عملش گشته از خدا حاصل

قیام کرده شب و روز در مناسکِ دین
بود مجاهده اش در شریعت و آیین

وجودِ اوست بدریای معرفت غواص
که آمدست بدستش از و جواهرِ خاص

وزان جواهرِ مکنون گوهرِ شهوار
ببزمِ مشتریان میکند همیشه نثار

رسیده فیضِ کثیرش بزمرهٔ اسلام
پئی هدایتِ خلقش بود مساعی تام

گرفته زینتِ خوش دینِ مصطفی از وی
که گمرهانِ جهان یافت ابتدا از وی

بدانکه بوده مسمی به حافظِ احمد
نصیب او شده از حق سعادتِ سرمد

به سلک حاج برفتست و گشته حج پرّان   به قوم خود ترکی هست و جای او کته واز
ازین قبیل که این بنده کرد تبیانش   جهان پرست همانا که از مریدانش
بهر ولایت و ملک و دیار و شهر و وطن   گرفته فیض و هدایت ازو هزاران تن
وزان جماعه کسانیکه همچو جیحون اند   برهنمائی و ارشاد گشته ماذون اند
رسد شمارهٔ آن کاملان بسی و چهار   سوای چند سفر کردگان دار قرار
اگر بیاورم آن جمله را بقید حساب   مگر که دفتر دیگر کشم بذیل کتاب
ز وصف چند اسامی چو کردم این تحریر   صفات اکثر دیگر بدین قیاس بگیر
اگر شعار مریدان خاص اوست چنین   مرید عامهٔ او نیز بوده فیض آگین
چو نخل باروری بود ذات او بجهان   ز سایه و ثمرش بهره برده عالمیان
وجود اکرم او بود مهر تابنده   وزو بدین نبی خلق نور یابنده
شراب عشق چشیده ز ساغر توفیق   یگانه ساخته خود را بعالم تجرید
نکرد هیچ گهی رغبت تاهل را   گرفته بود بدل ترک این تسلسل را
چو خاک در نظرش بود مال و دولت و زر   نداشت میل بجز مهر خالق اکبر
همی رسید بکف گرچه مال بسیارش   بنام پاک خدا می نمود ایثارش
بغیر اطعمهٔ پخته نقد و جنس کثیر   همی فشاند فراوان باهل علم و فقیر
اگرچه بود بظاهر فقیر سبحانی   ولی بداد و دهش داشت وضع سلطانی
فقیر ظاهری و پادشاه باطن بود   بپادشاهی خود صاحب میامن بود
چو داشت تکیه بذاتش طوایف اسلام   ازو بخاطر کفار بود خوف تمام
ز بس عداوت و بغضش که با نصارا بود   تزلزلی بهمه لشکرش هویدا بود
دو سه مراتبه چون با فرنگ کرد ستیز   نیافتند ازو چارهٔ بغیر گریز
بهر مصاف و غزا کافران زشت سیر   ازو معاینه کردند هیبت محشر

نموده چند مساجد بچند جا آباد   بطرح خوب و اساس خوش و قوی بنیاد
که از میامن او در میان هر مسجد   بود خلایق بسیار ذاکر و ساجد
کنند غلغله ها عابدان خلق شعار   وران مساجد او بالعشی والابکار
ادای فرض خدا سنت رسول الله   بجا نموده و گویند ذکر هو الله
شنیده ام عدد عمر آن سعادت کیش   رسید بود بهشتاد و هفت یا کم و بیش
فغان و درد که آن آفتاب دین ناگاه   نهان نمود رخ خود به ابر خاک سیاه
ز همرهان جهان ترک مهر و الفت کرد   بسوی عالم جاوید عزم رحلت کرد
شنید چون ز حق آواز ارجعی در گوش   بسینه اش زده شوق وصال جانانش جوش
ز دامگاه بدن مرغ جان او بپرید   بکاخ کنگرهٔ عرش آشیانه گزید
اگرچه کالبدش کرد جا بزیر زمین   رسید طایر روحش باوج علیین
باصل بود چو طاؤس بوستان نعیم   برفت و در وطن خویش گشت مقیم
تغیر داد لباس حیات را از تن   شدند طائفهٔ مومنان اسیر محن
به بند هجر گرفتار کرد عالم را   فگند در همه آفاق شور و ماتم را
جهان بچشم مریدان او سیه گردید   بساط خورمی مومنان ته گردید
قلوب اهل طریقت شد از غمش صد چاک   فتاد هر همه در حسرتش بخون و بخاک
ز ماتمش شده بر مرد و زن الم طاری   ز چشم پیر و جوان گشت چشمه ها جاری
بدرد فرقت او عالمان با تمکین   همه زدند ز حسرت عمامه ها بزمین
ز شور و غلغلهٔ خلق گوشها شد کر   پدید گشت بگیتی نشانهٔ محشر
پی جنازهٔ آن رهگرای عالم پاک   فراهم آمده تا سی هزار کس چالاک
رسید هر همگی را دراهم اسقاط   ز خانقاه بخوردند نعمتی به بساط
باین هجوم خلایق بکرامت پیر   ز بینوائی خود هیچکس نکرد نفیر

چو مدفنی ز برای خود از زمانهٔ پیش
بقرب مسجد خود کنده بود آن درویش
اگرچه کرد تردد بهر بلاد و وطن
شدش ز کشف و کرامت همان محل مدفن
شب دوشنبه و از ماه روزه بست و دو بود
که سوی خلد برین آن جناب رو فرمود
چو پرسشی بنمودم ز عقل نیک نهاد
که چند بود در آن وقت سنهٔ التعداد
بگفت سر بکش از فکرت و بگوی چنین
که حیف زیر زمین کرد جا ستارهٔ دین
۱۳۲۰ھ

سلسلهٔ عالیهٔ قادریه

زبعد حمد خداوند و نعت پیغمبر
بخوان تو سلسلهٔ قادریه را از بر
جناب مرشد ما بود شیخ نجم الدین
از و شدند خلایق بهدهٔ فیض آگین
مرید حضرت عبد الغفور عابد بود
که در صوابت بادشاه خلق حامد بود
وی از جناب محمد شعیب عاشق حق
ز علم و معرفت و دین گرفته بود سبق
مقام و معبد او ملک تور ڈیری بود
خوشا کسیکه از و کرده دستگیری بود
شعیب یافته بود از میامن بیعت
ز فیض یمن محمد ولی چنان دولت
اگر ز مسکن او مرترا بوده وقوف
بضلع هشت نگر دان عمرزئی معروف
رسیده بود مر او را ز حق چنان توفیق
بیمن شیخ هدایت محمد صدیق
نموده بود همان صدق پیشه استرشاد
ز قرب حضرت مومن امام پاک نهاد
که بود مسکن آن پیر محتبی اکثر
بقریهٔ گگر از ضلع شهر پیشاور
بغیر حضرت مومن دو پیر دیگر داشت
که در طریقه ز هر سه حصول بهتر داشت
یکی تو شیخ سدو می بدان محمد شاه
دگر جناب جنید ست معرفت آگاه
نه آن جنید که بغداد شد از و معمور
که این جنید به پیشاوری بود مشهور
جنید نیز دو جا کرده بود اخذ علوم
یکی به سید سادات حضرت معصوم

دوم بحضرت احمد که شیخ ملتانی ست
ز سالکان مقام طریق ربانی ست
سلوک داشت وی از شاه عالم دهلی
که بود پادشه گنج علوی و سفلی
ز شیخ شاه منور افاده یافته بود
که تیز در طلب معرفت شتافته بود
روان به پیر و شاه دوله بود آن کس
بغیر حق بدگر چیز نداشت هوس
گرفته وی شرف چاکری و دربانی
ازان مظاهر کونین شاه جیلانی
جناب او شده شاگرد آن بزرگ عظام
که بود شیخ مبارک ابوسعید بنام
بوی رسیده ز شیخ علی مددگاری
که بوالحسن لقب او هست پیر هکاری
هم او بحضرت یوسف نموده پابوسی
که هست بوالفرح و شهرتش بطرطوسی
نتایج وی ازان شیخ نیک فرجام ست
تمیمیش لقب و عبد واحدش نام ست
گرفته بود وی از قبله گاه خود تعلیم
که هست حضرت عبد العزیز پیر تمیم
وجود او گل باغ جناب جعفر بود
لقب به شبلی بوبکر شیخ اکبر بود
شدست حضرت شبلی رهین نکو وادی
مرید و پیر وی شیخ جنید بغدادی
جنید رهست سعادت ز شیخ عبد الله
که شد سری سقطی شهرتش بخلق الله
شراب عشق الهی نموده او حاصل
ز جام حضرت معروف کرخی کامل
بود تمسک معروف با دو شیخ کبیر
که یافته است ازان هر دو بهرهای کثیر
یکی بحضرت سید علی امام رضا
دوم بحضرت داود طائی یکتا
بود سعادت داود از حبیب عجم
که در کرامت و تقوی و فیض بود علم
حبیب بود چو غواص بحر علم و یقین
ز پیر گل حسن بصریش شده تلقین
بدانکه گشته بکاشانهٔ جناب حسن
چراغ معرفت از حضرت علی روشن
علی گرفته هدایت ز حضرت عثمان
هم از رسول مکرم امیر هر دو جهان
رسول اکرم ما هم ز جبرئیل امین
شدست خازن گنج و خزانه‌های چنین

بجبرئیل رسیدست ازخزانهٔ غیب   بامرِ قادرِ قیوم و احدِ لاریب

مراست دستِ توسل بدامنِ همگی   امیدها بودم برمیانِ همگی

الٰهی ازهمه عصیان مرا توست پناه   مکن زدامنِ آن جمله دستِ من کوتاه

چومن بسلسلهٔ این گزیدهای کرام   کفِ نیاز رساندم بالتجای تمام

بده تو دستِ مرا قوتے بلطفِ اعم   که باد تا بقیامت بذیلِ شان محکم

مرا بحرمتِ این عاشقان پاک سرشت   امان بده زجهنم رسان بباغ بهشت

ازین جهان تو مرا با متاعِ ایمان بر   بآخرت مکنم شرمسار در محشر

دران زمان که شود روح از تنم بیرون   بتاجِ مغفرتِ خویش کن مرا ممنون

زلطفِ خویش مرا شهره ساز در ایام   پس از وفات به شیر احمد نکوفرجام

سلسلهٔ جلیلهٔ دوم بطریقِ اختصار

الٰهی ازبرکاتِ جنابِ نجم الدین   بهمینِ حضرتِ عبدالغفور مرشدِ دین

بذکر و زهد محمد شعیب نیک نهاد   باجتهادِ محمد ولی قدس نژاد

بفیضِ عارفِ صادق محمدِ صدیق   بشیخ حضرتِ مومن امینِ اهلِ طریق

بطیرِ حضرتِ شهباز سوی عرش برین   به سیرِ شیخ حبیب امامِ اهلِ یقین

بروشنی و فروغِ درونِ شیخ بنور   به احمدی که بود شیخ کابلی مشهور

بارتفاعِ مقاماتِ شاهِ اسکندر   بعز و حرمتِ شاهِ کمالِ نیک سیر

بذیلِ امجد شاهِ فضیل پر تقوٰے   برحمِ سید رحمن لقب به شاه و گدا

بعشقبازیٔ آن شمس خواجهٔ عارف   بدلنوازیٔ حضرتِ ابوالحسن واصف

بفقرِ شاه گدا عبدِ ثانیِ رحمن   بانجلای دلِ شمسِ دین شهِ عرفان

(یعنی عبدالرحمن ثانی ۱۲)

بعقلِ کاملِ شاهِ عقیلِ با تمکین   بآن گزیدهٔ دین حضرتِ بهاءالدین

بشیخ شاه شرف دین و هم شرافتِ او   دگر بحضرتِ عبدالرزاق و رافتِ او

بجاه و مکرمتِ غوثِ اعظمِ دوران   به بوسعید که شیخ مبارک ست عیان

بخصلتِ حسنِ بوالحسن شهِ هکّار   که در طریقهٔ دین بود مرد خوش رفتار

بفرحتِ دلِ آن بوالفرح که در طرطوس   فروغ داشت ضمیرش چو شمع در فانوس

باهتمامِ تمیمی که عبدِ واحد بود   بمقتدائش که عبدالعزیز زاهد بود

بفضلِ حضرتِ بوبکر شبلی هادی   بجند همتِ شاهِ جنیدِ بغدادی

بآن سری سقطی شیخِ پاک عبدالله   که او بحضرتِ معروف کرخ برده پناه

بطیِّ منزلِ داؤد طائی افخم   بحبِّ آن عربی منقبت حبیبِ عجم

بحسنِ آن حسن بصری ستوده صفات   بارتضای علی مرتضاے والاذات

بحرمتِ شه لولاک احمدِ مختار   که اوست افضلِ پیغمبران قدس شعار

بقربِ منزلتِ آنجناب جبرائیل   که میرساند ز تو وحی (ای حق ۱۲) بر رسولِ جلیل

بذاتِ اقدسِ خویش بروی این پیران   سعادتِ دو جهانی نصیبِ من گردان

چو طوقِ بندگی افگنده بگردنِ من   ازان حسد شده ابلیس خصمِ دشمنِ من

بحالِ بندهٔ خود هرگز ای خدای رحیم   مده تو دست رس و قدرتی بدیو رجیم

همین دعای مرا یارب از طفیلِ رسول   بکن ز جانب شیر احمدِ کمینه قبول

در ذکرِ بعضے از خوارقِ جناب آخندزاده صاحب موصوف

شنو تو نکتهٔ چندین ازین خلوص گزین   ز رمز و کشف و کراماتِ آن ستارهٔ دین

ببوستانِ کمالاتِ آن هنر آمود   شگوفه و گلِ بسیار از خوارق بود

ولی نبوده مرا چون بجمله استحضار (خبرداری ۱۲)   ازانچه آگهیم بوده میکنم اظهار

یکی ست اینکه بظاهر نه دولتی بودش   نه مال و ملک و نه کسب و تجارتے بودش

خدا ز غیب باو هر چه می نمود عطا
که صرف میشد ازو باز پس بخلقِ خدا

بنان وجود و کرم داشت دستگاه چنان
که عقلِ اهلِ خرد بود زین سخن حیران

دوم بعادتِ معهود حافظِ قرآن
چو ختم کرده به سه شب ز اولِ رمضان

پس از خلاصی ختم از حضورِ آن حضرت
خلیفه گان بنمودند خواهشِ رخصت

بگفت هست درین مه مرا سفر در پیش
حضورِ من بشما به بود ز خانهٔ خویش

ز رمزِ او شده آخر بهمگنان مشهور
پس از وفات که بودش همین سفر مقصود

سوم ز یک نفر از سلکِ مفتیانِ عظام
که هاشمی نسب و میر هاشم ست بنام

بملکِ خوست مرا و راست مسکن و ماوا
گرفته هست با سمار منصب افتا

نکو خصایل و دانشور ست و علامه
بود بجملهٔ علومش مهارتِ تامه

بیانِ شیخ چو یک روز بود در محفل
شنیدم آنکه بحضار شد چنین ناقل

که من بحینِ زمستان و شدتِ سرما
روان شدم بسوی خانه از سفر تنها

نشانِ ره به حدِ کوتلِ شتر کردن
شد از وفورِ یخ و برف ناپدید از من

اسیرِ مهلکه گردیدم اندران صحرا
نبود از طرفی کس ز رهروان پیدا

فرو به بحرِ تحیر شدم ازین اندوه
طمع گسست ز عمرم دران میانهٔ کوه

گرفت خوفم و بردم بکردگار پناه
بر آمد از دهنم این سخن بیک ناگاه

که شیخ مدد اگر کشف و معرفت داری
بکن مرا تو درین مهلکه مددگاری

ز قدرتِ ازلی ناگهان دران وادی
رسید شیخ و سوی راه شد مرا هادی

بسانِ خضر وی از پیش بود و من دنبال
کشید از خطرم باز غیب شد در حال

مرا نبود ازان پیش اعتقاد برو
ازان پسم نبود شبه در کرامتِ او

چهارم آنکه یکی را بدیده شد علت
ز درد چشم بنالید پیش آنحضرت

بگفت رنگ بنفشی بگیر از بازار
بچشم کن که خدا دفع سازدت آزار

ز رنگِ صحتِ کامل گرفت دیدهٔ او
صحیح گشت دو چشمِ رمد رسیدهٔ او

ز فیض گفتهٔ آن عیسوی نفس اکنون
بدین مرض رسد از رنگ انتفاع فزون

ازو کرامتِ پنجم شنیده ام زین سان
که در شبی که سفر کرد آن ولی ز جهان

همان زمان که ز فوتش بلند گشت خروش
خبر ببردم یک روزه ره رسد بگوش

ولیک هیچکسی را چنین نگشت پدید
که این خبر ز که آمد باین دیارِ بعید

ششم ز رحلتِ او هر طرف بملک و دیار
ظهور یافت بهر خانه ماتم بسیار

پی تصدقِ او هر توانگر و درویش
بقدر و طاقتِ خود کرد صرف دولتِ خویش

شنو علامتِ هفتم که در دمِ آخر
که بود حالتِ نزعش بچشمِ سر ظاهر

ز خادمِ درِ خود کرد این چنین پرسان
که خوانده اند بمسجد نماز را یاران

بگفت خادمِ صاحب صداقت و اخلاص
مصلیان ز ادای صلوة گشته خلاص

بزد تیمم و اندر نماز شد مشغول
چو سر بطرزِ شهادت بسجده کرد نزول

عروج یافت بماندم ز کالبد جانش
چو بلبلی که بود سوی باغ طیرانش

ازو نشانهٔ هشتم چنین بود مشهور
که می نمود ز دریای نیل پوره عبور

نشست با رفقا در میانِ جاله باد
رسید جاله بیک سنگلاخ و بند افتاد

نمود صاحبِ آن جاله جهد افزون تر
ولی نیافت رهائی ازان مقامِ خطر

باهلِ جاله هراسِ مزید شد پیدا
ز آن جناب نمودند التماسِ دعا

گرفت چار عدد سنگ ریزه را در کف
نفس بدان بدمید و فگند چار طرف

بیمنِ همتِ او جاله زان محل جنبید
میانِ بحر روان گشت و در کنار رسید

نهم ز بندیان طالبِ سبق خان بود
که از تلامذهٔ خاصِ درسِ ایشان بود

برو دو گونه غم آمد ازین پریشانی
یکی فراق و دوم از علوم حرمانی

شبِ وفاتِ وی از غصه او فتاد خراب
دران خرابی و اندیشه برد او را خواب

بخواب دید که یک طالبی نکو منظر
سوال کرد ازان طالبِ خجسته عمل
بگفت در عقبِ مسجد ست جای بلند
درونِ خیمه نشسته جنابِ سلطان ست
سبق گرفتم ازو در کتاب چندورق
چو او بخیمه درون شد ندید سلطان را
سلام داد و بگفتش که مردم بیرون
سبق دهد طلبا را و من کتاب بدست
بگفت هر که نماید بهر زبان یاد م
چو فرصتم نبود بعد ازین مدرس کتاب
بهر کتاب که تو خواندن آرزو داری
وگر بحلِ کد اپن کتاب در پایۓ
بزیر سر بنهی آن کتاب و خواب شوی
زخواب چون شده بیدار طالبِ مسعود
دهم بخواست یکی روز آن بزرگ سعید
بداد در کفِ خادم کلیدِ بخدان را
بدید خادمش آنجا که هیچ چیزی نیست
خبر رساند که بخدان تهی بود ز درم
چو باز رفت و نظر کرد در همان بخدان
همان قدر که طلب کرده بود آن حضرت
نشانِ یازدهم در بلادِ هندستان

به مسجد آمد و او را کتاب بود ببر
کجا بدی و چه داری کتاب زیرِ بغل
ستاده است بران خیمۀ فلک مانند
که در علوم و هنر همچو بحرِ عمان ست
برو تو هم اگرت بوده اشتیاقِ سبق
نشسته یافت درو شاهِ بزمِ عرفان را
گمان برند که سلطان بخیمه هست درون
بیامدم چه بدیدم که او ستادم هست
کنون نموده خدا از قیود آزادم
تو هم بصبر گرای و چنین مشو بیتاب
خدا مطالعه ات راهی کند جاری
وضو نموده دو رکعت نماز را خوانی
زلطف و فضلِ خداوند کامیاب شوی
زشهدِ علمِ لدن جامِ خاطرش پر بود
که پنجصد درمے هر کس همی بخشید
که روز گوشۀ بخدان بیار همیان را
چه جای درهم و دینار بل که چیزی نیست
بگفت باز برو کن تو جستجوی اتم
نهاده بود نقودِ کثیر و شد حیران
بیاورید بآن کس بداد بے منت
شنیده ام که بدهلی یکے ز بابوگان

که بود نوکر و خدمت گذارِ اهلِ فرنگ
شبے بخواب بدید آن جنابِ والا را
زکارهای مخالف بصدق توبه کشید
گذشت از زن و فرزند و مال و دولتِ خویش
روانه گشت و به پیشِ جناب حاضر شد
بریخت بادۀ عرفان بکامِ او ساقی
چو در ارادت و صدقِ ضمیر کامل بود
بچند روز که تلقین گرفت ماذون شد
اجازه یافت ز مرشد که پس رود بوطن
ابا نمود ز رفتن که پای من لنگ ست
چو شیخ دید که زینجا نمیرود بابو
ز پشته اش گذرانیده و رها کردند
بپای لنگ چو بابو برفت چند قدم
پس از دقیقۀ چندی کشاد دیدۀ خویش
نظر چو کرد باحوالِ خود دگرگون بود
پئ رضای خدا خانقاه و مسجد ساخت
بود بمطبخِ او نانِ خاصه و حلوا
نشانِ دوازدهم را زحضرتِ موصوف
که در مقامِ جهڑولی علاقۀ مهمند
باستغاثه رسیدند پیشِ او احباب
برفت و دید بیک گوشه موضعِ نمناک

توانگرش زحد بیش بود و پایش لنگ
سحر برید زخود رشتۀ نصارا را
تمام دولتِ خود را بنامِ حق بخشید
نمود ترکِ جهان دستگاه و رفعتِ خویش
زخاک بوسِ درش کامیاب و شاکر شد
نماند هیچ زهستی در و اثر باقی
سعادتِ ازلش در وجود شامل بود
صفای باطنِ او از قیاس افزون شد
بفیض بخششِ عالم کند درو مسکن
مسافتِ وطنِ من هزار فرسنگ ست
بگفت زود کنیدش سوار بر یابو
گرفته اسپش و بازش پیاده پا کردند
بگوشۀ بفتاد و نهاد چشم بهم
رسیده بود باطرافِ شهر و خانۀ خویش
زعشق و معرفتِ حق چو گنجِ مشحون بود
بروشنائیِ دینِ محمدی پرداخت
رسد افاده و فیضش بهر دم هر جا
چنین شنیده ام و هست در جهان معروف
چو داشت طرحِ اقامت برای مدتِ چند
که نیست قدرِ کفافِ وضوی مایان آب
بزد عصای کفِ خویش ابر آن گل و خاک

بگفت هست در اینجا ز چشمه سار نشان   اگر به بیل زنید بس برآید آب روان
چو کافتند از انجا بقدرت باری   برتبه رتبه یکی نهر آب شد جاری
چنانچه گردش هفت آسیا بران نهر ست   بزرع و نخل و دگر چیزها ازو بهرست
نشان سیزدهش آنکه لشکر کفار   بملک باجور و ناوگی چو کرد قرار
پی مقاتله اش شیخ با برفت بجنگ   هلاک کرد نفوس کثیره از فرنگ
فرنگ برد چپاو نهان مسکن او   بقصد سوختن مسجد و گرفتن او
رسیده چونکه فرنگی بمسجدش نزدیک   بچشم لشکر او روز شد چو شب تاریک
ز چرخ ابر سیه آمد و بریخت تگرگ   کسی گریخته و کس چشیده حنظل مرگ
ز رعب صاعقه و خوف ژاله و طوفان   فرار کرد فرنگی بخواری و خذلان
کمال چاردهم از جناب او ظاهر   غزای قلعهٔ ڈیرلیست دفعهٔ آخر
که حمله برد چو آنجا پی ستیزه و جنگ   فتاد ولوله و شور در قشون فرنگ
عدو اگرچه ز توپ و تفنگ آتشبار   نکرد هیچ قصوری ازان بلند حصار
ولی ز همت و مردانگی و غیرت دین   برفت تیز بران قلعه و حصار متین
حصار را متصرف شد و سپاه فرنگ   اسیر و کشته و مفرور گشت و خسته و لنگ
بآن جماعت کم بی سلاح و بی اسباب   چنان جنود سلح شور را نمود خراب
زغیب لشکر زنبور از هوا رسید   بجسم فرقهٔ انگریز نیش زن گردید
بگفت افسر انگریز در زمان گریز   بدوستان خدا نیست تاب جنگ و ستیز
نشان پانزدهم آنکه چند یارانش   که بوده اند خبردار راز پنهانش
بگفته اند و بگفتار شان شده تسلیم   که میگرفت ازو جنیان بشب تعلیم
رموز شانزدهم از عطا محمد خان   که اوست افسر بابکر خیل و مرد کلان
شنیده ام که بنزدم چنین نمود مقال   که بوده در بدنم علت جنون سه سال

ازان مرض بمن و والدین هم اولاد   رسیده بود پریشانی و ملال زیاد
پی معالجه دادم ز کف نقود مزید   علاج هیچ طبیبی مرا نگشت مفید
بمهربانی حق یک شبی چو خواب شدم   حضور مجلس پرنور آن جناب شدم
مرا بخواند به نزدیک خود بفرط شرف   زروی لطف بمالید بر جبینم کف
بگفت شافی مطلق ترا شفا بدهد   حکیم غیب بدفع مرض دوا بدهد
همین بگفت و من از خواب خویش شدم بیدار   نبود در بدنم هیچ از جنون آثار
دوباره عود نکرد دست آن مرض بمن   همیشه هست مرا نیک عافیت در تن
نشان هفدهم از والد همین ناقل   شنیده اند تواتر چنین بهر محفل
که گفت بر من از آثار غصه شاه جهان   غضب گرفت یکی روز و کرد حکم چنان
که مال و دولت او را کنید سرکاری   خودش به حبس درآید بمحنت و خواری
چو محصلان برسیدند از حضور امیر   که تا برند مرا پیش شاه در زنجیر
برآمدم بطهارت بجانب صحرا   نظر فتاد مرا ناگهان به شیخ هدی
که از برای وضو میرود بجانب آب   چو دیدمش خبرش ساختم ز حال خراب
دمی بورطهٔ حیرت شد و چنین فرمود   که از خدا برسد بر تو رستگاری زود
چو پس برفتم ازان محصلان ناهنجار   دو ساعتی بکشیدم کشاکش بسیار
دران کشاکش و زحمت سواره بشتاب   رسید و مژده رسانید بر همه احباب
که شاه گفته فلان را مده غم خاطر   که بیگناهی او گشت پیش من ظاهر
هماندم از ستم محصلان خلاص شدم   مقیم مسند آسایش و مناص شدم
بخواست شاه مرا داد خلعت و انعام   بیمن همت آن شیخ مقتدای انام
نشان هژدهمش اینکه مردم کابل   کنند نغمه سرائی چو قمری و بلبل
که چند ماه نبارید بارشی ز هوا   ز بحر و چشمه و جو آب گشت ناپیدا

جماعتے شده اندر حضورِ او نالان که کن بصدق دعائی بخواهشِ باران
نمازِ جمعه ادا چونکه با جماعت کرد دعا نمود و خدا دعوتش اجابت کرد
همان دقیقه بروے هوا سحاب آمد چو رفت نیمه ساعت نزولِ آب آمد
شمار نزدهم از خرقِ عادتِ ایشان مراشبے به جرّوبی چنین شدست عیان
که بود گلهٔ مرغان او بیک خانه ولی نداشت درو پاسبان و سامانه
بوقتِ شب شده از کوهِ او یهی پایان درونِ خانه برفته بخوردنِ مرغان
دهانِ بسته همانجا بمانده تا به سحر ازین حقیقتِ احوال کس نداشت خبر
قریب چاشت که خادم شده بخانه درون بدیده روبه بیچاره را بحالِ زبون
برون بر آمده و کرد نعره و آهے اسیر دامِ کرامت شدست روباهے
علامتِ دگرش در حساب آید بیست که این سخن بتواتر ز مردمان مروی ست
که میهمان چو ز اندازه بیشدی و افر ز فرطِ پختنِ نانِ مطبخان شدی قاصر
امینِ مطبخِ او چون ززیرِ دسترخوان بقدرِ خواهشِ خود هر قدر کشیدی نان
نداشت صورتِ اتمامِ نانِ او هرگز نبود خالی ازین فیضِ خوانِ او هرگز
همیشه در سفرش بود همچنین معتاد ز یک سبد بهزاران نفوس نان میداد
شمارِ بیست و یک از جملهٔ کراماتش بهر و وزن شده ظاهر چنین علاماتش
که بود یک نفر از عالمانِ نامحمود ز ملکِ خوست عدوی لطیف نامش بود
چو بود مرد سخندان و پر فن و جرّار ببارگاهِ امیرِ جهان رسیدش بار
ظهورِ صدق و ارادت نمود مدتِ چند که تا بقربِ بساطِ امیر شد پیوند
چو شیخ بُده در آنوقت سوی کوهستان برای مصلحتِ وقت گشته بود روان
که تا بمردمِ اعرابِ مختلف آئین کند هدایت و تلقین بسوی شرعِ متین
لطیف فرصتِ ایام را غنیمت دید خباثتِ دلِ خود را بخلق کرد پدید

ببارگاهِ شهنشاه رفت و عرض نمود که آن بزرگِ زمان از تو سرکشی نمود
کسے که بغی نماید ز پادشاهِ جهان بود بقولِ نبی حکمِ او چنین و چنان
چو شیخ را خبرِ این سخن رسید بگوش ز خبثِ باطنِ او یافت علم و کرد خموش
ز گردشاتِ فلک شد پس از زمانِ قلیل از و ظهورِ امورِ خلافِ شرع و دلیل
چو داشت خبثِ عقیدت ز روزگار دراز درین محل بنمود از درونِ او ابراز
چنانچه گفت بهر جا که پیرِ من عیسی ست که در مقامِ جلندر فرو شده ز سماست
علی الخصوص گرفته به قادیان مسکن غلام قادر نشی ست نامِ آن پر فن
و لیست عیسی و من مهدیم بلاشک و ریب خبر شوید ز من از چنین حقایقِ غیب
بدونِ این دو سخن از عقیدهٔ باطل بسے مکالمهٔ کفر را کشید ز دل
خبر شدند دگر عالمان به احوالش بگوشِ خویش شنیدند جمله اقوالش
نخست موعظتش را شمرده لازمِ حال بدو مطابقِ نصّ و حدیث کرده مقال
ولیک موعظهٔ عالمانِ نیک سیر بگوشِ خاطرِ آن بے خرد نکرد اثر
رئیسِ مدرسه ما عبدِ رازقِ عاقل که اوست حاجی و در علمِ دین بود کامل
به نزدِ شاه مسمی ست بر ملای حضور ولی بعلم و عمل در همه جهان مشهور
چو دید کو شده گمراه و تابعِ شیطان بود ز قولِ خدا و رسول روگردان
بگفت گر نشود سرزنش بحکمِ کتاب ازین عقیدهٔ او دیگران شوند خراب
بشهریار خبر برد و عالمان را تمام نمود مجتمع و داد زین سخن اعلام
مدرسان همه با قاضیان و خانِ علوم مقالِ او چو نمودند پیشِ خود معلوم
روایتے ز کتب یافته پس از تحقیق که اوست کافر و در کفر رتبه اش زندیق
نوشته مسئلهٔ بی خلاف را باهم زدند مهر و ببردند پیشِ شاهِ امم
چو آن مخربِ ملت ز توبه عاری بود دران نوشته باو حکمِ سنگساری بود

امیر دولت اسلام را چو شد ظاهر / که او بدین نبی هست خاین و غادر
بران نوشتهٔ اهل علوم صادق صحیح / نهاد و یافت قلوب محققان تفریح
چو ساختند بروش زبارگاه امیر / برو هجوم خلایق شد از صغیر و کبیر
ندا نمود برو عبد رازق عالم / که ای ستمگر بدبخت عاصی و ظالم
تفکری کن و بگشای دیدهٔ دل را / ببین کرامت آن نجم دین کامل را
خدنگ کفر فگندی بجانب آن پیر / همان خدنگ ترا پس بسینه شد جاگیر
اگر تو مهدئ آخر زمان همی بودی / بزیر سنگ چرا این چنین بفرسودی
بگفت نیست ز مرگم هراس در خاطر / که هست پیش من آن پیر قادیان حاضر
اگر هلاک شوم زنده می کند بازم / بود چو مرغ بسوی بهشت پروازم
دگر مجال تکلم کسی نداد به او / فتاد سنگ بفرقش چو ژاله از هر سو
یکی که سنگ نخستین بزد بران مردود / چنین شدست معین که عبد رازق بود
بمردمان دگر گفت از ره غیرت / که هر که سنگ زند جای اوست در جنت
ز هر طرف بنمودند سنگ بارانش / بدان عذاب برآمد ز کالبد جانش
هلاک گشت باغوای بدگمانی خویش / نیافت جان ز مسیحای قادیانی خویش
بود خوارق عادات شیخ ما بسیار / نمیتوان که کند خامهٔ منش تذکار
درین محل بیک و بیست اکتفا کردم / همین قدر ز کرامات او ادا کردم
دگر خوارق او را شنیده ام که کسی / ز اهل علم که بودش درین سخن هوسی
رساله ساخته و در چهاپ آورده / باجتماع و بطبعش مشقتی برده
چنانچه نام مولف بود ملا طوطی / بذکر خالق یکتاست خوش نوا طوطی
اگر زیاده برین از کرامتش خواهی / ازان رساله رسد بر تو شرط آگاهی
بیان مختصری شد درین کتاب رقم / بفال نیک ز فیضان آن خجسته شیم

بیمن همت والای او کتاب حقیر / امید هست که یابد همیشه فیض کثیر
چو شد سعادت آن نجم دین دروم قوم / خرد نمود به نجم السعادتش موسوم
برفت از پئ تاریخ سنه هوش دلم / سروش گفت نهانی چنین بگوش دلم

که باد نجم سعادت درین کتاب بجو
همان دعائیه تاریخ سنه دان نیکو

نسب نامهٔ حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم

سپاس و شکر سزد خاص رب عالم را / که آفریده ز صلصال جسم آدم را
ز نور کرد وجود محمد لولاک / اگرچه بود بظاهر وجود او از خاک
ز ارتفاع مقامات او یکی این ست / که ذات اکرم او خاتم النبین ست
کسی که امت آن شاه انبیا باشد / اگر بچرخ تفاخر کند روا باشد
هزار شکر که من بندهٔ عاصئ معیوب / همیشوم ز صف امتان او محسوب
بیان شود ز نسب نامهٔ رسول الله / که یادگار بماند برای خلق الله
محمدست همانا که ابن عبد الله / که هست جملهٔ خلایق ازین سخن آگاه
هم او ز عبد مطلب بود بن هاشم / که او ز عبد مناف ست در بدن قایم
مناف بوده ز قصی که اوست ابن کلاب / که او ز مره و مره ز کعب گشته حساب
بدانکه کعب ز لؤی بود بن غالب / وجود او بن فهر ست گر توئی طالب
چنانکه فهر بن مالک ست ابن نضر / نضر لقب به قریش ست مرد نیک اختر
قریش را ز تو آبای او چنین بشناس / بود کنانه بن خزیمه بن مدرک و الیاس
وزان پس ست مضر گشته از نزار عیان / بود نزار خلف از معد بن عدنان
وی از نتایج اد ابن اود ابود / همیسع ابن سلامانش جد و آبا بود

بدانکه بود سلامان ز ثابت ابنِ حمل … که او بود بنِ قیذار کامل و اکمل
وجودِ اوست گلِ بوستانِ سمٰعیل … که او بود خلف الصدق آنجناب خلیل
خلیل پاک هم از تارخ آمده بوجود … اگرچه شهره در آفاق ابنِ آذر بود
باصطلاح عرب عم بود بجای پدر … ازان جهت شده منسوب بر بنِ آذر
ظهورِ تارخِ مذکور بود از ناخور … که او بود بنِ شاروخ در جهان مشهور
ورا ز نطفهٔ ارغو بدان بن فالغ … که او بود غابر پیمبرِ بالغ
چنانچه هود علیه السلام ذاتِ وی ست … رقم به سورهٔ قرآن همه صفاتِ وی ست
هم او بود پسر شالخ ابن ارفخشد … که اوست سام بنِ نوح را خجسته ولد
جناب نوح نبی هم ز حضرتِ لامک … رسیده کو ز متوشلخ شد بره سالک
وجودِ او هم از اخنوخ یافته تاشیس … که در کتابِ خداهست نامِ او ادریس
بیاردش پدر و جدِّ اوست مهلائیل … تو مهل را ابنِ قینان شمار کن بی قیل
وی از انوش بنِ شیث آمده ز عدم … که شیث بود ز اولادِ حضرتِ آدم
وجودِ حضرتِ آدم خدای قادر پاک … بیافرید ز آب و ز باد و آتش و خاک
ز ذاتِ مصطفوی تا بحضرتِ آدم … نسب رسیده به پنجه پدر نه بیش و نه کم
تو ای خدای غفور و رحیم و بخشنده … که هست نامِ تو ستار و عیب پوشنده
بروی پاک رسول کریم و اجدادش … طفیلِ آدم و دین پرورانِ اولادش
مرا سلامتِ ایمان و دین عطا گردان … بروزِ حشر بسلکِ عبادِ خویش رسان

قبول کن تو ز شیر احمد این دعا یارب
که نیست غیر تو اورا دگر خدا یارب

در سبب نظم کتاب

چو ظاهرست که در دهر پایداری نیست … بهیچ شخص جهان را وفا و یاری نیست
اگر گداست وگر پادشاهِ صد کشور … بروزِ مرگ و اجل هر دو هست یک بستر
بگنج های زمین و فلک اگر بکسی … بود بفرض اشد محال دست رسی
بجز کفن نبرد هیچ چیز را با خویش … رود بحسرت و افسوس و درد و محنت و ریش
خزانهٔ عملش هر چه هست خود با اوست … اگر قلیل و کثیرست یا بد و نیکوست
ز بعد مرگ نماند ازو نشانه و نام … شود زدوده بکلی ز صفحهٔ ایام
گذشته اند ز شاهان با وقار بسی … که نام هیچ کدامی نبوده یاد کسی
مگر که از دو سه چیزست پایداری نام … کزو بود بجهان نام را بقای تمام
یکی سخا و عدالت چو حاتم و کسری … که یادگار بود نام شان برسمِ بقا
هر آن کسی که بخوبی و نیک نامی زیست … بذکرِ خیر در آفاق نامِ او ابدیست
دوم کسیکه بماند اساس خیر ازو … که جاودان بودش آن نشانهٔ نیکو
چنانچه مسجد و چاه و پل و رباط سرای … که نامِ بانیِ آنها بود همیشه بجای
وزین قبیل دگر هرچه خیر جاریه هست … بدانکه نام نکویش نمیرود از دست
سوم کسیکه به تصنیف اشتغال کند … درو ثنای خداوند ذوالجلال کند
بحمد و نعت و باحکامِ شرع پردازد … پی مصالحهٔ اصل و فرع پردازد
اگر بدرگه حق سعی او بود منظور … رقم شود همه جا نامِ او بلوحِ دهور
چنانکه حافظ و سعدی و بیدل و جامی … که هر یک اند بعالم گرامی و نامی
بسی بصورتِ ایشان طوایفِ ابرار … گذشته اند که دارند نامِ استمرار
مرا که نیست بر آن چیزها چو استعداد … نه علم دارم و نی زهد و جود و دانش و داد
حیاتِ من همه در غفلت و گنهگاری … شدست صرف و ز فعل حسن منم عاری
بشعر بود مرا از طفولیت هوسی … خدا بداد برانم ز لطف دسترسی

ز روزگار صغارت الی زمانهٔ حال
که بر چهل شده افزون ز عمر من شش سال

قصاید و غزل و نظم و مثنوی ابیات
مخمسات و بدایع رباعی و قطعات

بهر بیاض و کتاب و صحایف بسیار
رقم نموده و انداختم بکنج و کنار

چو با اکابر ایام شد سر و کارم
نماند فرصت گفتار نظم و اشعارم

چرا که پیشهٔ من شد نوشتن مکتوب
فتاد بار گرانی برین تن معیوب

ز بارگاه شهنشاه معدلت آثار
شدم چو مفتخر خدمت سپه سالار

که بود نام نکویش غلام حیدر خان
بلند مرتبه عالی نژاد (اصل) و والاشان

مکان اصلی او چرخ و مسکنش کابل
بفوج دولت اسلام بود افسر کل

جهاد و شورش چندی نمود با انگریز
که گرد لشکر انگریز سوی هند گریز

گذر چو آخر عمرش بکافرستان شد
بضرب تیغ وی آن خطه مسلمان شد

بعقل و همت و مردانگی و جود و سخا
چو شمس در همه آفاق بود جلوه نما

چنانچه رفت در آخر ازین سرای غرور
غفرله شده تاریخ فوت او مسطور

من آن زمانه که گشتم شریک محفل او
خلوص باطن من جا نمود در دل او

بخدمتش نشد از کثرت گرفتاری
مرا فراغت دیگر بغیر گفتاری

نوشته جات قدیمی من پریشان بود
ز خاطرم همگی گشته محو (فراموش) نسیان بود

به ثبت و نقل و نگهداشت آن ز بیخبری
نرفته بود خیالم بعاقبت نظری

درین زمانه محبان و دوستان صمیم
که داشتند بمن عاطفت (مهربانی) ز عهد قدیم

شدند ملتمس آنکه طبع زاد حقیر
از آنچه آمده سابق برشتهٔ تحریر

شوند جمع و ز آن جملگی کتابی خوب
برای تحفهٔ ما دوستان شود مکتوب

که یادگار بماند بروزگار پسین
ز شهد خواندن آن کام ما شود شیرین

چو کردم از پی آنها بجستجوی پیچ (قصد)
ولی ز مقصد خاطر نشان ندیدم هیچ

بغیر چند ورق کو بیک دبستان بود
که شرح واقعهٔ فتح کافرستان بود

نیافتم چو از آن دیگران نشانه پدید
شبی بفکر و تصور بخاطرم برسید

که نیست حافظه و دانش تو چون سابق
که در سخن بتوان سفت گوهر لایق

کدام قصهٔ خوب و حکایت رنگین
ز نسخهای قدیم گذشتگان بگزین

بسلک (قطار) نظم در آور که خاطر احباب
شود ز خواندن آن گاه گاه فرحت یاب

بدین خیال و تفکر گذاشتم (مقرر کردم) نظری
که از قصص (قصه‌ها) بگزینم (اختیار کنم) کدام مختصری

رسید در نظرم از کتاب حب قلوب
یکی حکایت شیرین و قصهٔ مرغوب

که آن کتاب بود طبع زاد برخوردار
گذشته مرد زکی و فهیم و خوش گفتار

حکایتست ز رعنا که عاشق زیباست
که جام خاطر زیبا پر از شراب وفاست

همین حکایت رعنا و قصهٔ زیبا
مرا پسند شد و بر امید لطف خدا

بنظم کردن این نثر میکنم آغاز
مدد همی طلبم از خدای بنده نواز

که یابد از کرمش نیک صورت انجام
شود قبول جنابش بروی خیر انام

به نزد اهل هنر نیک ظاهرست و صریح
که شعر من چو قدیمان نبوده خوب و فصیح

تفاوتست ز شعر من بکلام سلف (مردم قدیم)
چو عقد گوهر شهوار و ریزهای خذف (سفال)

ولیک خوشه چندی ز زرع اهل کمال
بفکر ناقص خود چیده ام فراخور (لایق) حال (من)

مرا بوقت جوانی نظر بدین ایام
شدی معاینه اندک نزاکتی بکلام (سخن)

چو از زمانه دیری برنج و بیماری
مرا شدست (دیدن) بملک سفر گرفتاری

بحسب قسمت خود تا که از جلال آباد
رسیده ایم باسمار از برای جهاد

بضعف معده (شکم) و قلب و دماغ و سوء مزاج (بدی طبع)
اسیر محنتم و گشته ناامید علاج

چو شب غذا بخورم قدر وزن ده مثقال
بود الی شب دیگر بمعده ام بر حال

رسیده است (طعام) بجای نحافت (ضعیفی) این کس (من)
که استخوان بود و پوست بر وجودم بس

کسی که می نگرد ضعف و ناتوانی من
بمحض قدرت حق بوده زندگانی من

بعمر اگرچه نبود دست اعتماد کسی
سلیم نیز ندارد امید یک نفسی

ولی هر آنکه بود همچو من ضعیف و خراب
بدیدهٔ همه عالم بود بمرده حساب

باین و آن که سخن میزنم ز بس نسیان
برآید از دهنم نکته های بی سامان

کلام ظاهری من چو هست نامربوط
چگونه رشتهٔ اشعار من شود مضبوط

طمع ز خلق کریم هنروران دارم
که میکند نظر چون بنظم و اشعارم

ز عیب و علت آن چشم خویش را پوشند
پی درستی و ربط حروف او کوشند

چو از نوشتن دیباچه ام فراغت شد
بدل خیال نگاریدن حکایت شد

خرد درین محل از من نمود استفسار
که چیست سنهٔ هجری بگو درین ادوار

شدم بفکر جوابش زمانه مدهوش
سروش آمد و گفت این چنین مرا در گوش

تهی ز وسوسه دل کن بگوی سال ورا
سواد نسخهٔ رعنا و قصهٔ زیبا

۱۳۲۲ھ

سقوط واو چو کردی ز مصرعهٔ ثانی
حساب سنهٔ هجری ازو همیدانی

آغاز داستان رعنا و زیبا

بیار ساقی ازان خوش مزه می دلخواه
که هست بر لب جامش نوشته بسم الله

بده که از اثر لذتش شوم مدهوش
ز فیض مستی او پی برم بعالم هوش

ز شربت می چو شود کام تشنه ام سیراب
کنم شروع بآغاز داستان کتاب

چنین کنند حکایت که در زمان سلف
کلید ملک ختن داشت خسروی در کف

کریم طبع عدالت سیر رفیع مکان
بلند مرتبه و نام او ملک ریحان

ز نکهت گل خلق خوشش دماغ امم
همیشه بود بعهدش معطر و خرم

نسیم رایحهٔ گلشن عدالت او
وزیده بود باهل همه خلافت او

جهان ز بوی ریاحین جود او سرشار
رسیده نفحهٔ مشک عطاش در امصار

بهار عیش رعایای آن مقام و محال
بعهد او نشده از خزان غم پامال

بباغ معدلت او جهان بر آسوده
جمیع را گل مقصود دل بکف بوده

ز جویبار کرم کرده ملک را سیراب
نهال سلطنتش نیک تازه و شاداب

شگفته بود ز عدلش بکشت زار قلوب
چمن چمن گل راحت ز شرق تا بجنوب

دو دست او بسخا و کرم چو ابر مطیر
وزو مزارع امید خلق راحت گیر

بنظم مملکت و نسق پادشاهی خویش
وقوف داشت بحال توانگر و درویش

چمن طراز شعورش بفکر و رای رسا
نموده بود گلستان ملک را زیبا

چو نافه خاطرش از دانش و خرد مشحون
امور دولت او گل بزینت و قانون

نظام سلطنت خویش را چنان بسته
که یک ضعیف ز جور قوی نشد خسته

بدستیاری الطاف آن بلند مقام
گوزن و شیر گرفته بیک محل آرام

ز میوهٔ شجر آن شه خجسته مآب
مذاق خاطر آفاق بود لذت یاب

و گر فگار بگشتی دلی به نشتر جور
بریش و زخم دلش می نهاد مرهم غور

سپاه و لشکر او بود از شمار برون
همه شجاع و ز الطاف شاه خود ممنون

جنود فیض نمودش مظفر و منصور
عدو ز هیبت او در حجاب غم مستور

بوقت جنگ که گشتی سوار بر ادهم
چو بید لرزه فتادی بقامت رستم

نداشت شیر عرین تاب کارزارش را
بدوش خویش کشیدی نهنگ بارش را

بروزگار بسی عیش و کامرانی کرد
ز دیرپائی در ایام زندگانی کرد

چو عیش و زندگی دهر را ثباتی نیست
ز مرگ هیچ کسی را ره نجاتی نیست

زمانه گرچه کشاید در نشاط بکس
بگوش میرسدش دمبدم ندای جرس

که ای فلان بحیات و روزه ناز مکن
بمال و ملک و زر و سیم حرص و آز مکن

مباش از غم و اندوهِ آخرت غافل
اگر به تختِ سلیمان ترا مقام بود
شود به تختهٔ تابوت جای تو روزی
وگر بقلعهٔ آهن کسی کند ماوا
سنینِ عمر بود چون مراتب زینه
چو در مدارج او شد عروج تا انجام
ز چندگاه که ریحان ملک بفهم و تمیز
رسید عاقبت الامر در نهایتِ او
سپاهِ رنج برآراست لشکرِ کین را
بکشورِ جسدِ او مرض شبیخون کرد
خزینه های فراوان و جنسِ بی پایان
نه گنج و مال بکار آمدش نه لشکر و تاج
نبرد با خود اسباب سلطنت چیزی
خزان مرگ چو افسرده کرد ریحان را
ازو خلف پسری نیک خورد سالی بود
ز لوحِ ناصیه اش خوانده آیتِ معنی
پری شمایل و خورشید چهره سیم اندام
به بوستانِ خلافت قدش چو سرو سهی
چو ماه چهارده حسن و جمالِ او زیبا
ز رشکِ قدِ رسایش دلِ صنوبر چاک
چو قامتش ز رسائی خلعتِ شاهی

که عنقریب بدان ملک میشوی اجل
ز شرق و غرب جهانت همه بکام بود
دو گز کفن بود آخر ردای تو روزی
ز دستِ مرگ خلاصی نباشدش آنجا
که پایه پایه شود طی بقوتِ سینه
نزول یابد از انجا بصیغهٔ ناکام
صعود داشت بآن نردبانِ عمرِ عزیز
بصوبِ ملک بقا میل کرد رایت او
اجل بقصدِ هلاکش سوار شد زین را
در حصارِ وجودش به فتح مقرون کرد
نکرد فائدهٔ هیچ با ملک ریحان
اجل نمود دمی نقدِ روح او تاراج
کشش ندادپی دفعِ مرگ تعویزی
نمود غارت گلهای گلبنِ جان را
که سروِ قامتِ او تازه نونهالی بود
نهاده بود پدر نامِ فرخش رعنا
فرشته خصلت و فرخنده خوی کبک خرام
وجودِ فیض نمودش دری ز درجِ شهی
دو نرگسش چو دو اخترِ منور و رعنا
بخدمتش شده استاده سرو پا در خاک
بموجبِ صغرِ سال داشت کوتاهی

مدبران و وزیران مجالست کردند
که این پسر بود از عمر کم بدانش خام
کنون ز جانبِ رعنا تعین شود نایب
چو نخلِ عمر وی آرد ثمر برشد و تمیز
زمامِ دولتِ خود را بدستِ خود گیرد
صلاح کار چنان شد که گوهرِ مقصود
بشرط آنکه بطرزِ نیابتِ رعنا
کند نظامِ رعایا و حفظِ گنج و سپاه
چو او رسد بمقامِ بلوغ و رشد و خرد
صنوبر از سرِ دل عهد را نمود قبول
عروسِ دولتِ او را چو در کنار گرفت
چو دید یاوری این چنین ز اخترِ بخت
بانصرامِ اموراتِ سلطنت پرداخت
ز باغِ بخت ریاحینِ کامرانی چید

میانِ خویش بدینسان مشاورت کردند
نمی توان شد ازو کارِ سلطنت انجام
چنان کسیکه بود فکر و عقلِ او صایب
بعقل و هوش بیابد وقوف بر همه چیز
اطاعتش همه ارکانِ ملک بپذیرد
سپرده شد بصنوبر که عمِ رعنا بود
زبانِ چند برو رنگِ او گزیند جاه
که در حراستِ کشور خلل نیابد راه
بوی لپس این همه اسبابِ ملک بسپارد
ولی بزیرِ دلِ خود نوشت نقشِ عدول
دلش طراوتِ وافر چو نوبهار گرفت
نواخت کوسِ نشاط و نشست بر سرِ تخت
دل از مراتبِ عیش و سرورِ خرم ساخت
ز جامِ طالعِ خود بادهٔ مراد چشید

جوان شدنِ رعنا و پیام فرستادنِ او بملکِ صنوبر

چو شد زمانهٔ چندی بران پسر سپری
بعهدِ تربیت و فیضِ مادرِ ایام
رشید و عاقل و فرزانه و توانا گشت
خیال بست که آرد بکف کلاه و سریر
طلب نمود وزیرانِ مملکت را تام

نهالِ عمر و جوانیش یافت بهره وری
رسید زود بسرمنزلِ شعور تمام
بکار و بارِ خلافت خبیر و دانا گشت
شود بدولتِ موروثیِ پدر جاگیر
بعمِ خویش فرستاد این چنین پیغام

که گرچه از رهِ وحدت مرا تو چون پدری
مرا بعاطفت و ناز پرورش دادی
نواختی بعنایاتِ بی نهایاتم
ولیک از پیِ ایفای عهدِ بستهٔ پیش
اگر بشمعِ همان وعده ات فروغ بود
بباید آنکه ز طرزِ مروت و احسان
هر آنچه وعده بهم کرده ایم از سابق
بود شکستنِ پیمان زهر کسے مذموم
وفای وعده و پیمان دلیلِ ایمان ست
مرادِ یانتِ شه میدهد نوید بر آن
بہ سرِ نکتهٔ اوفوا نظر بباید کرد
هر آنکه کرد بعهد و عقودِ خویش خلف
بسر رسید زمانِ نیابتت اکنون

بامرِ سلطنت از من بسی گزیده ترے
بسانِ پادشهان کسوت و خورش دادی
بسایه ات خوش و خرم گذشت اوقاتم
مراست از تو امیدی وفای وعدهٔ خویش
نه در کلامِ تو آمیزشِ دروغ بود
قدم برون نگذاری ز جادهٔ پیمان
قیام ورزی و باشی بعهدِ خود واثق
علے الخصوص ز شاهان بسی نماید شوم
خلافِ عهد نه لازم بهیچ انسان ست
که ایستاده بود بر وفای آن پیمان
مخالفت ز کلامِ خدا نشاید کرد
شود بطعنهٔ تیرِ زبانِ خلق هدف
مراست حق که شوم از عنایتت ممنون

جوابِ ملکِ صنوبر

بعمِّ او که رساندند این پیام ورا
ملک صنوبر ازین حرفِ او پریشان شد
ز رمزِ خواهشِ او گشت خاطرش غمگین
که هست پایهٔ دولت بسی بلند ز پست
عروسِ دولتِ خود را که داده ست طلاق
چو سالهای فراوان که زهرِ محنت و رنج

نزاکتِ سخن و خوبیِ کلام ورا
بسانِ صورتِ آئینه محو و حیران شد
نمود با دلِ خود مشورت بدین آئین
نمی سزد که چنین رایگان رود از دست
که من بهم بلحاظِ شکستنِ میثاق
چشیده ام که رسیدم باین خزانه و گنج

اگر نظر بسوِ عهدِ خویش اندازم
عنانِ ملک چنان مفت بر کشم از کف
کدام شاه به پیغامِ خود نموده قیام
برادران و دگر اقربا و خویش و پسر
بکارِ سلطنت و ملک پادشاهان را
شهنشهان بامورات حکمرانیِ خویش
ترا که تاجِ حکومت بفرقِ سر باشد
جهانیان همه از خویش تا به بیگانه
بصدقِ تام شب و روز خدمتِ تو کنند
دو دست بسته برسمِ ادب بمثلِ غلام
اگر بخانهٔ خود مال و آب و نان داری
ترا که دولت و اقبال یاور باشد
وگر ترا برسد از فلک بد اقبالی
نه خویش پیشِ تو آید نه اقربا و تبار
اگر بزرگِ جهان باشی و نداری زر
بروزگار هر آن کس که بود بے مایه
بحالِ مفلسی افتی اگر به بیماری
چو خوب واقفم احوالِ روزِ ذلت را
ز کف گذارم اگر رشتهٔ جهانبانی
با حمقی شودم نام در جهان شهرت
من از کتابِ بزرگان چه نکتهٔ مرغوب

کنند خلق به بی غیرتی سرافرازم
که باز سود نباشد مرا فغان و اسف
که از تناقضِ آن کس مرا دهد دشنام
نموده اند ز نفسِ عزیزِ من بهتر
نه لازم ست که دخلے دهند پیمان را
نکرده اند مراعاتِ قوم و یاورِ خویش
نطاقِ دولت و اقبال در کمر باشد
به شمعِ بزمِ تو باشند همچو پروانه
سرِ نیاز فدای اشارتِ تو کنند
ستاده پیشِ تو باشند از سحر تا شام
بسے غلام و کنیزانِ رایگان داری
جهان و اهلِ جهان جمله چاکرت باشد
که جیب و کیسه ات از سیم و زر شود خالی
بخانه هم شود از تو زن و پسر بیزار
بچشمِ خلق نمائی ز خاکِ ره کمتر
کنند نفور از و یار و خویش و همسایه
ز اهلِ خانه نیابی طریقِ غمخوارے
مرا چه بوده که مانم زمامِ دولت را
کنند اهلِ دول نسبتم بنادانی
عوام طعنه زنندم که بود بے غیرت
شنیده ام که درینجا همیشه شود مکتوب

کسیکه لقمهٔ از خوان جاه و دولت خورد / بفقر و فاقه قناعت نمی تواند کرد
برهنمائی خضر و بوعظ افلاطون / زدست دامن دولت نمیکند بیرون
پیام کرد برعنا که ای ملک زاده / یقین بدانکه هنوزی تو جاهل و ساده
نگر رسیده دماغ ترا خلل ز جنون / خیال فاسده گشتست در دلت مقرون
ظهور این هوس و شوق تو ز نادانی ست / زقامت تو سزاوار تخت سلطانی ست
زجام بادهٔ غفلت هنوز مدهوشی / که در پی سخنان عبث همی کوشی
جواب عم که برعنا رسید و شد خاموش / دلش ز آتش حسرت چو دیگ شد در جوش
فرو نهاده سر خود بزانوی فکرت / که نیست غیر خموشی مراد گر قدرت
جمیلهٔ خوش دولت نه شاهدیست چنان / که از کنار خودش کس جدا کند آسان
غرور سلطنت و جاه در دلیکه نشست / بدانکه سلسلهٔ دین رها نمود از دست
اگر خدا بکسی زخود هدایتی نکند / حق امانت و دین را رعایتی نکند

در حفظ امانت

هر آنکه بیخبرست از شریعت و اسلام / کسی بحفظ امانت ازو ندیده تمام
بود چو پاس امانت ز رکن اعظم دین / ضعیف و سست بود دین آنکه نیست امین
کسیکه ناقض عهد و خیانت اطوارست / سزای این عمل او جهنم و نارست
خیانت ست بلائیکه در قلم ناید / هزار فتنه ز کردار خاینان زاید
کسیکه خاین و هم بیوفا شعار بود / میان هر دو جهان خوار و شرمسار بود
امین چو هست ز اسمای کردگار مجید / بدانکه هر که امین شد بکام خود برسید
امین رسول کریم ست و نیز جبرائیل / رسد بحفظ امانت ترا ثواب جمیل
کسیکه بود امین همنشینش باشد یار / درین سرا ز خجالت در آن سرا از نار

امین بچشم همه خلق سرفراز بود / ولیک خاین شرمنده در گداز بود
امین بود به امان لیک خاین و سرکش / بود بهر دو سرا در خجالت و آتش
مده بخاین و بیدین امانت خود را / که می نیابی ازو پس بضاعت خود را
بخاینان مسپر مال خویش ای جان / مثال خاین و مال امانت ست چنان
که دنبه را تو بگرگ گرسنه بسپاری / میان آتش سوزنده پنبه بگذاری
چو بید یابتی عم خویش رعنا دید / طمع بحسب ضرورت ز ملک و تخت برید
بکنج عافیت و گوشهٔ خمول نشست / در مکالمه و گفتگوی را بربست

بیان احوال زیبا دختر ملک صنوبر

در آن زمان که ریحان بوستان حیات / چو گل به تخت چمن داشت خوش قیام و ثبات
جمیلهٔ بسراپردهٔ صنوبر بود / که روی او چو درخشنده ماه انور بود
پری شمایل و خورشید چهره مه سیما / زفرق تا بقدم زیب نام او زیبا
بمهد تربیت دایهٔ خجسته خصال / گرفته پرورش ناز از مبادی حال
سمن بر و سمن اندام بود و سیم ذقن / شکر کلام و صنوبر خرام و پسته دهن
چو سرو ناز قدش در کمال رعنائی / چو حور خلد خدش در مزید زیبائی
شراب لعل لبش همچو آب حیوان بود / چشیدنش سبب زندگی انسان بود
هزار دل بیکی تار موی او بسته / دو صد جگر ز خدنگ کمان او خسته
ز رشک بوی دو گیسوی آن پری رخسار / بخون دل شده آغشته نافهٔ تاتار
ز چشم فتنه گر شوخ آن گل رعنا / شکسته رونق بازار نرگس شهلا
گهی که شانه کشیدی بکاکل دلکش / شدی ز نکهت او شهر و دشت و صحرا خوش
ز مهوشان جهان برده گوی حسن و جمال / بدلربائی او جان عاشقان پامال

چو داشت بر سرِ خود تاج و افسرِ خوبی / نشسته بود بصدرِ سریرِ محبوبی

اگرچه در غلتنش بود منزل و ماوا / رسیده صیتِ [آوازه ۱۲] جمالش بهند و چین و خطا

همین دُرِ صدفِ عصمت و طهارت را / چراغِ روشنِ کاشانهٔ خدارت را

بموسمی که در آغوشِ دایه داشت مکان / نموده بود پدر نامزد برعنا [خاتونی ۱۲] خان

خبر شدنِ زیبا ازین معنی و پیام [پیغام] فرستادنِ او برعنا

حدیثِ گفت و شنودِ صنوبر و رعنا / رسیده جمله یکایک بخدمتِ زیبا

ازین خبر دلِ او همچو لاله داغ گرفت / که حیف [افسوس ۱۲] جای همارا ببین که زاغ گرفت

چو زلف خود دلش از غم بسی پریشان شد / ز سوزِ سینهٔ خود همچو شمع گریان شد

ولی بکارِ پدر چون نداشت دسترسی / نهان بخدمتِ رعنا روانه کرد کسی

که ای بصارتِ [بینائی ۱۲] چشم و نضارتِ [تازگی ۱۲] جسیم / فدای نامِ تو بادا سر و تن و اسم

اگرچه آن پدرم از طریقِ جبر و ستم / گذاشت در رهِ نقص و خلافِ عهد قدم

فریبِ دولت و جاهش باین مغاک انداخت / بچشمِ عقل و شعورش زمانه خاک انداخت

باین شکستنِ پیمان و ترکِ مهر و وفا / میانِ هر دو جهان ساخت هر دو را رسوا

بجا نکرد حقِ خدمت و نمک خواری / نه پاسِ صلهٔ رحم و قرابت و یاری

منم که چاکرِ دیرینه و کنیزِ تو ام / ز راهِ بندگی و صدقِ دل عزیزِ تو ام

بدامنت زده ام دست برنمیدارم / اگر کشند چو منصور بر سرِ دارم

مخور غم و بطلبگاریِ من از پدرم / کسی فرست و بکن از جوابِ او خبرم

نظر کنیم که در بابِ من چه میگوید / براهِ راستی و یا کجی همی پوید

پس آگهی من و تو صورتی کنیم بهم / که دفعِ غم شود و ارتفاعِ [دوری ۱۲] رنج و الم

ز یارِ خویش چو رعنا چنین پیام شنفت [شنید ۱۲] / دلش چو غنچه شگفت از نسیم و با خود گفت

صد آفرین بوفا و محبتِ زیبا / تنم نثار باین مهر و الفتِ زیبا

پیام رعنا بعمِ خود در تمنای عروسیِ نامزدِ خود و قبول کردنِ او دعای او را

پس آن زمان بصنوبر نمود پیغامی / برهنمائیِ آن سرو سیم اندامی

که ای عمو تو مرا از پدر زیاده تری / منت کمینه غلامم تو ام تو تاجِ سری

مراست غاشیهٔ طاعتِ تو بر دوشم / بدرگهت چو غلامانِ حلقه در گوشم

بزیرِ سایهٔ الطافِ [مهربانی ۱۲] تو منم خوشتر / از آنکه خلعتِ شاهی مرا بود در بر

مرا نه تاج بکارست و نی جهانبانی / ترا مبارک و فرخنده باد سلطانی

کلیدِ دولت و اقبال باد در مشتت / مدام خاتمِ این سلطنت در انگشتت

اگر خطا ز من آمد بعفوِ تست رجا / مراست توبه ز دل از توقعِ بیجا

ولی ز راهِ غلامی و حقِ فرزندی / کنم بخدمتِ تو عرض از رضامندی

که کرده بود وصیت مرا پدر زین سان / که در حبالهٔ عقدِ تو هست زیبا جان

پس اختیار بعمِ بزرگوارِ من است / بدانچه خواهشِ او بود افتخارِ من است

ملک صنوبر از اظهارِ مقصدِ رعنا / نشد ملال و درین حرف دادتن برضا

قبول کرد سخن را و گفت فرزندم / سزد ترا که توئی نیز جزو دلبندم

خبر رسید بزیبا و شد بسی مسرور / رخش چو شمع شد از فرطِ تازگی پرنور

بهارِ عشرت و امیدِ او طراوت یافت / نهالِ خاطرش از خرمی نضارت یافت

چو بود بستهٔ دامِ محبتِ رعنا / ز حق همیشه همیخواست وصلتِ رعنا

تنش بجامه ازین خرمی نمی‌گنجید / مدام همچو گل از بادِ صبح می‌خندید

بدستِ دایهٔ خود چند سلک مروارید
که برد و داد و بگفتش که ای ملک زاده
هم از عقب بتواتر جواهرِ افزون
بچند روز که رعنا بکارِ خود پرداخت
بخواست تا که فرستد کسی بجد عمّ

زر و وجه اهم بسیار نیز بسپارید
بکن تو کارِ عروسیِ خویش آماده
رسید جانبِ رعنا از ان گلِ موزون
موادِ لازمهٔ طوی را برابر ساخت
که گشته کارِ عروسیِ من بتمام و اتم

خبر یافتنِ رعنا از آمدنِ قاصدِ شاهِ چین بخواستگاریِ زیبا و فرار شدنِ هر دو رفیق

خبر شد آنکه دران وقت قاصدی از چین
بسی تحایف و اسبابِ ملکِ چین با اوست
خیال بسته که زیبا بعقدِ او آید
فتاد در دلِ رعنا غم و ملال مزید
که گرچه عمّ مرا ہمت و مروت نیست
درین میانه رسیدش پیام از زیبا
قبول کرد تمنای خسروِ چین را
توای رفیق بزودی دو اسپ برق خرام
که من بخاطرِ خود بسته ام نکو تدبیر
میانِ جمعِ کنیزانِ خاصهٔ زیبا
برنگ و قامت و اندام ہمچو زیبا بود

بباگاهِ صنوبر ملک رسید قرین
حریر و نافه و اجناسِ عنبرین با اوست
مرادِ خسروِ چین زین مواد بکشاید
ولیک باز بمیزانِ عقلِ خود سنجید
ولی قبولیِ این حرف از حمیت نیست
که کرد عمّ تو اقدامِ فعلِ نازیبا
بدستِ قاصدِ او میدهند مسکین را
بزیرِ دست کن و باش منتظر به پیام
اگر خدا کند اور اموافقِ تقدیر
یکی کنیزکِ گل چهره بود حور لقا
مگر بچشمِ خرد فرقِ شان ہویدا بود

بدان کنیزکِ خود داده استمالت تام
لباس و زیور و پیرایهٔ خودش پوشاند
کنیز رفت بصد عز و حرمت و تمکین
نهان رسید بر رعنا و گفت اینک خیز
بقدرِ طاقت مرکب جواهراتِ ثمین
عنان کشاده برفتند سوی خان بالیغ
ز شام تا به سحر در کمالِ استعجال
سحرگهان که باسپِ سپهر رایض مهر
نزولِ آن دو نفر شد بساحلِ بحری
بسانِ طبع کریمان وسیع و بیپایان
ولی نبود ز کشتی نشان و از ملاح
بانتظار نشستند ساعتی آنجا
نهاد مزد چو رعنا به پیشِ کشتیبان
نگاهِ صاحبِ زورق به سوی زیبا شد
غریقِ لجهٔ عشق و خیالِ او گردید
بهانه کرد که در زورقم بجز دو نفر
اگر شما برهِ بحر و راندنِ زورق
برون شوم من و آید هر دو کشتی
وگرنه یک نفر آید چو او عبور نمود
چو بود دغدغه و رعب در دلِ رعنا
نشاند با همه اسباب آن پریرو را

که از مناکحتِ شاهِ چین بیابد کام
شبِ زفاف بجای خودش بحجله نشاند
میانِ هودجِ شاهی بعقدِ خسروِ چین
کزین مقامِ نحوست نهیم پا به گریز
گرفته با خود و کردند جا بخانهٔ زین
بقطعِ راه نمودند سعی و جهدِ بلیغ
زدند اسپ و نکردند ساعتی اہمال
سوار گشت و برافراخت سوی مغرب چهر
نه در نواحی او قریهٔ و نی شهری
بمثلِ همتِ اربابِ خیر فیض رسان
که از مخاطره می یافتند راهِ فلاح
که ناگهی بشد از دور زورقی پیدا
که بگذران من و یارِ مرا ازین طوفان
جمالِ حسن و خط و خالِ او ہویدا شد
بمکر طالبِ عیش و وصالِ او گردید
نبوده صورتِ گنجایشِ کسی دیگر
وقوف داشته باشید بر فنِ زورق
کنید جا و روان بی معاون و کشتی
ز بهرِ دیگر او بارِ دیگر آیم زود
که لشکرِ عمّ او میرسد تعاقب را
میانِ زورق و ملاح تیز برد او را

خودش بساحل دریا بانتظار نشست
عنان مرکب زیبا و خود گرفته بدست

چو زورق از نظر او برفت و پنهان شد
زکار خویش بسی نادم و پشیمان شد

که حیف این چه خطای بزرگ کردم من
فرشته را به سپردم بدست اهرمن

ولیک تیر زکف رفته کی بدست آید
زسوز و گریۀ نادم چه منفعت زاید

نمود یک دو سه روزی در انتقام قعود
بانتظار ولی عقد مطلبش نکشود

فروگذار تو رعنای بی خرد اینجا
سخن بگوی ز احوال دلبر زیبا

الٰہی از کف شیر احمد تیغ دو درون
مساز شاهد مقصود صلیش بیرون

جدا شدن زیبا از رعنا و گرفتار گردیدن او بچنگ ملاح و سوال و جواب یکدیگر

بیار ساقی ازان بادۀ صفا گستر
که یافت مستی ازو بر و بحر و کوه و شجر

بده که بحر دل من ازو شود موّاج
که گم شود ره ملاح ناستوده مزاج

زمین شرطۀ الطاف خالق کامل
ز دل کشتی عمرم شود بدان ساحل

ز دستبرد شیاطین متاع ایمانم
سلیم ماند و ذا اگر بود دل و جانم

ز طوطی شکرین نطق کلک نکته گذار
بگوش مستمعان میرسد چنین اخبار

که چون کلید چنین گنج رایگان حاصل
فتاد در کف ملاح زشت دیو خصال

همین که زورق او در میان بحر رسید
بدست فسق لباس حیای خویش درید

زنیش کژدم شهوت دلش نیافت قرار
بعذر و زاری و الحاح گفت ای دلدار

وجود خستۀ این بنده باد قربانت
متاع روح و روانم فدای چشمانت

بخواستم که کنم حال دل ز تو پنهان
ولی نیافتم از سوز عشق تاب و توان

مرا تلاطم عشقت فگنده در گرداب
شدست کشتی صبرم شکسته و غرقاب

تو دست اگر ندهی ازمیان این طوفان
مرا نبوده خلاصی بهیچ رنگ امکان

ز موج خیزی دریای مهرت ای زیبا
تنم فتاده بگرداب اضطراب و بلا

نوازشی کن و برهان مرا ازین ورطه
روا مدار که باشم باین چنین ورطه

کنم بخدمت تو عجز و گریه و زاری
بگیر دست مرا از طریق غمخواری

بدستیاری ملاح وصلت ای دلدار
مرا برآر ز آشوب لجۀ خونخوار

وگر غمم نخوری و روم بکام نهنگ
زنم بدامنت از خون خویش فردا چنگ

جواب زیبا

چو این مقال ز ملاح بیمروت و دین
شنید دلبر زیبا بشد ملول و حزین

میان مجمر اندوه چون سپند بسوخت
غریق بحر تحیر شد و ز قهر افروخت

جواب داد که ای هرزه گوی کم پایه
زبان به بند ازین حرفهای بی مایه

نظر نمای که تو کیستی و من چه کسم
هزار همچو تو افتاده زیر پا چو خسم

نگر بمرتبۀ پست خویش و رفعت من
فزون ز رتبه و مقدار خود نگوی سخن

خموش باش ازین گفتگوی بیهوده
که راه چرخ برین را کسی نه پیموده

اگر تو از حد و اندازه پا برون یابی
نتیجه ات نبود جز غم و پشیمانی

قدم گذار براه خردوری و ادب
باقتضای دل و نفس خواهشی مطلب

بجای خویش نشین و ز حد خود مگذر
هراس کن ز خداوند قاهر اکبر

مپز خیال محال چنین بدیگ هوس
نگاه دار ز افعال زشت جان و نفس

مپوش جامۀ بدبختی و شقاوت را
بنوش بادۀ خمخانۀ سعادت را

صلاح و مشوره از عقل و هوش و دانش جوی   بکوی شهوت و شیطان و ذوق نفس مپوی
کسیکه سلسلهٔ دین گرفت مستحکم   خدا بروز جزایش کند خلاص ز غم
وگر گسیخت زکف رشتهٔ دیانت را   چشند ز نار جهنم عذاب و زحمت را
گهی بمال امانت خلل مکن تجویز   که دسترس نتوان یافت کس بمال تو نیز
مبین بچشم جفا در امانت دگران   که تا امانت تو هم بود بحفظ و امان
اگر تو درگه خود را به امن می خواهے   مزن در دگرے را به جور و بدخواهی
ز راه راست نه بیند کسے نشان خطر   بود برفتن راه غلط هزار ضرر
مکن اطاعت شیطان که اوست دشمن ما   خدا عدو مبین گفته در کتاب اورا
فریب او نخورد هیچ عاقل و هشیار   قدم منه بره‌اش تا رهی ز آتش و نار
اگر مقاصد دارین را طلب گاری   مرو بجادهٔ شیطان مکن خطا کاری
تو جهد کن به عبور من و برجعت خویش   که هست یار مرا انتظار زورق بیش

مقال ملاح

چو این جواب ز زیبا شنید کشتیبان   بگفت ای سر و سر کردهٔ همه خوبان
دلم بود هدف تیر عشوه و نازت   دگر طمع ببر از وصل یار و دمسازت
دل از تعلق و مهر رفیق خود بردار   که نخل بخت تو هرگز نیاورد این بار
گلے ز باغ وصالش گهی نخواهی چید   بغیر خواب جمالش نمیتوانی دید
اگر چو برق شتابان شوی به عمر تمام   طمع مدار که افتد ترا بکف این کام
ز لوح سینه بشو نقش این خیال محال   دگر مباش ز هجرش قرین حزن و ملال
اگر برفت ز دست تو دامن یارت   بنقد جان و دل خود منم خریدارت
بشوق یار قدیمی دگر مشو دلریش   که در جدید بود لذت و حلاوت بیش

بود قدیم چو تقویم سال پارینه   جدید چون شکر و شهد و مرهم سینه
بگیر ترک تمنای مونس سابق   بساز با من مشتاق و همدم و لاحق
مباش خسته و دل را ز هر جهه جمع بدار   منم ترا ز ره صدق چاکر و غمخوار
تو آفتاب درخشنده و من ذره   نبوده ذره ز انوار شمس بی بهره

جواب زیبا

کلام صاحب زورق چو کرد زیبا گوش   دلش چو بحر خروشید و گفت از سر جوش
که ای خبیث مگو حرف پوچ و بیهوده   میان زورق خود شین بگوشه آسوده
مخوان دگر بمن افسانه های نامعقول   بکار زورق خود باش و بیش مشغول
زیاده گفتن خود لب به بند ای جاهل   که نیست هیچ ازین گفتگو ترا حاصل
مرا تو خود بزبان ای جهول ناستره   چو آفتاب بگفتی و خویش را ذره
تو خود تمیز کن ای بدسگال بیهده گو   که ذره کے شده با آفتاب هم پهلو
ز آفتاب بود تا به ذره فرق کثیر   نظیر خویش طلب ای فضول نا تدبیر
بفوق طارم چارم مقام خورشیدست   ز وصل او ابد الدهر ذره نومیدست
میان بوم و کبوتر کجا شود یارے   بجنس خویش بود هر کرا سزاوارے
خذف نبوده مقابل بگوهر شهوار   نگشته زاغ گهی جفت بلبل گلزار
پری بدیو ندارد مناسبت هرگز   نکرده طوطی و کرگس مصاحبت هرگز
اگر چه رسم و رواج از جهان بگردد گم   کسے ندیده پشنگ را به بستر قاقم
چو گل ملازمت خار اختیار کند   وجود را هدف تیر ننگ و عار کند
کسے که پای ز اندازه برنهد بیرون   سر و قفاش ز پس کردنی شود پر خون
برو ازین طمع خام دست کوتا کن   به فکر زورق خود باش و رو بدریا کن

جواب ملاح

کشید تیغ زبان را چو دشنه آن ملاح — که بسته گشته کنون بر رخ تو باب فلاح
بکش بناز وستم سر ز خواهش من زار — که هرگزم ز تو نبود شکیب وصبر وقرار
چو نیست راه خلاصی تو همان بهتر — که برنهی زره مهر در کنارم سر
بده مراد دلم را ز عیش وصحبت خویش — دگر طریق عتاب وجفا مگیر ز پیش
بیا دمی بنشین همچو مه در آغوشم — که از لب شکرین تو شربتی نوشم
بیا که چون شکر وشیر باهم آمیزیم — دو دست در کمر همدگر بر آویزیم
ز جام بادهٔ عشرت بشادکامی دل — کنیم لذت مقصود خویش را حاصل
بود حوادث ایام رهزن مقصود — بکامیابی من کوش زودتر از زود

اندیشه کردن وجواب گفتن زیبا

چو استماع نمود این کلام را زیبا — هراس گشت ز ملاح در دلش پیدا
که گر به گنج وجودم زند به قوت خویش — از و چگونه کنم حفظ کان عصمت خویش
حریف پنجهٔ او نیستم به همت وزور — کسی نبوده که حاضر شود به نعره وشور
صلاح وقت دران دید کز نصیحت وپند — نهد بپای خیالات فاسد او بند
که شاید از اثر وعظ والفت وزاری — کند عدول ازین شیوهٔ خطاکاری
سر خشونت وابرام را فرو بگذاشت — بنرمی وبلطافت باو سخن برداشت
که ای شناور بحر حقیقت وایمان — محیط خاطر تو پر ز گوهر ایقان
به سنج عاقبت کار را تو از دانش — که دانشت تو چه میگوید اندرین خواهش
ترا وقوف تمام ست بر خطا وثواب — نظر بروز قیامت کن وبوقت حساب

خدا همی نگرد کار آشکار ونهان — به پیش او نبود هیچ فعل ما پنهان
چو حق بود بهمه حال ناظر وبینا — عجب که شرم نیاید ازو مرا وترا
بهوش آی سوی اقتضای نفس مکوش — بگیر آیت لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا در گوش
چنین علانیه در بحر فسق غوطه مزن — که هست نار سقر اهل فسق را مسکن
جهان حادثه زایی کرانه دریاست — حیات وزندگی ما چو عالم خواب ست
نشست هر که میان سفینهٔ تقوی — رسد بلا خطر وغم به ساحل دریا
وگر ز جهل براه خطا کند رفتار — غریق گردد هرگز نمیرسد بکنار
ز سالکان طریق جوانمردی ودین — بسی شنیع بود ارتکاب امر چنین
دلاوری بگنه خوب نیست در همه جا — علی الخصوص بمابین کشتی ودریا
ز کار زشت کند اجتناب هر ناپاک — دران محل که بود بیم مرگ وخوف هلاک
من ونیز بباید که احتیاط کنیم — درین مکان خطر ترک این نشاط کنیم
شتافت هر که براه مخالف عصیان — بود چو قمبر بدبخت جای او نیران
سوال کرد ندارم خبر که قمبر کیست — بگوی ای گل زیبا که شرح حالش چیست

حکایت قمبر

دهن چو غنچه کشود از نسیم نطق چنان — که مهر چرخ رسالت نبی حق سبحان
شفای رنج علیلان حیات بخش ممات — جناب حضرت عیسی علیه الف صلوة
همی گذشت براهی بآن چنان ایام — که داشت گرمی خورشید اشتد ایام
شد از حرارت گرمای آفتاب شدید — بکام وحلق مبارک نشان عطش پدید
سقایه بنظر آمدش دران سر راه — نهاده بود به پهلوی آب کوزه سیاه
بکوزه آب گرفت وببرد سوی دهان — چو زهر تلخ شد او را مذاق کام وزبان

نهاد کوزه و از خم بجفت گرفت چو آب — لذیذ و خوش مزه بود و گوارو سرد و ناب
تعجب آمدش آن دم که کوزه تلخ چراست — درین معامله شاید که حکمتی زخداست
چنین بگوش مبارک زغیب شد آواز — دعا بکن که شود بر تو منکشف این راز
گرفت حضرت عیسیٰ دو دست را بدعا — که ای خبیر توئی واقف خلا و ملا
امور ظاهر و باطن به پیش تست عیان — تو عالمی بهمه چیز آشکار و نهان
زسر کیفیت کوزه کن مرا واقف — نمود بار دگر بروی این صدا هاتف
که خاک کوزه بود جسم قمبر بدخواه — بکوزه روی کن و گوی قم باذن الله
عمل نمود چو عیسیٰ بامر حق سبحان — شکست کوزه و جنبید زنده شد انسان
گریه منظر و بدصورت و سیاه چهره — که چشم خلق همی شد ز دیدنش خیره
بزخمهای فراوان وجود او مجروح — همی چکید دم و ریم گنده اش ز جروح
سلام داد بعیسیٰ و اشک حسرت ریخت — دو دست خویش بدامان لطف او آویخت
که سالهاست که در انتظار مقدم تو — امیدوارم و مشتاق روی اکرم تو
زهی سعادت اقبال و یاری طالع — که مهر چهرهٔ فرخندهٔ تو شد ساطع
زعمرهای کثیرے بغم گرفتارم — همیشه غرقهٔ دریای آتش و نارم
تو از عنایت و لطفت برس بفریادم — وزین عذاب و الم زود ساز آزادم
که نیست تاب و توانم دگر بسوزش نار — خدای را که دگر در جهنم مگذار
سوال کرد ازو آنجناب کاے قمبر — چه کردهٔ بجهان تا شدی مقیم سقر
کشید آه و بزاری فتاد در پایش — چنان گریست که شد غرق اشک اعضایش
بوضع خستگی و طرز عجز گفت چنین — که ای سریر رسالت بذات تو رنگین
منم باصل ز اولاد سام بچهٔ نوح — که باب رحمت حق باد بر رخش مفتوح
مرا بوقت حیاتم هوا و نفس و غرور — همی نمود اشارت به فسق و عیش و فجور

همیشه فکر و خیالم بسوی عصیان بود — بلوح خاطر من نقش حرف شیطان بود
بمزرع دل خود تخم عشق می کشتم — میان کوچه و بازار و شهر می گشتم
بفسق مرغ دلم داشت روز و شب پرواز — کسی نبود چو من شوخ و شنگ و شاهد باز
بهر کجا که همی بود دختر گلفام — زن صبیحه و یا کودک سمن اندام
نمش بحیله و مکر و فریب و ریزش زر — رفیق ساخته و میکشیدمش در بر
بمقتضای تمنای نفس خود روزی — بکوچه بنشستم پئے نو آموزی
بقصد آنکه مگر دلبرے گل اندامے — جمال چهره فروزد ز کوچه و بامے
کشم چو طائر صحرا بدام خود او را — بسوی خویش بیارم بکام خود او را
زاتفاق بدیدم که یک زن رعنا — عبور کرد در آن کوچه با قد زیبا
رخش بپرده نهان قامتش بسی موزون — چو لاله شد دلم از سر عشق او پر خون
بسوی جانب بیرون شهر کرد خرام — روان شدم ز قفایش پئے گرفتن کام
ز شهر دور بجای قریب قبرستان — فتاده بود مریضے نحیف چون مستان
ز زیر مقنعه نانے کشید با تمکین — نهاد در کف رنجور خسته و مسکین
مریض کرد دعائے بآن نکو منظر — که بر تو دفع بلیات باد ای خواهر
چو شد مراجعت او ز جانب رنجور — بباد گوشهٔ چادر ز روی او شد دور
نگاه من که بروی چو ماه او افتاد — ز شوق و عشق برافروخت آتشم بنهاد
نماند طاقت و تابم ز روی بیباکی — بگفتمش که چرا میروی بچالاکی
مرا ز خنجر عشق تو سینه گشت شگافت — مکن شتاب و بده کام من تو از الطاف
جواب داد که چپ باش ای مخالف رای — برو بگرد به نزد من غریب میای
مگر ز خالق اکبر ترا هراسے نیست — به ننگ و نام خودت نیز حفظ پاسی نیست
که قصد فعل بدے در دل تو جا کرده — ترا هوا چنین وا هم مبتلا کرده

بروز پیشِ من و توبه کن ز بدکاری
وگرنه میرسدت صد ندامت و خواری

مرا نصیحت و قهرش بدل نکرد اثر
شد اشتیاقِ ضمیرم بوصلش افزون تر

بگفتمش که مکن قهر و عشوه ناز و ستیز
ز شهدِ وصل بکامم تو جرعهٔ می ریز

بسوی چادرِ او دستِ خویش بردم پیش
نمود سوی فلک روی و گفت با دلِ ریش

که ای خدای کریم و قدیر و بیهمتا
مرا نبوده دگر کس بغیرِ تو ملجا

پناهِ میطلبم من بحفظِ سیرتِ خویش
مرا نگاه کن از شخص فاسق و بدکیش

چو او بحضرتِ پروردگار دعوت کرد
خدا دعای ورا در زمان اجابت کرد

دو دستِ های من از نوکِ پنجه تا بازو
چو چوبِ خشک شد و تازگی نماند درو

چو دیدم این همه تاثیر نیک در دمِ او
سرِ نیاز نهادم بخاکِ مقدمِ او

که توبه باد مرا از خیالِ باطلِ خویش
خدای را که ترحم بیار در دلِ خویش

دگر ز جملهٔ عصیان مرا بود توبه
بطرزِ صدقِ دل و جان مرا بود توبه

دعا نمای که دستم شود بحالتِ پیش
مراست توبه دگر بار از جهالتِ خویش

ترحمی بدلش شد پدید و کرد سوال
رسید دستِ مرا باز صحتے در حال

چو او ز من قدمی چند پیشتر میرفت
مرا بقامت و اندامِ او نظر میرفت

دوباره آتشِ عشقش بسینه‌ام زد جوش
بسر نماند مرا هیچ صبر و طاقت و هوش

هوا و نفس چنان پنبه ماند در گوشم
که حال و کیفیتِ دست شد فراموشم

دویدم از پیِ او باز کردمش آواز
که ای فرشته صفت کن درنگ و تیز متاز

مرا ز شوقِ وصالِ تو نیست آرامی
چنین مساز هلاکم بتیغ ناکامی

دماغِ شوقِ مرا تازه کن بعطرِ مراد
ز فیضِ صحبتِ خود ساز یکدمم دلشاد

ز قهر و غصه بر آشفت و گفت ای مجهول
هنوز صبر نداری ز حرفِ نامعقول

ز دستِ خویش ترا عبرتی نشد حاصل
که باز میگذرد عزمِ فاسدت دل

حیا و شرم بدار از خدای عز و جل
برو بگرد و مکن ارتکاب نقص و خلل

اگر نه قصهٔ قارون شنیدهٔ ز کتاب
تو هم شوی بهمان بسترے که او شد خواب

مرا که وسوسهٔ دیو برده بود ز راه
هنوز دست نکردم ز دامنش کوتاه

بلند کرد دو دست و بگفت از دلِ زار
که ای ای تو این شخص را بخاک درآر

زمین شگافته گشت و مرا بخود کش کرد
مقام و مستقرم در میانِ آتش کرد

ز رفتنم بزمین عجز و گریه و زاری
هر آن قدر که نمودم نکرد غمخواری

فرو شدم بجهنم ز راهِ بدبختی
بر آمد از تنِ من جان به تلخی و سختی

از آن زمانه الی حال در میانِ جحیم
هزار گونه کشیدم عذابهای الیم

هنوز تلخی جان کندنم بود بمذاق
دمی ز آتشِ دوزخ مرا نبوده فراق

کنون که شد شرفِ خاکبوسِ تو حاصل
بیمنِ مقدمت از من عذاب شد زائل

بفضلِ خویش مرا ای رسولِ حق دریاب
که دیگرم نبود بر عذاب طاقت و تاب

ملاذ نیست مرا غیرِ ذاتِ اکرمِ تو
شدند مردهٔ بسیار زنده از دمِ تو

ز لطفِ خویش بنه مرهمی بزخمِ دلم
که من ز کردهٔ خود تایب و بسے خجلم

دعا نمود بغفرانِ او رسولِ کریم
گذشت از سرِ تقصیرِ او خدای رحیم

خلاص گشت چو قنبر ز اضطرابِ عذاب
بامرِ خالقِ ما باز رفت زیرِ تراب

تو هم ملاحظه کن حالِ خویش ای ملاح
که در معاصی و افعالِ زشت نیست فلاح

ز عیشِ اندک و سختی بیش کن پرهیز
ز ذوقِ نفس و تمنای خویش کن پرهیز

از آن نشاط که یکدم ترا رسد چه شود
که سالها بچشی زان سبب عذابِ ابد

تو فرض کن که جمالم ندیدهٔ هرگز
چنان بگیر که حالم ندیدهٔ هرگز

چو پس منافعِ ناخوردنی بود بجهان
حصولِ وصلِ مرا هم از آن قبیل بدان

خلاص کرد چو زیبا حکایت و تقریر
نمود در دلِ ملاح شمهٔ تاثیر

خموش گشت در آن روز نیز در شب او — که باز هیچ نجنبید از خیال لب او
ولی چو روز دگر آفتاب کرد طلوع — نماند طاقت ملاح و باز کرد شروع
بجزع و زاری و الحاح و التماس تمام — رخ نیاز بزیبا نمود از ناکام

مقال ملاح

بگفت زخم دل من بدانکه ناصورست — که در معالجهٔ او طبیب معذورست
اگر نهند حکیمان هزار مرهم و پند — مریض عشق نگردد ز پند صحت مند
علاج رنج محبت نمیشود بطبیب — بود شفاء مریضان عشق وصل حبیب
درین دو روز که هر چند از فراز و نشیب — زدم خیال که زایل شود دلم لشکیب
ولی سفینهٔ خاطر به بحر صبر و قرار — ز باد صرصر عشقت ندارد استقرار
بهیچگونه صبوری نمیتوانم کرد — نهنگ عشق درین ورطه قصد جانم کرد
رهان ز کام نهنگ و بحر حیات مرا — بعین زورق و دریا مجو ممات مرا
ز آب زندگی لعل خویش جامم ده — بجان رسیده ام از درد عشق کامم ده

جواب زیبا

تغیر حالت ملاح را چو زیبا دید — که مار شهوت او باز بر تنش پیچید
اساس کاخ سخن را دگر طریق نهاد — بدین وتیره لگام کلام را سر داد
که اهل عقل و خرد ترک کام خود گیرند — ز بهر مخاطره حفظ زمام خود گیرند
فریب آرزوی نفس و دیو را نخورند — بکوی فسق پی اقتضای دل نروند
نمی نهد قدمی مرد عاقل و کامل — بخواهشات ضمیر و هوای خاطر و دل
هر آنکه تارک تحریک نفس و شیطان شد — شعیب وار بر و کار مشکل آسان شد

بگفت کیست شعیب و مقام او ز کجاست — بشرح قصهٔ حالش مرا بدل سودست

حکایت شعیب

درین مکالمه زیبا سخن سر اگر دید — ز پستهٔ دهن خود شکر فزا گر دید
که یک جوان بن عامر ز ملک کرمان بود — شعیب نام وی و دولتش فراوان بود
میان محتشمان بود نام او مشهور — سخی و نیک عمل صاحب تمیز و شعور
زمانه بطریق سلوک انسانی — قیام کرد و بآخر هوای نفسانی
برو نمود تغلب که از کمال غرور — گذاشت راه شریعت گرفت فسق و فجور
بانقلاب سلوکش زمام دولت و جاه — برفت از کف و حالش خراب گشت و تباه
بفقر و فاقه و خواری چو مبتلا گردید — نماند طاقتش و از وطن جلا گردید
بدل گرفت که با نفس پیروی نکند — بیک قدم ز ره راست کجروی نکند
ز خانه جانب شیراز خوش روان گردید — که کس نگشته تهی دست از آن مکان سعید
چو بعد چند از انجام راجعت فرمود — بسی نقود و جواهر بدست او موجود
بطرز سابقه پرداخت در جوانمردی — نکرد در روش و داد هیچ نامردی
ز دوستان قدیمی کسی از و پرسید — که ای برادر فرخنده و رفیق حمید
در سعادت و اقبال و مکنت و دولت — کشاده گشت بروی تو از کدام جهت
شعیب گفت که پروردگار عالمیان — مسبب ست و سبب ساز کار اهل جهان
مرا چو خواری و نکبت گرفت پیرامون — میان قوم و عزیزان شدم خراب و زبون
به پیش از خود و بیگانه میشدم بگداز — بنا علاج برفتم بجانب شیراز
نخست روز که واصل شدم بدان ماوا — میان مدرسه شد نزول من ز قضا
زمانه سفرم موسم زمستان بود — مرا ز سردی بسیار لرزه در جان بود

چو جای گرم بدیدم گرفتم آرامی
قریب شام که خورشید عزم مغرب کرد
رسید خادم و گفت ای مسافر مسکین
که اهل مدرسه را بر تو گر نظر افتد
چرا که نیست درینجا منازل غربا
بعجز گفتمش ای خادم خجسته خصال
مرا گذار که هستم غریب و بیچاره
زبسکه کوفته گردیده ام ندارم تاب
چو عجز و زاری من دید خادم از حد بیش
بعرض وی برساندم که ای محب کرام
من از مروت تو حجره کنم خواهش
جواب داد که این حجرها و کاشانه
که غیر خود دگری را میان حجره خویش
مرا نگاه بیک حجره اوفتاد آن دم
ازو سوال نمودم که ای غریب نواز
بخنده گفت که شاید ز عمر بیزاری
هر آن کسی که درین حجره شب نشست درون
زاتفاق که همین مدرسه شده تعمیر
بکس نگشته رموز حقیقتش معلوم
بگفتمش که بود خانه دلم طاهر
چو از غبار خیالات فاسدم دل پاک

ز چاشتگاه نشستم درو الی شامی
فلک فروغ مصابیح از کواکب کرد
برو بجای دگر بهر شب مقام گزین
میان همدگر خویش شور و شر افتد
بود مساکن اهل علوم یا طلبا
منم ز ماندگی راه خسته و پامال
ز خانه و وطن و ملک خویش آواره
گزین مکان مشرف کنم خیال مآب
اجازه داده وا ماندنم ز جانب خویش
هواست سرد و منم لاغر و ضعیف اندام
که بگذرد شب من اندران بآسایش
تعلق ست بهر طالبی جداگانه
نمیدهند اجازت که پا گذارد پیش
که بود بر درش افتاده قفل مستحکم
بکن ز بهر من این حجره مقفل باز
که شب گذاری این حجره اقتضا داری
سحرگهان بنمودند نعش او بیرون
میان حجره مذکوره بوده این تاثیر
ولی مسافر بسیار شد درو معدوم
ز گرد وسوسه نفس و خواهش خاطر
ز هیچ حادثه نبود مرا بخاطر باک

مراست از حذر مردمان گریز تمام
چو بر وساده پرهیز تکیه دارم و بس
کشاد قفل در حجره را و گفت بیا
به حجره رفتم و کردم رجا بخالق خویش
اگرچه وسوسه بود در دلم زان حال
چو شب بنصف رسید از میان حجره من
بدیدم از عقب شعلها پری روئی
بر آمد و ز جمالش جهان منور شد
ز فرق تا بقدم غرق زیور و زینت
جمال و حسن دلارای او نچندان بود
دلم ز دیدن آن حال خوف چندان کرد
ولی بواسطه مهر و دلنوازی او
ازان تزلزل و وحشت دلم گرفت قرار
ز درج نطق در گوهر سخن افشاند
بگفت آمده ام تا که با تو خواب کنم
بنوش شربت لعل مرا بشوق تمام
چو داشت چهره زاهد فریب شور انگیز
مرا حلاوت گفتار و الفت و جوشش
دلم بصحبت او شوق و اشتیاق گرفت
ولی بدیده غفلت دو دست مالیدم
نهادم آینه صبر و احتیاط به پیش

کنم بترک تمنای دل همیشه قیام
بجز خدا نبود خوف من ز دیگر کس
چو بیم نیستت امشب درو بکن ماوا
که اوست حافظ و غمخوار بیکس و درویش
ولی بحبل توکل فرا زدم چنگال
فراز شد ز زمین چند شعلهای روشن
شکر لبی و رطب غبغبی سمن موئی
تو گفتی اینکه طلوع نیر ز خاور شد
لطیف طبع و سراپا کرشمه و لینت
که شمه نتوانم ازو بیان فرمود
که مرغ روح من از جثه عزم طیران کرد
ز اختلاط لطیف و سخن طرازی او
شدم بجو تماشای آن پری رخسار
مرا به نرمی و الطاف سوی خویش بخواند
ز شهد وصل خودت خوب کامیاب کنم
بگیر از بدنم بهره ز عشرت و کام
کزو ز عابد صد ساله می نشد پرهیز
اجازه کرد که تنگ آورم در آغوشش
چنانکه طاقت و تاب از تنم فراق گرفت
بآتش دل خود آب صبر پاشیدم
دمی مشاوره کردم بعقل دور اندیش

خرد بگوشِ من آهسته گفت کای جاهل ... ز فکرِ عاقبتِ کارِ خود مشو غافل
تمام عمر بسی خواهشاتِ نفسانی ... قدم نهادی و خوردی بسی پشیمانی
دگر بخواهشِ خود جهد و اهتمام مکن ... بحظِ نفسِ دغل ترکِ ننگ و نام مکن
چو مردمانِ دگر در میانِ این خانه ... چشیده اند ز جامِ هلاک پیمانه
یقین که دست برین گنج رایگان نبرند ... ز اژدهای طلسمش نبرده جان فرزند
تن از مقاربتِ او کشیده دور شدم ... ز وصل و صحبتِ آن نازنین نفور شدم
چو دور گشتم ازو او قریب تر آمد ... بطرزِ الفت و آمیزشم به بر آمد
بناز گفت که دامن مکش ز صحبتِ من ... بگیر نارِ دو پستان بدست و سیبِ ذقن
تغافلی مکن و خیز عشقبازی کن ... ببزمِ عشرتِ من چیست ترکتازی کن
بیا و زود بنوش از شرابِ لعل راح ... مباد آنکه موذن زند ندای فلاح
بعجز گفتمش ای جان مرا مده آزار ... که شخصِ عاجز و بیچاره و ضعیفم و زار
ترا بشکلِ خودت یارِ خوبروی باید ... وصالِ صحبتِ گل خار را نمی شاید
بود به نزدِ خبیران بسی ز دانش دور ... که التماس کند وصلِ باز را عصفور
بگفت بارِ دگر آن پری بغنج و دلال ... که نیست گوشِ مرا رغبتِ چنین اقوال
اگرچه مدرسه است این مقامِ فیض نما ... ولیک من پیِ تدریس نامدم این جا
مرا ز بادهٔ مقصود کن بزودی مست ... که میرسد سحر و وقت میرود از دست
بقهر گفتمش ای بیحیا برو که مگر ... همیرسانمت اکنون جفا و جور و ضرر
چو این عتاب و خشونت ز جانبِ من دید ... خموش گشت و وز انجا بسانِ مرغ پرید
زمین شگافته گردید و شمعهای و پری ... شدند غایب و نشان نماند جلوه گری
ظهورِ ظلمت و هیبت بحجره پیدا شد ... مرا عزیمتِ بیرون شدن بدل جا شد
ز سقفِ خانه بدیدم که ناگهان شمعی ... پدید گشت و فرود آمد از عقب جمعی

ازان جماعه یکی بود مهتر و سرور ... شد از مکالمه با من بملاطفت گستر
که غم مدار و همین جا نشین بآسایش ... که یافتی ثمرِ ترکِ لذتِ خواهش
صد آفرین به تو بادای جوانِ نیک نهاد ... که مثلِ تو دگری مادرِ زمانه نزاد
باین دیانت و پرهیزِ خود شدی فیروز ... ترا سعادتِ جاوید شد نصیب امروز
مباش هیچ پریشان ز کارِ بستهٔ خویش ... که بخت و طالع و اقبال آمدت در پیش
منم که بر سرِ صد گنج دسترس دارم ... ز جن و دیو و پری ده هزار کس دارم
بلفظِ دیو و پری دیلمان مرا نام ست ... امورِ مملکتم بر مقاصد و کام ست
همین پری که ز پیشِ تو رفت جفتِ من ست ... که روز و شب بوی از شوق خواب و خفتِ من ست
دران زمانه کزین مدرسه نشانه نبود ... همیشه بود درین منزلم قیام و قعود
کنونکه مدرسه شد نیز جای من این جاست ... مدام نزهتِ خاطر مرا ازو پیداست
گهی که شب برسد در میانِ این خانه ... روان کنم زنِ خود را بحسنِ جانانه
که امتحان بنماید دیانتِ او را ... کند ملاحظه زهد و امانتِ او را
چو دیده خاینش آیدم چشانده زهرِ هلاک ... میانِ آن همه دیدم ترا که بودی پاک
پس آنگهی بکشید از زبانِ خویش صدا ... که شد ز زیرِ زمین دست و پنجه پیدا
میانِ پنجهٔ خود پنج عقدِ گوهر داشت ... عقود را بگرفت و به پیشِ من بگذاشت
ز درستگاهِ فلک چون مدرسِ خورشید ... کتابِ مطلع الانوار در کنار کشید
برون برفتم ازان حجره با دلِ خوشحال ... ازان عقود یکی را فروختم در حال
بسی هزار درم جوهری گرفتن جست ... امورِ خویش نمودم ز جمله چیز درست
وزان مقام نمودم بملکِ خویش ورود ... چهار عقد دگر هست نزدِ من موجود
چو بینی این همه مال و منالِ عیش انگیز ... مرا رسیده بکف از میامنِ پرهیز
ز سرگذشتِ شعیب ست ظاهر ای ملاح ... که ترکِ نفس بود موجبِ نشاط و فلاح

بدان تو مرکب سرکش چو نفس اماره
که هرکه پیرویش کرد گشت آواره

توهم ازین طمع خام دست را بردار
که چون شعیب شوی از حیات برخوردار

جواب ملاح

ازو چو صاحب زورق شنید افسانه
جواب گفت که ای دلربای جانانه

مرا یقین شده کاندر شعور و دانش و فن
بطرز نکته وری نیز در ادای سخن

نظیر تو نبود هیچ کس درین ایام
هزار پخته بود پیش تو بدانش خام

ولیک عشق نه چیزی ست کز کلام فریب
توان گرفت ز معشوق خویش وضع شکیب

نشد بموعظه و پند هیچ افلاطون
زوال الفت لیلی ز خاطر مجنون

ازین مثال و حکایت که میکنی تقریر
بقدر ذره ندارد بخاطرم تاثیر

ز وصل خویش مرا ساز ای صنم دلشاد
که تا شود دلم از قید درد و غم آزاد

تدبیر برانگیختن زیبا بوضع دیگر

ازین مقال که زیبا نیافت فیروزی
خیال بست که باوی کند دل افروزی

بعهد صحبت خود خاطرش کند خورسند
بدین امید برو نیز بگذرد یک چند

توان ز فرط تقاضای او خلاص شود
زبان عیش بموعود اختصاص شود

سوال کرد ز ملاح کای خرد پرور
درین سفینه بخواهیم بود چند دگر

بگفت اگر بمدد شرطه مراد وزد
سفینه روز چهلم بدان کنار رسد

بطرز مهر بملاح گفت کای عاقل
چو زود هست امید رسیدن ساحل

چرا میان سفینه که جای نوح نبی ست
مکان خوف و نیاز و مقام حق طلبی ست

بکار معصیت و امر زشت پردازیم
خدا و نوح نبی را ز خاطر اندازیم

بسی شنیع بود در چنین مقام بزرگ
که آید از من و تو این چنین گناه سترگ

بارتکاب گناه در مقام پیغمبر
بقهر حق همه خواهد شدیم زیر و زبر

همان به است که چون بر کنار بحر رویم
ز نخل عشرت خود بار بر مراد خوریم

مراست با تو ز دل عهد و وعدهٔ محکم
که کج نمی نهم از امر خواهشت تو قدم

ولیک صبر کن ای دل کزین مکان خطر
بخیر و صحت تن وارسیم جانب بر

جواب ملاح

چنین شنید جوابی ز صاحب زورق
که ای به بحر غمت جان بنده مستغرق

مرا بوعدهٔ تو نیست اعتبار و یقین
بود جمیع زنان را مخالفت آیین

سرشت زن چو بود ناقص و خلل آمیز
تو کی بوعدهٔ خود بوده وفا انگیز

مرا ز مکر زنان بیخبر مدان ای دوست
که مغز نیست بحرف زنان بغیر از پوست

کتاب مکر زنان را بحفظ خود دارم
مرا تو خواب مده زانکه خوب بیدارم

فریب طائفهٔ زن بود بمن معلوم
که میدهند درین فن بدیو درس علوم

چو زن ز پهلوی چپ گشته در جهان موجود
ز زن کی آمده افعال راستی بوجود

به پیش مکر زنان عاجز آمده ابلیس
چرا که زن شده استاد در فن تلبیس

نگر بسورهٔ یوسف تو در کتاب کریم
که گفته است خدا ان کیدکن عظیم

چو کید زن بود افزون ز مکر شیطانی
ز زن که میکند امید کار رحمانی

گل وجود زنان را نبوده بوی وفا
مرا فریب مده سوی وعده های دغا

چو نخل زن بود از میوهٔ وفا عاری
ز وعدهٔ تو طمع نیست شیوهٔ یاری

ز زن ندیده کسی بر وفای عهد ثبات
نبوده خاک زنان را وفا و مهر بذات

بطبع و طینت زن نیست از وفا اثری
بود بعقد یکی میل اوست با دگری

بعشق زن که کسی کرده باد پیمائی / کشیده کار وی آخر بفضح و رسوائی
بود شکستن پیمان ز کار خوب زنان / خدا امان بدهد از طریقهٔ بد شان
چو از نسیم وفا و محبت بد شان / نگشته غنچهٔ امید هیچکس خندان
مرا که وعده دهی بر خروج جانب بر / کنی دران محل اندیشهٔ فریب دگر
اگر رسیم سلامت بساحل دریا / نخواهد از تو شود مکر تازه پیدا
من و ترا نبود حظ زندگی در دست / که دل بوعدهٔ دور و دراز باید بست
نه عاقل ست که در عشرت زمانهٔ حال / تغافلی کند و بفگند باستقبال
هر انکه عشرت امروز را بفردا ماند / بدانکه گرد ندامت بروی خود افشاند
نکرده ام بدرازی عمر خود تکیه / که عیش نقد گذارم بوعدهٔ نسیه
بدفع مقصد من این فسون مکن مدم / بده مراد دلم راز وصل خود در دم
شنیده ام ز خرد پروران عقل شعار / که سه نفر بود از جمع ابلهان سردار
یکی ست سارق و دزدی که ره بگنج برد / نه برد آن قدر از وی که بینواند برد
دوم کسیکه بود عاشق و بکام رسد / پی گرفتن مقصود معطلی ورزد
سوم زجملهٔ این ۳ نفر بود صیاد / که او کند بعمد صید خویش را آزاد
تو هیچو صید بدام کنی گرفتاری / اگر روی ز کفم باشم از خرد عاری
بهانه را بگذار و مکن فسون سازی / باین و آن مده همچو طفلگان بازی
چو اعتبار بعهد و کلام زن نبود / باین نوید تو هم اعتبار من نبود
دلم بوعدهٔ فردا نمیشود خورسند / همین دمم بده از بغل خویش شربت قند
اگر تو لاف محبت همی زنی با من / رسیده تجربه ها بنده را بالفت زن
اگرچه مهر تو باشد بمن زحد موفور / وی زیاده نباشد ز زوجهٔ شاپور
که بود دختر عم و انیس همدم او / همی نمود دل و جان فدای مقدم او

نگر که آخر مهر و محبتش چون شد / بدرد و غم دل شاپور شوهرش خون شد
ظهور یافت ازو چند فتنها و خلل / خلاف وعده و نقصان دین و سوء عمل
روان بجانب ملاح کرد زیبا روی / که شرح قصهٔ ایشان چگونه بود بگوی

حکایت شاپور

پی گذارش آن قصه مرد کشتیبان / براند زورق گفتار را ببحر بیان
که ای بلند نشین بساط محبوبی / امیر مملکت حسن و زینت و خوبی
دلم بوقتی از اوقات گشت شوق انگیز / برای سیر و تماشای کشور تبریز
دران ولایت نزهت فزا ببازاری / بدیدم آنکه یکی روز مرد هشیاری
چهار پنج زنان چراغ طلعت را / پری رخان و گل اندام و سرو قامت را
بسی بقیمت ارزان بداد و زیشان رفت / وزان مقام ببازار خرس بانان رفت
خرید چند عدد خرس را و کرد آزاد / بسوی خانهٔ خود رفت خرم و دل شاد
مرا تعجب بسیار آمد از حالش / روان شدم پی تشویش دل ز دنبالش
گذشته بود بخاطر مرا که مجنون ست / ز هوش رفته و احوال او دگرگون ست
ولی چو نیک بدیدم جوان عاقل بود / بعقل و دانش و علم و تمیز کامل بود
بچند روز بهم خوب آشنا گشتیم / چو جان و تن من و او یار باوفا گشتیم
بفرصتی که مزاجش پر از فرح دیدم / شبی چگونگی حال ازو بپرسیدم
که ای برادر نیک اختر مبارک خوی / سخن زبیع زنان و خرید خرس بگوی
خموش گشت و پس انگه جواب داد چنین / مپرس قصهٔ او را که میشوم غمگین
بگفتمش که بپاس برادری و وفاق / بیان کنش که منم بس بسمع آن مشتاق
چو دید شوق مرا در شنیدن احوال / بگفت کیفیت حال را بدین منوال

که من ز طایفهٔ زن کشیده‌ام محنت
ازان زمانه بخود عهد بسته‌ام زین سان
بدانکه نام من اندر عوام شاپورست
بود ولایت ما در قریب کرجستان
بهم دگر که بجور و بزور دست بریم
مرا رسید بعهد شباب در خاطر
برادر پدرم داشت دختر نیکو
بحسن سیرت و هم پاکدامنی مشهور
بخواستم ز عم خویش آن پری‌روی را
بحسب جنسیت و نسبت و قرابت نیز
نهال عشق چنان ریشه بست مستحکم
چو شیر و شکر و حسن نظر بیکدیگر
ز بسکه دختر عمم شفیق بر من بود
بحسب آب خورش ناگهان بازین بیش
ز فرقتم که فغان‌ها که کرد آن دختر
که گر تو میروی از من مرا هلاک شمار
فغان و گریهٔ او شور در تنم انداخت
ولیک چون سفرم بود امر لاچاری
که این رواج قدیم ست در زن و شوهر
چو مرد بهر معیشت همیرود بیرون
تو چون بپردهٔ عصمت کنی بخانه قیام

زخرس دیده‌ام انواع مهر و هم الفت
که زن فروشم و آزاد می‌کنم خرسان
مقام اصلی من کشور نشاپورست
عداوتی ست قدیمی چو هر دو را بیان
بجان و مال و زن بچه صرفه نکنیم
که در حبالهٔ خود آورم زن طاهر
که گل نبود مقابل برنگ عارض او
ز شمع چهرهٔ او خانه عمم پرنور
در آورید بعقد نکاح من او را
بفرط مهر و محبت بهم شدیم عزیز
که تاب هر دو نبود از جدائی یک دم
شدیم متحد و یک وجود و یک گوهر
گمان خلق بما چون دو جان و یکتن بود
پی امور ضروری سفر بیامد پیش
نمود پاره گریبان خویش و خاک بسر
مرو نخست مرا در میان قبر شمار
دلم بفسخ عزیمت ازان سفر پرداخت
بدادمش ز ره مهر و لطف و دلداری
که زن بخانه و شوهر کند همیشه سفر
زنش سزد که بود در حجاب شرم درون
چنان بدان که منم با تو در وصال دوام

ز دوری تو مرا نیز سینه صدچاک ست
ولی چو هجر و جدائی ما ز لاچاری ست
اگر رضای الهی بود به کمتر روز
خلاصه آنکه بصد رنج و محنت و خواری
ز در برآمده رفتم بمنزل مقصود
خبر رسید مرا ناگهان بدین قانون
بغارت زن و مال و پسر شتافته اند
ازین خبر بدلم یافت ره پریشانی
خراب ماند ز من جمله کار و بار سفر
بخانه از اثر یار من نشان نبود
بدیگدان دلم آتش بلا افروخت
بدیده ام در و کاشانه بی‌رخ دلبر
اگرچه کوفته بودم ز راه هندستان
چو در علاقهٔ کرجی رسیدم از اول
نقود چند بدستش نهادم و آنگاه
عجوزه گفت که این حرف را مدان آسان
سراغ زن تو معلوم نیست با من هم
و گر ز گم شدهٔ خود نشان کنی حاصل
چرا که هر یک ازانها بجثه فیل تن ست
بگفتمش که تمسک بفضل حق دارم
صلاح وقت دران دیده شد که در شب تار

بسفر

دلم ز درد فراق تو سخت غمناک ست
عنان صبر گسستن ز کف نه هشیاری ست
همیشویم ز دیداز ها نشاط افروز
قرار کردمش از شور و ناله و زاری
مدام فکر و خیالم بسوی او می‌بود
که کرده مردم کرجی بملک ما شبخون
به برده اند بتاراج آنچه یافته اند
که بحیتمل ز کفم رفته دلبر جانی
بچابکی برساندم وجود خود بحضر
ازین الم غم و اندوه را کران نبود
ز شعلهٔ غم او خرمن وجودم سوخت
چنان نمود که گویا درون شدم بسقر
شدم روانه همان روز سوی کرجستان
بجای پیره زنی ساختم مکان و محل
ز راز مطلب خود نیک کردمش آگاه
بسی فراخ و وسیع ست ملک کرجستان
چگونه باز توان یافت مقصد مبهم
کشیدنش بود از ملک کرجیان مشکل
بزور و قوت و بازوی خویش صف‌شکن ست
بقدر همت خود طرح سعی نگذارم
همی شدم چو گدایان بفکر استفسار

پس از طلوعِ نیرِ خفیه میر رسیدم باز
بدین طریق همی گشتم و شبی ناگاه
که گرجیانِ قوی هیکلِ اسد صولت
نموده اند مهیا سرود و شمع و شراب
همان زن ست که رقاصِ بزمِ ایشان ست
مرا ز دیدنِ این حال خون بجوش آمد
بخواستم که زنم خویش را بدان فرقه
ولیک باز چو در دل تفکری کردم
که گفته اند بزور آوران طریقِ ستیز
ز احتیاط بیک گوشه شدم پنهان
هلاکِ من نبود پیششان چو عصفوری
بخاطرم بگذشت اینکه زن مگر از بیم
چو ماندگی بوجودش ز رقص پیدا شد
کنیزکان ز پیش شمع را برون کردند
من از کناره باو خویش را نشان دادم
اشاره کرد بانگشت کاندرینجا باش
که میروی پی سامانِ کارِ خود واپس
ز بعدِ لحظه بدیدم که چند تن با اوست
دلیل و رهبرِ آنهاست در لبای حبیب
زنم اشاره بمن کرد و گفت این ناپاک
مرا بخشم گرفتند و کوفتند چنان

بجای پیره زنی شدم بگوشه فراز
به محفلی بزنِ خود مرا فتاد نگاه
نشسته اند دران انجمن بجمعیت
بنغمهٔ دف و نی مست ساز و چنگ و رباب
مطیعِ خواهش و منقادِ عزمِ ایشان ست
همان دمم ز بدن سلبِ عقل و هوش آمد
وجودِ چند تنی را کشم بخون غرقه
حدیثِ اهلِ خرد را بخاطر آوردم
چنان بود که زنی مشتِ خود بخنجرِ تیز
که گر مرا بنظر آورند آن خوکان
که هر یکی ست از انها چو دیو و من موری
بکارِ رقص و دگر کارها کند تقدیم
برای بول دمی او بسوی صحرا شد
بسوی بیتِ خلا تیز رهنمون کردند
بیادِ خاطرِ آن یارِ مهربان دادم
مرا رسید بفکرم ز طرزِ مهر و وفاش
بخفیه میرسدم تا نه بیند او را کس
ز قهر هر همه را تیغ و چوب در پهلوست
دویده سوی منِ خسته آمدند قریب
شریر و مفسدِ گیتی ست جا کنیدش خاک
که هیچ در بدنِ من نماند تاب و توان

بقتلِ من همگی مصلحت نمود ولیک
بگفت آن دگران را که دست از و بکشید
همین بس ست هلاکش که در کفِ دگران
بقطعِ گوش اجازت نمود و کرد آزاد
دران مقام بشکرِ حیاتِ تازهٔ خویش
بسوی منزلِ آن پیره زن روانه شدم
دلِ عجوزه باحوالِ من بسوخت بسی
چو زخمِ گوش مرا التیام شد ظاهر
ز بعدِ چند به یک روز با من از اقوام
بخشم و غصه مرا طعنه داد کای خرکس
هنوز در کفِ آن طایفه گرفتارست
اگر ترا بدلِ خویش غیرتی می بود
بجوشِ آتشِ دل سوختم ز سر تا پای
بذاتِ اقدسِ پاکِ مهیمنِ متعال
بعرضِ راه بدیدم بقربِ گرجستان
یکی بگوشه نشست ست با دلِ غمگین
مرا ز دیدنِ شان از قرینه شد معلوم
بجفتِ وی شده این خرس دیگری نازل
به تیغِ تیز زدم فرقِ خرسِ ظالم را
ز قتلِ خرسِ ستم پیشه خرسکِ معذور
به لابه و به تملق رسید در پیشم

یکی ز زمرهٔ ایشان که بود آدمِ نیک
بکشتنش همه با خودِ آخرت نشوید
زنش فتاده و او را نموده دست بران
ز مرگ رستم و دادم دو گوش را بر باد
بحالتی که از و سخت تر نیاید پیش
بحالِ خسته چو واصل باستانه شدم
ولی نبود باو نیز هیچ دسترسی
روانه گشتم و در ملکِ خود شدم حاضر
کسی سخن زد و آخر بجنگ کرد قیام
دهد زنِ تو شب و روز گرجیان را کس
ازین سخن بدلِ تو نه شرم و نی عارست
ازین حیاتِ تو صد گونه مرگ بهتر بود
گرفتم اسلحهٔ خوب و اسپِ صرصر پای
امید کردم و زانجا شدم روان در حال
دو خرس گشته بجنگ و جدال هم دستان
ز خوف می نتوان شد بجفتِ خویش قرین
که خرس گوشه نشین ست و عاجز و مظلوم
که تا از و بکند کامِ خویش را حاصل
که شد هلاک و ز و خرس ماده گشت رها
برقص و وجد در آمد ز بس نشاط و سرور
اشاره کرد بسر سوی منزلِ خویشم

زره چو دور ترم برد قدر یک فرسنگ / به پنجه کافت زمین را دو ذرعه در بن سنگ
نهاده بود در آنجا یکی خم پر زر / دو مشت از و بگرفتم بجیب کردم در
زروی رمز بفهماندمش بایما باز / که پس بفوق همان خم گیاه و خاک انداز
وزان محل شده راهی و در نواحی شام / وجود خویش رساندم بآن مکان و مقام
چو وارد محل آن جماعه گردیدم / نظام انجمن پیش منعقد دیدم
تحملے نمودم که شب به نیمه رسید / عقود مجلس ایشان زهمدگر پاشید
زن و دگر دو سه کس از وفور شرب شراب / بهم فتاده بروی بساط مست و خراب
دو دیده رفتم و زن را چو مردگان بکنار / گرفته چست نمودم باسپ خویش سوار
بتازیانه زدم اسپ را و تا به سحر / نبود آن زن بدکار را ز خویش خبر
چو آن سلیطه بخود یافت هوش و آگاهی / گرفت شیوهٔ زاری و معذرت خواهی
بگفتمش که چه خیزد کنون ز زاری تو / بمن شدست معین گناهگاری تو
مرا که ماندگی راه کرده بود خراب / فرو شدم که مگر ساعتے روم در خواب
بفکر فاجره بودم که بر عذاب الیم / هلاک سازم و بفرستمش بنار جحیم
درین میانه بدیدم که گرجی چالاک / رسید در عقب من بای قصد هلاک
میان همدگر آویختیم بسے تا خیر / بزور و پنجه قوی تر شدم بر آن بی پیر
زن شنیعه زپایم گرفت و زیر انداخت / کشید تیغ و بتدبیر کشتنم پرداخت
ز اتفاق حسن آن دو خرس یک ناگاه / شدند حاضر و دیدند حال بنده تباه
بضرب پنجه و چنگال هر دو کوشیدند / بقهر و خشم بر آن فاسقان بجوشیدند
چو من خلاص شدم تیغ را کشیدم و زود / زدم بتارک و اندام گرجے مردود
ز بعد آن بزدم آن شنیعه را بر سر / روان شدند یکایک بسوی نار سقر
ازین معامله چون شد فراغتم حاصل / شدم بمسکن خرسان و خم زر واصل

بقدر حاجت خود بارگیر و خدمتگار / بخواستم ز محالات آن قرا و دیار
خزینه را برساندم بخانهٔ خود تام / که هست عشرت و کامم ازان خزینه ام
چو دیده ام ز زن این گونه بیوفائی را / ز خرس یافته ام مهر و آشنائی را
ازین جهت همه جا خرس را رها سازم / چو زن بدست من افتد به بندش اندازم
غرض ازین مثلم بر تو بود ای زیبا / که در سرشت زنان خلط نیست مهر و وفا
چو مهر دختر عم زین قرار دیده شود / محبت تو به بیگانه چون شنیده شود
تو با من این سخنان خلاف می گوئی / براه مکر و دغا و فریب مے پوئی
اگر شدیم برون از میان این دریاب / بود محبت و مهر و وفاے تو نایاب
نمیکنم بکلام تو اعتبار و یقین / که نیست روی زن از غازهٔ وفا رنگین

جواب زیبا

چو کرد گوش ز ملاح این مثل زیبا / جواب داد بآن مردک دغل زیبا
که ای شناور بحر تمیز و عقل و ذکا / مقال تست همانا که بس درست و بجا
ولیک جمله زنان را مدان بیک قانون / میان هر چه بود نیک و زشت و خوب و زبون
بجمع و طایفهٔ مرد دیده ام بسیار / کسے ست نیک خصال و کسی ست بد کردار
بجنس مرد که کس صادق ست و کس کاذب / بدان بنوع زنان نیز فرق را واجب
عوام خوش مثلی میزنند در کف و مشت / برادرانند و برابر نبوده پنج انگشت
بسے زنان بصفات تقدس و پاکی / ربوده اند ز مردان پاک چالاکے
تو گر ز وصف یکی بشنوی به بدکاری / قیاس جمله زنان را باو نه پنداری
اگر بخار ببینی بر خوری بگلزارے / مکن تصور گل زار را بدان خارے
بود جهان ز زنان خجسته خصلت پر / یکے که زشت شود از همه امید مبر

اگر بدیدهٔ انصاف در زنان بینی
بسی خصایلِ نیکو بذاتِ شان بینی

خطا و ترکِ وفا و امورِ نازیبا
ز زن زیاده تر از مرد میشود پیدا

باین دلیل بباید که جمله مردان را
زنان کنند به بیدینی و وفا رسوا

زنی اگر ز رهِ راست منحرف گشته
بسی بخوبی اوصاف متصف گشته

وفای دخترِ تاجر حمید را بنگر
ببین دیانت و صدقش آن قصاب پسر

ز حالِ دخترِ تاجر سفینه بان پرسید
که او چگونه بود و زکجاست شخصِ حمید

حکایتِ دخترِ تاجر و قصاب پسر

بریخت از صدفِ سینه گوهرِ تقریر
چنین که میشود اینجا برشتهٔ تحریر

باردبیل یکی تاجرِ نکو فرجام
مقام داشت که تاجر حمید بودش نام

دکانِ طالع و اقبال او ز مال و منال
ز سقف تا در و دروازه بود مالامال

به بزمِ اهلِ تجارت همیشه صدرنشین
حمیده خلق و جوانمرد و شخص باتمکین

ز شمعِ چهرهٔ یک دخترِ بلورین تن
چو روز بود شبستانِ خانه‌اش روشن

نه دختری که فروزنده اختری بکمال
نه اختری که درخشنده ماهِ حسن و کمال

ببامِ خانهٔ خود آن غزال یک روزی
چو مه برآمد و گردید چهره افروزی

همیگذشت از آن ره یکی قصاب پسر
بنورِ چهرهٔ او ناگهش فتاد نظر

به تیغِ غمزهٔ او گشت خاطرش مجروح
در آن محل شده غلطان چو برّهٔ مذبوح

چو هوش بر سرش آمد بطرزِ عجز و نیاز
بآن غزالهٔ مشکین نمود سوز و گداز

که من بناوکِ عشقِ رخت شدم بسمل
نماند هوش بسر صبر و طاقتم در دل

تو نه بزخمِ دلم مرهمی ز غمخواری
بگیر با منِ بیدل طریقهٔ یاری

از آن پسر که شنید این کلام را دختر
ز قهر و غصه برافروخت چون ز باد جگر

بگفتش ای پسرِ بی‌تمیز و دیوانه
برو بالیست بقربِ فراج این خانه

که گر ز حالِ تو گردد خبر غلامانم
چو گوسفند کنندت به تیغ قربانم

برو بکارِ خود و جای خویش را بشناس
که کس ندوخته هرگز حریر را به پلاس

نکرده صعوه و بلبل چو آشیان باهم
کسی ندیده رفاقت میانِ گرگ و غنم

نگین و ملکِ سلیمان بهیچ وقت ز من
نبوده لایقِ انگشتِ دستِ اهرمن

بحرفِ هیچ مرا دردِ سر مده کانجا
دمی برآمده ام از برای سیر و صفا

سرِ نیاز بآن خاک ره گذاشت پسر
که ای اسیرِ کمندِ تو جانِ این احقر

منم چو بره گرفتارِ ریسمانِ غمت
که گردنم شده قیدِ قلادهٔ ستمت

مرا بمسلخِ عشاقِ خود برآید و ست
به تیغ ذبح کن و از تنم برون کن پوست

ولی ز درگهِ خویشم مران بمایوسی
که ناامید نگردم تر از پابوسی

ز حد گذشت چو ابرام و گفتگوی قصاب
ز بامِ خویش سوی صحنِ خانه کرد مآب

پسر بخاک بیفتاد چند روز دگر
ولی ز چهرهٔ معشوقِ خود ندید اثر

ز درگاه بوصلِ حبیب سعی نمود
نیافت دستِ تصرف بدامنِ مقصود

چو ناامید شد آخر کمندِ مکر بتافت
شبی بخوابگهِ او میانِ قصر شتافت

گرفت دلبرِ خود را بدوشِ خویش چو گرد
ز صحنِ خانه کشید و بسوی صحرا برد

چو خواست دست رساند بمخزنِ تنِ او
گلِ مراد بچیند ز گلشنِ تنِ او

کشاد دختر از خواب نرگسِ شهلا
بدید اینکه تنش گشته قیدِ بندِ بلا

بهوش آمد و دانست کاین معامله چیست
ز حالِ خویش پریشان شد و ز غم بگریست

گرفت دامنِ قصاب و گفت ای نامرد
ازین خیالِ محالِ قبیحِ خود برگرد

شعارِ دزدی و سرقت نه کارِ مردان است
طریق و شیوهٔ دون همتان و رندان است

مراست گوهرِ تن در تصرفِ دگری
که اوست سرورِ اقوام و شخصِ معتبری

ز عزت پدرم هم ترست نیک و قوف
که نامم اوست چو خورشید در جهان معروف

مرا و آن دو نفر را چنین مکن بدنام
روا مدار که طشت من اوفتد از بام

مآل و عاقبت کار را بسنج بدل
خدای را به نظر آر و کف ز من بگسل

خبر شود پدرم چون ازین امور خراب
ترا و قوم ترا می کشد بسیخ کباب

مزن بدامن پاکم تو دست ناپاکی
مکن قیام باین امر زشت و بی باکی

دغا و پرده دری شرط آدمیت نیست
سلوک دزدی و رندی ز قابلیت نیست

ز باز خواست قیامت بترس و روز جزا
مکن مرا به دو عالم فضیحت و رسوا

اگر تو زین عمل زشت بر کشی دندان
کنم ز صدق دل خویش با تو این پیمان

که چون مرا ببرد شوهرم بخانهٔ خویش
نخست کام دل تو دهم ز میوهٔ خویش

زمین حسن ملاقات آن هنر پیشه
پسر بصبر گرائید و کرد اندیشه

که شرمساری دنیا و آخرت سختست
کسیکه بیم ندارد شقی و بدبخت ست

بدان طریق که آورده بود دختر را
رساند و اپس و مسعود دید اختر را

بحال بردن و آوردنش ز نسوبان
کسی نیافت خبر ماند سر او پنهان

چو شوهرش بعروسی خود تقاضا کرد
بخانه بردش و از کام دل تمنا کرد

نمود عذر و بعرضش رساند قصهٔ خویش
ازین حکایت او شوهرش بدل شد ریش

ولی طریق مروت بدان اشاره نمود
که باید از ثمر او قصاب گیرد سود

طلاق دادش و کردش مرخص آن ساعت
که رفت با همه اسباب و زیور و زینت

رسید پیش قصاب و بگفت از ره عهد
شدم به پیش تو حاضر پئے رساندن شهد

ازین مروت والای شوهرش قصاب
بر آتش دل خود ریخت از صبوری آب

بگفت خواهر دینی منی بهر دو جهان
برو به بستر شوی قدیم خویش دوان

عروس گشت چو واپس سوی خانهٔ خویش
میان راه رسیدند رهزنانش پیش

بقصد غارت و کام ضمیر حلقه زدند
بخواستند که نوشند از لبانش قند

عروس گفت که یک حرف بشنوید همه
پس آنچه خواهش تان بود می کنید همه

ز سرگذشت خود از ابتدا الی انجام
بیان نمود بآن رهزنان نافرجام

چو آن مقاله شنیدند جمله از دختر
چرا شویم بگفتند از قصاب بتر

سلامتش برساندند تا بخانهٔ او
چو او رسید بگشتند ز آستانهٔ او

درون در آمد و قفل بکارتش برجا
سلام داد بشوهر ز روی مهر و وفا

خبر نمود ز احوال خویش شوهر را
که سر بمهر رساندم قطعے گوهر را

به بست شوهر او از جدید عقدش را
سلیم یافته ز آفات درج نقدش را

به بین وفای زنان و صداقت ایشان
کمال دانش و فرط دیانت ایشان

من از صمیم دل خویش کرده ام پیمان
بوعده ام بنود با تو شبه و نقصان

چو در مقام خطرناک و جای بیم و هراس
ضمیر اهل خرد نیست خالی از وسواس

مراست وسوسه در ارتکاب فعل زنان
که میشویم غریق محیط خشم خدا

چرا که در محل خوف کار نالایق
همیشود سبب قهر حضرت برحق
خالق

من و تو تا که بزورق نشسته ایم بهم
خموش باش و مزن زین کلام هرگز دم

که از ظهور چنین حرفهای بی معنی
مباد مصدر قهر و غضب شویم اینجا

تو کوششی کن و من بر دعا برآرم دست
که این سفینه بساحل خدا کند پیوست

پس انگهی گل مقصود را بچین از من
ثبات عهد و طریق وفا ببین از من

ازین نصایح زیبا سفینه کش آن روز
بشد ز شهوت و نفس و هوای خود فیروز

باز بیتاب گردیدن ملاح و اظهار شوق مندی او

ز صبح تا دم شب مهر خامشی ملاح
بزد بدرج دهان و نکرد استفتاح

بوقت شام زجوش درون نماندش تاب   بتار بربط اظهار شوق زد مضراب
کشید از دل پرسوز نالهای حزین   که گشته ام زغم و شوق تو بمرگ قرین
هزار حسرت و افسوس را نهاد آغاز   چو نی گرفت گهی زیر و گه زبم آواز
که ای زنغمهٔ عشاق بیخبر تا چند   مرا گذاشتهٔ در نوای حسرت و بند
مزن بمحفل دل از مخالفت آهنگ   دمی مرا به بغل گیر همچو بربط و چنگ
ترانه سازی صبر و قرار رفته زهوش   متاب همچو ربابم دگر بخواری گوش
سرود بیجهتی را به بزم عشق سرای   چو نور شمع بکاشانهٔ دو دیده درای
مسوز همچو سمندر مرا بنار غمت   دگر مدار چنینم اسیر تار غمت

تسکین دادن زیبا ملاح را

چو دید دلبر زیبا که باز کشتیبان   گسست سلسلهٔ اصطبار و تاب و توان
بگفت راه صبوری بگیر ای ملاح   که صبر آمده گنج مراد را مفتاح
مکش سر از خط فرمان داور متعال   که جان ما نشود طعمهٔ نهنگ وبال
تو صبر پیشه کن و غم مخور ز مقصد خویش   که مقصد تو مهیا بود ترا در پیش
چو عنقریب بساحل همی رسیم ز بحر   زخوان وصل ترا میدهم بخوبی بهر
درین زمانه سرود تو خارج آهنگ ست   کلام من همه پاک و صفا ز نیرنگ ست
میان زورق و دریا و لجهٔ خون خوار   به مهلکات ثلاثه نشسته ایم ای یار
پس احتیاط فراوان بباید اینجا کرد   که تا بدامن پاکی ما نیفتد گرد
شنیده ایم حدیثی و خوب معروف ست   که هر امور باوقات خویش موقوف ست
مکن درین محل از سوز عشق بیتابی   که هر مراد دولت در کنار می یابی
صبور باش که از صبر گوهر مقصود   فتاده در کف صابر بوعدهٔ موعود

باین مکالمه ها داشت گفتگو زیبا   نشان خواب بچشم ملاح شد پیدا
سحرگهان که سر از خواب مرگ بالا کرد   نگه ز گوشهٔ چشمی بسوی زیبا کرد
قرار و صبر ز قلبش ره فرار گرفت   ز بیقراری دل نالهای زار گرفت

باز نالیدن ملاح در نزد زیبا و طلب کام ازو

بصبحدم دل ملاح غنچه سا شد تنگ   فتاد شیشهٔ صبر و قرار او بر سنگ
ز جوش عشق چو دیوانگان گرفت خروش   شروع کرد بفریاد از دل پرجوش
که ای معلم درس نصایح و تدبیر   نمیشود دلم از هیچ نکته پند پذیر
اگرچه خاطر من سوی صبر می کوشد   ولیک سینهٔ من چون تنور می جوشد
نصیحت تو همه بوده چون خس و خاشاک   بهر قدر که درو میرسد بسوزد پاک
مرا چو لاله بود داغ عشق تو در دل   که هیچگه نشود داغ او ز دل زایل
کجا روم چکنم راز دل کرا گویم   بجز تو کیست که باوی ز ماجرا گویم
مریض عشقتم و در بستر غمت رنجور   دوای من نبود غیر وصل تو ای حور
تویی طبیب مسیحا نفس منم بیمار   طبیب بوده مدام مریض را غمخوار
بغمگساری من کوش ورنه می میرم   بروز حشر و جزا دامن تو میگیرم
مکن بوعدهٔ بی اعتبار خورسندم   که من بوعدهٔ و عهد تو دل نمی بندم
کجاست طاقت و تابم که انتظار کنم   امید وصل تو تا ساحل و کنار کنم

پرداختن زیبا بجواب ملاح

بسوز و درد که ملاح آن ترانه نواخت   پی مغالطه زیبا باین نوا پرداخت
که ای خرد ورِ دانش شعار نیک اطوار   دمی ز دائرهٔ صبر پا برون مگذار

قوی بدار دل خویش و منتظر میباش   که میرسد بخزان دولت بهار معاش
بود تلخی هر انتظار شهد ثمر   تعاقب شب تاریک روشنی سحر
نهال صبر و سکون را همیشه شادابی است   خموش باش که اکنون نه وقت بیتابی ست
مرا طبیب شماری و خویش را رنجور   بود مریض به پیش طبیب خود معذور
مریض کی کند از گفته طبیب عدول   هر آنچه گویدش آن را کند بچشم قبول
من از غذای مخالف ترا دهم پرهیز   ترا بجانب آنست میل و رغبت تیز
بود غذای مخالف کشنده بیمار   نکن مخالف امر طبیب خود رفتار
حذر کن از هوس و اقتضای خاطر خویش   نظر بعاقبت کار خود نمای از پیش
نکن تو پیروی نفس شوم و خاین را   ببین که دختر خطیب اسفراین را
برای عیش دمی نیش طیش چندین سال   شدش ز پیروی دل مقارن احوال
که سنگ حسرت و آه و ندامت چندین   بسینه میزد و هرگز نمی شدش تسکین
درین مقاله از و کرد پرسشی ملاح   که ای رخ تو بکاشانه دلم مصباح
بگو که قصه آن دختر است از چه قرار   که در شنیدن او هست خواهشم بسیار

حکایت دختر خطیب اسفراین

زخامه شکرین زبان خوش زیبا   چنین نوشت بلوح بیان حکایت را
بسلک قافله حاج دید یک مردی   زن عجوزه روان ست و میکند گردی
ز فرط ضعف و هرم تکیه بر عصا کرده   پیاده راهی و نعلین خود ز پا کرده
شدست قامت سروش چو بید مجنون خم   گرفته توشه خود را به پشت مستحکم
نمود پرسش احوال زار او را مرد   گذشته بکدامی اراده راه نورد
بگفت از پی تقبیل خاک بیت حرام   بصدق و نیت دل نیک بسته ام احرام

بگفت مرد که ای مادر خجسته خصال   طواف حج شده واجب بشرط قوت و مال
ترا که شیب بدین گونه منحنی کرده   خزان ضعف بهار شباب افسرده
نه واجب ست که خود را دهی چنین زحمت   معاف کرده بامثال تو خدا کلفت
بگفت از من عاصی باقتضای هوا   ظهور یافته وقت شباب کار خطا
که طرفه واقعه روی نموده بود مرا   که از فضیحت او جان غنوده بود مرا
دران مقام باخلاص توبه کردم   رخ نیاز بدرگاه ایزد آوردم
که گر امان دهدم از فضیحت و تقصیر   مراست شرط بخود این چنین صدق ضمیر
که پا پیاده بشوق تمام بی پیزار   روم بخانه بیت الحرام بست و دوبار
چو از جناب کریم و غفور رب ودود   نگشته سایل امید هیچکس مردود
کند اجابت دعوات بندگان ز کرم   جرم به بخشد و پوشد خطا بلطف اعم
نجات داد مرا از بلای رسوائی   که تا کنون نشنیدم ندای رسوائی
بجا نمودم از ان جمله بست و یک حج را   یکیست باقی و طی میکنیم منهج را
بگفت مرد که ای مادر سعادت خوی   چگونه بود از ان شرح حال قصه بگوی
جواب داد که تفصیل این گناه مخواه   که هست پرده دری نیز رجعتی بگناه
چنین شمار که نشنیده ز من سخنی   بخاطر آر که در ره ندیده چو منی
بزد بدامن او مرد دست استبداد   که تا بیان نکنی خاطرم نگردد شاد
عجوزه گفت بدان اسفراینم وطن است   که آن مکان صفا جای بود و باش من است
دران وطن پدرم منصب خطابت داشت   کمال علم و ادب عزت و دیانت داشت
نبود غیر من او را بخانه فرزندی   ز فرط مهر بمن داشت سخت پیوندی
مقام خاص ز بهرم بخانه بالا   بساخت کز پی تعلیم میشدم آنجا
ز اتفاق بیک روز جمعه در دل من   بلا سبب شده پیدا غم و ملال و حزن

برای رفعِ غبارِ درون بجانبِ بام
زِ منظری که بشارع نهاده بود درے
عبور داشت بره بچهٔ گل اندامے
بیک نگاهِ دلم صیدِ دامِ او گردید
چو دیدم اینکه ندارم زِ هجرِ او طاقت
که از جمالِ خودش جلوهٔ نشان دادم
پسر که چهرهٔ من دید مست و مفتون شد
بخواست چارهٔ بالا شدن بجانبِ من
دمی زِ شهدِ مقالاتِ عاشقانه بهم
چو عزم شد که بهم عیش و صحبت انگیزیم
صدا رسید زِ در ناگهان مرا در گوش
شد انکشاف یقیناً از آن صدای درم
زِ اضطراب پسر را بصندقی پنهان
درش کشادم و آمد درون و خورد غذا
چو او ز خانه برون رفت من ز فرطِ سرور
بشوق و ذوق فگندم نظر در آن صندوق
شد از سنوحِ چنین حال حسرت و اندوه
فراقِ یار و هلاکش اگرچه یک غم بود
شدم بورطهٔ حیرت که میتِ او را
قریبِ شام نشستم به منظرِ مذکور
اشارتش بنمودم دو دیده آمد پیش
بحسبِ قسمت و تقدیر بر نهادم کام
کشادم و بفگندم بسوی ره نظرے
قدش چو سرو رخش ماه و چشم بادامے
فدای سرو صنوبر خرامِ او گردید
پئ حصولِ وصالش نمودم این حکمت
اشارتے بسوی منزل و مکان دادم
چو لاله از اثرِ عشقِ من دلش خون شد
تنش فراز کشیدم دران مکان برسن
حلاوتے بگرفتم بسے شراکتِ غم
چو شهد و شیر دران خوابگاه بیامیزیم
ازان صدا ز سرم رفت عقل و دانش و هوش
که خوانده جمعه و واپس بیامده پدرم
نمودم و بشدم زود سوے در پایان
پس از تناولِ نان رفت جانبِ صحرا
روان شدم بسوی یارِ عاطفت دستور
که بود طایرِ ارواحش از بدن مفروق
به لاله زارِ دلِ من تراکم و انبوه
پئ کشیدنِ نعشش غمِ دگر افزود
چگونه و بچه تدبیر بر کشم زینجا
فتاد در نظرِ بنده زنگئ از دور
باستمالتِ بسیار خواندمش بنزد خویش

بگفتمش که مهمِ مرا کفایت ساز
زِ مالِ خود دهمت مزد و اجرت بسیار
بدانچه گشت رضا در کفش نهادم زر
چو کرد او سرِ صندوق را بکف بالا
که آخ این پسرک بود خواجه زادهٔ من
زِ شور و غلغله اش رفت از سرِ من هوش
بشورِ خویش مرا در جهان مکن رسوا
قسم مراست بذاتِ خدای اقدسِ پاک
بیانِ کیفیتِ حالِ پیشِ او کردم
خموش گشت ولی گفت جز بیک منوال
برمزِ او شدم آگاه که مطلبش چه بود
زِ زیور و زر و مال و جواهر و گوهر
بگیر این همه مال و دگر خیال مکن
بهیچ رنگ نه گردید راضی و خورسند
خلاصیم چو نبود از اطاعتش لاچار
بسانِ مارِ سیاهی که جا کند بر گنج
چو ظلمتِ شبِ یلدا که نور را گیرد
مرا کشید بر آن سیاهِ خوک خصال
بظلم و جور چو قفلِ بکارتم بشکست
بچند روز مرا بود ترس و بیم بدل
شبے به بسترِ راحت فتاده بودم خوش
بطرزِ خفیه بانجامِ کارِ من پرداز
که کامِ آرزوی تو شود ازان سرشار
که چیست این پسرِ مرده را بقبر ببر
کشید ناله و فریاد و شور و وا ویلا
که پرورش شده اندر کنار و شانهٔ من
بیافتادمش و عجز کردمش که خموش
هر آنچه میطلبی با تو میدهم زر رضا
که این پسر بخطائی و سهو گشته هلاک
بسے بصدقِ مقالاتِ خود قسم خوردم
نمیکنم بدگر چیز سترِ این احوال
عنانِ عزمِ تمنای مطلبش چه بود
به پیشِ او بنهادم که ای نکو اختر
خلافِ امرِ خداوندِ ذو الجلال مکن
فزود بلکه بمیلِ ضمیرِ خود ده چند
نمودم از پئ تعمیلِ امرِ او رفتار
مرا بزیرِ خود افگند و داد شدتِ رنج
چو دوزخی که در آغوشش حور را گیرد
چنانکه زاغِ سیه بیضه را کند تهِ بال
برفت و نعشِ پسر را بپشتِ خود بربست
چو راز فاش نگردید خوف شد زایل
که ناگهے برسید از کدام سمت حبشی

صدا نمود که ای دوستدار دیرینه / من و تو ایم بهم غمگسار دیرینه
بیک مکان خوش امشب ز جمع ما رفقا / نموده اند بهم طرح محفلی برپا
شراب و شاهد و ساقی و شمع و باده و گل / همه مرتب و ساز و سرود در غلغل
میان بزم ز هم پیشگان جداگانه / کشیده اند در آغوش خویش جانانه
چو هر یکی ز رفیقان من در آن محفل / ز یار خویش کند کام خویش را حاصل
در آن میانه من بینوا خجل زده ام / هزار سنگ جفا را بفرق دل زده ام
کنون بیامده ام کز ره وفا و کرم / بدیدهٔ من مشتاق بر نهی تو قدم
که تا خجل نشوم در حضور همچشمان / فزون شود ز تو بزم سرور همچشمان
ازین مقال حبش مرغ جان من از غم / نمود میل پریدن بسوی ملک عدم
هزار گونه تضرع بکردمش در پیش / نیاز و عذر نمودم بترک رفتن خویش
بصد دلیل بفهماندمش که رفتن من / بود هر آینه مبنی بچند شرم و فتن
ولیک قطرهٔ باران اثر نکرد بسنگ / فشاند بر سر من خاک بیحیائی و ننگ
بدوش خویش مرا برکشید و برد شتاب / بمنزلی که در و بسته بود اسب و دواب
بساط و انجمن او ز بول و سرگین بود / مقام و محفل آن زنگیان بدین بود
سر و رخ و تن آنها چو کون دیگ سیاه / دل از معاینهٔ رنگ شان خراب و تباه
قوی هیکل و عفریت خوی و دیو سرشت / همی دمید از ایشان بباح گنده و زشت
بصدر بزم جدا هر یکی گرفته مقام / نشانده فاحشه را بر ز شوق بتمام
بوجد و ذوق و تماشا و رقص در جوشند / دمادم از کف ساقی شراب می نوشند
مرا چو حاضر مجلس نمود آن زنگی / بآن خجالت و شرمندگی و بی ننگی
ز دیدنم همه گشتند خرم و شادان / رفیق زنگی من شد مفخر و نازان
صدا زدند یکایک که باده گیر و بنوش / غم جهان مخور و این چنین مباش خموش

که عمر دهر ازین پنج روز نیست فزون / خنک کسیکه بعشرت نمایدش مقرون
بگفتم اینکه ز نوشیدن میم معذور / ولیک ساقی مجلس همی شوم بسرور
باین سخن همگی بنده را رضا دادند / بدور جام می و باده ام صلا (اجازه ۱۲) دادند
بجمع فاحشگان بود دختر دلاک / که در شناختم داشت رتبهٔ ادراک
از و بخاطر من گشت حیلتی پیدا / که چون صباح شود میکند مرا رسوا
بوقت گردش ساغر رسید نزدیکم / گرفت ساغرم از دست و داد تحریکم
خیال داشت که چیزی بگویدم در گوش / بنش اشاره نمودم که رو نشین خاموش
بجمله ساغر می دمبدم بپیمودم / ولی بخویش از آن باده لب نیالودم
قریب آخر شب از وفور شرب شراب / ز مرد و زن همه آنجا فتاده مست و خراب
بقصد آنکه ز ابرام زنگیان زین پس / شوم خلاص و ز حالم خبر نیابد کس
کشیدم از بغل آن جماعه یک خنجر / بقطع تار حیات گروه زشت سیر
ز مرد و زن همه گی بست یک نفر بودند / ز دست من همگی جام مرگ پیمودند
دلم ز کشتن ایشان گرفت اطمینان / میان خانهٔ خود آمدم بطرز نهان
در آن زمان بخدا عهد کردم از اخلاص / که گر مرا بدهد از فضیحت استخلاص
ز مال و دولت و اسباب هرچه داشته ام / بنذر قادر حاجت روا گذاشته ام
گذارم از عوض قتل هر نفر یک حج / قدم ز راه رضای خدا نمانم کج
ز غم بدیدهٔ من خواب شد حرام آنشب / فتاده بود تنم در بساط رنج و تعب
چو صبح غلغلهٔ قتل خلق بالا شد / میان مرد و زن این شور و شر هویدا شد
کسی نبرد گمانی ز هیچ سو بر من / نشد درین سخنان هیچ گفتگو بر من
ز اهل کوچه و قرب جوار شد پرسان / خدا نداد مرا در گمان و یاد کسان
ز لطف و عاطفت حق شدم بسی مشکور / دلم ز دغدغه ها گشت فارغ و مسرور

ولیک وسوسه بود از بکارتم در دل　　که نقص او کندم زود شرمسار و خجل
زبعد چند عموزادهٔ من از غربت　　رسید و از پدرم جست سوی من قربت
پدر رضا شد و در عقد وی کشید مرا　　هراس و خوف شد آن دم بدل پدید مرا
شب نکاح بخاطر رسید تدبیرم　　که تا وقوف نیابد کسی ز تقصیرم
کنیز داشتم از زیب و زینت و فر　　بجای خویش نشاندم به بستر شوهر
سحر بوقت نمودم کنیز را بیدار　　که رو بجای خود اکنون مراست نوبت کار
کنیز لذت آغوش را چو یافته بود　　ز راه راست بسوی کجی شتافته بود
بلند کرد صدای خود و بگفت این زن　　طمع نموده که گیرد کنار شوهر من
مرا وقوف بحال کنیز شد پیدا　　که عزم اوست که در خلق سازدم رسوا
چو پور عم مرا خواب برده بود آندم　　خموش گشتم و نگذاشتم به پیش قدم
که تا ز خواب نگردد پسر عم بیدار　　کنیز سر سخن را باو کند اظهار
بانتظار نشستم بگوشهٔ محزون　　که تا عمو پسر من شود ز خانه برون
بقرب خانهٔ ما بود جای چوب و زغال　　برفتم و بزدم آتشی در و فی الحال
فغان و شور بینداختم که خانه بسوخت　　میان هیزم و اسباب آتشی افروخت
کنیز مضطرب الحال سوی صحن دوید　　برای گل شدن او ز کوزه آب کشید
من آن زمان بعجالت رسیدمش نزدیک　　بزور و قوت خود کردمش بنار شریک
فگندمش بمیان شرار آتش تیز　　که بسته شد برخ او در نجات و گریز
چو او بسوخت بهر سوی شور و شر کردم　　زنان کوچه و بازار را خبر کردم
که آه و حسرت و اندوه آن کنیزم سوخت　　غم و فراق وی اندر درون دل افروخت
دران میانه ز حمام شوهرم برسید　　برون خانه ز احوال شور و شر پرسید
درون آمد و گفت اینچه شور و افغان ست　　بگفتمش که بآتش کنیز بریان ست

بگفت شکر که تو ایمنی ز صدمت نار　　اگر بمرد کنیزک غم کنیز مدار
رسیده اند کنیزان خوب و خوش صورت　　ز ملک چین و خطا با لطافت و زینت
بمحرم ز برای تو یک کنیز دگر　　مشو ز مردن او اینقدر ملال اثر
پس این کمینه و آن شوهر مبارک فال　　بهم نشاط نمودیم و عیش چندین سال
خدا بداد مرا چند نیک فرزندی　　خجسته منظر و دانشور و خردمندی
چو شوهرم ز قضا عازم بقا گردید　　ازین جهان فنا رفت و جا بخلد گزید
ز مال و دولت و اسباب هرچه بود مرا　　بمستحق و مساکین بدادم و فقرا
ز فیض و مرحمت و لطف قادر بیچون　　شمارهٔ حج من شد به بست و یک مقرون
باین کرت که روم بست و دو بخواهد شد　　ادای جملگی شرط او بخواهد شد
اگرچه معصیت من ز حد و عد بیش ست　　که از غم و الم آن مرا جگر ریش ست
هزار حج که گذارم هنوز کم باشد　　ز بحر معصیت من ز رفته نم باشد
ولی چو رحمت حق بی نهایتست و عظیم　　امید عفو همیدارم از جناب کریم
چو عفو اوست بعذر گنه بهانه طلب　　بود که عزم حجم را کند ز لطف سبب

مقالات نصایح آمیز زیبا

بذکر این مثلم بود مطلب ای ملاح　　که رخ متاب گهی از ره نجات و فلاح
بخاطر که بود اندکی شعور و تمیز　　نمیدهد عبث از دست خویش عمر عزیز
ز حال دختر آن خطیب پند بگیر　　ز یک خطا چه قدر برد رنجهای کثیر
خدا برحمت خویش کرده خلق عباد　　برای آنکه عبادت کنند بهر معاد
و ما خلقت برو خوان تو از کتاب مجید　　که خلق انس و جن از بهر یعبدون گردید
چو عمر دهر ندارد ثبات و هست دمی　　چرا برای حیات ابد خرم غمی

مکن به پوشش گنه جامهٔ وجود پلید
که بخلاف بود لطفِ کردگار شدید

ببین که آدم و حوا بدانهٔ گندم
شدند از وطنِ جاودانِ جنت گم

نگه بجانبِ شیطان که در زمین و سما
ز سجده های کثیرش نبود خالی جا

باوستادیِ جمعِ ملک مسمیٰ بود
علوم جمله چو آئینه اش هویدا بود

بامرِ سجدهٔ آدم ز حق چو سر پیچید
رجیمِ رحمتِ او گشت هم لعین و مرید

فرشتگان چو ندارند نفس و شوق و هوا
چو گشت زان همگی از دو تن ظهورِ جفا

ز موی سر بچهٔ بابل اند آویزان
رود بر بینیٔ ایشان دخانِ جمله جهان

بدین عذاب الیم اند مبتلا دایم
شوند رسته چو روزِ جزا شود قایم

از انچه نهی بود احتیاط باید کرد
هراس و خوف بسی از عذاب باید کرد

زمینِ این سخنانِ حمیدهٔ زیبا
بشد بخاطرِ ملاح هیبتی پیدا

چو قلبِ قاسیه اش زین کلام زخمی یافت
از ان اراده که بودش عنانِ دل بر تافت

موادِ صبر بکاشانهٔ ضمیر اندوخت
لباسِ چاکِ دل از سوزنِ صبوری دوخت

بخامشی گذرانید روز را تا شب
نهاد مهرِ سکوت و ثبات را بر لب

بازبیتاب گردیدن ملاح

چو رفت کشتیٔ خورشید در محیطِ غروب
نهنگِ شهوتِ ملاح باز کرد آشوب

ز سوز و شورِ دل آغازِ ریزه خوانی کرد
به نرم و گرم دگر باز نکته رانی کرد

که ای سفینه کشِ بحرِ دانش و فرهنگ
بنفسِ خویش نمودم بسی ستیزه و جنگ

ولیک عشقِ تو طوفانِ موج خیزِ بلاست
ازین بلای تو بر من رهِ گریز کجاست

هزار بندِ صبوری بدل کنم ترکیب
شود ز صدمهٔ سیلابِ عشقِ تو تخریب

ازین طلاطمِ دریای عشق جان نبرم
وگر برم به وفاداریت گمان نبرم

ز بند سلسله می نهی بپای دلم
چراغ وعظ گذاری بشاهِ راهِ دلم

شود گسسته بسوهانِ عشق آن زنجیر
بباد فتنه و غم گل شود چراغ منیر

بلب رسیده ز اندوه جانِ من اکنون
ز اضطراب بود حالِ من خراب و زبون

دگر بکورهٔ آتش مرا چنین مگذار
ترحمی کن و گردان ز وصل برخوردار

جواب از طرفِ زیبا

جواب داد دلبرِ خجسته کلام
که لافِ عشق زنی و کنی بفسق قیام

مقامِ عشق بود در جهان ز بهر چه بلند
بکاخِ وی نتواند رسید هیچ کمند

کسیکه یافت ز انوارِ عشق یک نوری
ز ستمگاریٔ جاوید برد منشوری

بهر دلی که فروزد ز شمعِ عشق فروغ
ز حجرهٔ دلِ او شود ظلام دروغ

تو میکنی بغلط نامِ عشق را رسوا
ز عشق کی شود آثارِ معصیت پیدا

باصلِ خویش بود عشق پاک و عاشق پاک
ز عشق هر که نشد پاک او بود بیباک

هر آنکه عاشقِ پاکست کی کند عصیان
ز فیضِ عشق رسد بر مدارجِ عرفان

ز عشق میرسد انسان بارفعِ درجات
بود محبتِ صادق چراغِ راهِ نجات

بکارِ عشق هر آن کس که راست کردار است
بصدقِ دل ز امورِ فساد بیزار است

وگر بحیله کند نامِ عاشقی را پیش
تو عاشقش نه بدان هست فاسقِ بدکیش

مکن بکذب و خطا عشق را بخود بدنام
که نیستی تو ز عشاقِ راستی فرجام

تراست عشقِ مجازی که بوده فسق آمیز
مرا نبوده دگر با تو طرزِ جنگ و ستیز

برای رفعِ غبارِ ملالِ راهِ سفر
کنم مباحثه ها با تو ای نکو اختر

وگرنه مرغِ دلم صیدِ دامِ الفتِ تست
ضمیرِ صدق نظیرم پر از محبتِ تست

مخور غم و دو سه روزِ دگر شکیب نمای
که تا بخیر و سلامت نهم بساحل پای

ز انتظار رهانم ترا بصحبت خویش
چشانمت ثمر نخل باغ عشرت خویش

اظهار و گفتار ملاح

ازین فصاحت او شد سفینه کش حیران
بگفت ای چمن آرای باغ حسن و بیان

مرا دگر بسخنهای مکر و فن مفریب
که از وصال تو نبود مرا مجال شکیب

تراست همچو جمال تو دانش بسیار
من از فسانه طرازی تو شدم بیزار

بهانه سازی و مکر تو شد مرا معلوم
بیا درین سخن از من بگیر درس علوم

که من بمکر زن از اوستاد دانشمند
بدرسگاه خرد خوانده ام کتابی چند

تو کز فریب بدل آنچه بستهٔ تدبیر
نشش بخوانده و هم محو کرده ام ز ضمیر

خیال تست که امروز را کنم فردا
چو شد صباح نمایم دگر هنر پیدا

مرا بوعدهٔ ساحل همی کنی خورسند
که بگذرد بفریب و بهانه روزی چند

تو بستهٔ ز فراست تصوری بضمیر تذویر
که چون رسیم بساحل کنی دگر تدبیر

دران زمان بدگر گونه آوری نیرنگ
که بی گرفتن کامم رها شوی از چنگ

وگر بود به گل وعدهٔ تو بوی وفا
چه فرق بوده بمابین امروز و فردا

صباح را چه زیادت رسیده بر امروز
که تو ز عم خودت بشماریش فیروز

کسیکه داشته باشد بدل شعور و وقوف
چرا کند به بیگاه کار این زمان موقوف

تو کن تصور امروز را چو روز صباح
بیا بوعدهٔ خود کن شروع و استفتاح

نگر مراست یقین کز بهانهٔ فردا
هزار رنگ و فریب دگر کنی پیدا

نمی خورم من بیدل دگر فریب ترا
نمیکشم پس ازین ناز حسن و زیب ترا

اگر بنرمی و خوبی دهی مراد مرا
ز خویش رفع کنی فتنه و فساد مرا

وگرنه قوت بازوی من سلامت باد
بزور و قوت خود از تو میستانم داد

مرا از اهل خرد نکته رسیده بگوش
که گر نشد برضا کار تو بزور بکوش

گره بناخن اگر وا شود زهی احسان
وگر نشد بگشایش بقوت دندان

بدست اگر نتوان چید میوه را ز درخت
بسنگ بایدش افگند از فراز درخت

رساله ایست بنزد من از فریب زنان
که از مطالعهٔ او مرا شدست عیان

که زن بمکر و دغا اوستاد ابلیس ست
کلام و پیشهٔ او جمله غدر و تلبیس ست

من از فریب و طلسمات زن چو آگاهم
همیشه از حیل زن پناه همی خواهم

ازان زمان که از مکر سه زن پرکار
وقوف یافته ام گشته ام ز زن بیزار

بسمع من چو رسیدست آن حدیث دگر
بقول و وعدهٔ نسوان نمیکنم باور

چو این سخن بزبان ملاح پیدا شد
پی شنیدن آن پرسشی ز زیبا شد

که از حکایت سه زن مرا خبر گردان
باستماع وی ام شاد و بهره ور گردان

حکایت زنان قاضی و محتسب (پاسبان) و شحنه (کوتوال)

سفینه بان (کشتیبان) بنمود از طریق عیاری (زبان)
چنین به بحر بیان زورق بیان جاری

که در زمان سلف (پیش) سه زنان پرنیرنگ
که بود هر سه بدریای شیطنت چو نهنگ

بملک مکر و فسون هر یکی جداگانه
نواختی بدر خویش کوس (نقاره) شاهانه

بفن (هنر) خدعه (مکر) و تذویر هر یکی موصوف
میان کوچه و بازار نام شان معروف

زنان شهر ز کید و فسون شان عاجز
باوستادی شیطان شده همه فایز

کتاب حیله وری هر کدام را در بر
کشیده چادر تذویر هر یکی بر سر

یکی به عقد نکاح جناب قاضی بود
که شوهر از حرکاتش همیشه راضی بود

دگر چو سرمه بچشمان محتسب جا داشت
که بهر خویش نظر خویش کور می پنداشت

سوم بمسند آغوش شحنه (کوتوال) بود قرین
که مهر او بدلش کرده جا چو نقش نگین

همین سه تن شده یک روز متفق بحمام ‌ ‌ ‌ که داشتند بهم دیگر اتحاد تمام
زدند هر همه لنگ موانست به کمر ‌ ‌ ‌ شدند داخل حوض وفاق یکدیگر
بگرم خانهٔ اخلاص جای بگزیدند ‌ ‌ ‌ ز طاس شوق بسر آب مهر پاشیدند
ز سنگ و کیسهٔ الفت غبار و لوث قلوب ‌ ‌ ‌ بهم زدوده و کردند از بدن جاروب
بسان شانه و کیسه شدند وصل و قریب ‌ ‌ ‌ نموده عقد موالات را نکو ترتیب
بروی و تن همه صابون و عطر مالیدند ‌ ‌ ‌ ز عیش و فرحت و ناز و نشاط بالیدند
ز چرک و چون همه اندام شست و شو کردند ‌ ‌ ‌ بسوی خانه ز حمام جمله روی کردند
بجامه کن که رسیدند خاتمی دیدند ‌ ‌ ‌ پی گرفتن او هر سه دست یازیدند
چو داشت قیمت وافر نگین انگشتر ‌ ‌ ‌ باخذ وی شده پیدا نفاق یکدیگر
یکی بسوی خود و آن دگر بجانب خویش ‌ ‌ ‌ همی کشیدش و آخر خصومت آمد پیش
برین کشاکش و بحث و جدال آن سه زن ‌ ‌ ‌ وقوف یافت در انجا عجوزهٔ پرفن
که بود مادر حمامی و کهن ساله ‌ ‌ ‌ ربوده گوی دغا از زنان محتاله
رسید پیش و بپرسید کاین جدال پی چیست ‌ ‌ ‌ برفع فتنه مرا فکر بس رسا و قوی ست
ز حال جوهر و خاتم که باخبر گردید ‌ ‌ ‌ پی تصرف آن کرد این چنین تمهید
که گفت ای بجهان حسن و زینت و فر ‌ ‌ ‌ خجل ز پرتو روی شماست شمس و قمر
اگرچه من میان شما زن پیرم ‌ ‌ ‌ ولیک شهره بانصاف و عقل و تدبیرم
زنان شهر چو در عقدهٔ فرامانند ‌ ‌ ‌ پی گشایش هر مشکلی مرا خوانند
دیانتم بهمه مردمان بود روشن ‌ ‌ ‌ ز بهر حفظ و امانت کنند تکیه بمن
بباید اینکه به تدبیر و رای من این جا ‌ ‌ ‌ عمل کنید که این فتنه سر نهد بخفا
صلاح من بود اینگونه از شعور و خرد ‌ ‌ ‌ که هر یکی ز شما چون میان خانه رود
بکار شوهر خود خدعه کند تمهید ‌ ‌ ‌ که تا بدانم ازین جمله کیست مزید

بود بطور امانت بنزد من خاتم ‌ ‌ ‌ دهم بانکه برآید بفن خویش اتم
کسیکه در چمن مکر دستهٔ رنگین ‌ ‌ ‌ ببست از گل تذویر آن اوست نگین
چو آن عجوزه رها کرد تیر این تدبیر ‌ ‌ ‌ خدنگ او به نشان مراد شد جاگیر
ازان میانه شد انگشتری بدو تسلیم ‌ ‌ ‌ عجوزه یافت تصرف بدخل یک اقلیم
زنان شحنه و قاضی و محتسب باهم ‌ ‌ ‌ نشسته مشوره کردند با دل بیم
که تا چگونه فریبند شوهر خود را ‌ ‌ ‌ دهند جلوه در آفاق جوهر خود را
ازان میان زن قاضی سخن نوشت بنام ‌ ‌ ‌ که من نخست درین کار میکنم اقدام
چو انعقاد شد آن مصلحت بدین قانون ‌ ‌ ‌ بسوی خانه برفتند از حمام برون

تذویر انگیختن زن قاضی باشوهر

همینکه زوجهٔ قاضی بخانه کرد ورود ‌ ‌ ‌ کتاب مکر و دغا را به پیش رو بگشود
دمی بمسند دار القضای فکر نشست ‌ ‌ ‌ سرای محکمهٔ دل بروی غیر ببست
پی مطالعهٔ باب خدعه و تذویر ‌ ‌ ‌ بدیده و نظر غور کرد جهد کثیر
بعاقبت ز کتب خانهٔ ضمیر پلید ‌ ‌ ‌ بسی مسایل شتی بنفس زشت کشید
بداد مفتی رایش بوی چنین فتوی ‌ ‌ ‌ که کرد مسئلهٔ مکر خویش را امضی
بقرب خانهٔ او بود مرد نجاری ‌ ‌ ‌ بکسب و پیشه رندی و عشق عیاری
ز مدتی دل او در هوای آن شیرین ‌ ‌ ‌ همیشه بود چو فرهاد خستهٔ خونین
بنوک اسکنهٔ عشق آن پری رخسار ‌ ‌ ‌ شده شگفته انوار سینهٔ نجار
بسان اره ازین غصه در کشاکش بود ‌ ‌ ‌ مدام نعل دلش در میان آتش بود
بتیشهٔ غم و اندوه خاطرش صد چاک ‌ ‌ ‌ بتن کشیده ز سوهان عشق کرد هلاک
برندهٔ المش لوح دل خراشیدی ‌ ‌ ‌ جگر بناخن اشواق میتراشیدی

بسانِ پنجره در راهِ انتظارِ وصال   گشاده بود دو چشم از پی لقای جمال
ولی بکسی مقصود می نیافت مقام   ز وصلِ صحبتِ او مانده بی حصولِ مرام
وقوف داشت زنِ قاضی از تمنایش   که از تعلقِ من رفته خار در پایش
شگاف گشته وجودش ز برمهٔ عشقم   بچشمِ خویش کشیده ست سرمهٔ عشقم
شکسته از تبرِ الفتم درختِ دلش   ببایدم که کنم التیام لختِ دلش
بخانه بود مرا و را کنیز با اخلاص   اشاره کرد که پیش آمدش بخلوتِ خاص
بگفتش ای که وجودت بناز پروردم   توئی انیس بایامِ محنت و دردم
مراست با تو رجوعِ مهمِ پنهانی   که زو خبر نشود جز تو هیچ انسانی
کنیز گفت بفرمای کز وفاداری   کنم بکارِ تو از جان و دل مددگاری
ز سرِ حالِ دلِ خویش کن خبردارم   که شرطِ بندگی و چاکری بجا آرم
بگفت خدمتم این ست ای صداقت خوی   که رو بخانهٔ نجار و این پیامش گوی
که سالهاست که در عشقِ من پریشانی   بجمرِ غمِ من چون سپند سوزانی
من از طریقِ ستم با تو صد جفا کردم   گهی ز مهر نه دردِ ترا دوا کردم
کنون ز کردهٔ خود یافتم پشیمانی   منم ترا پس از امروز مونسِ جانی
بیا بگیر مرادِ دلِ خود از تنِ من   که عاقبت نشود خونِ تو بگردنِ من
ولی حصولِ مرادِ من و تو دشوارست   چرا که شوهرِ من بس غیور و هشیارست
مگر گذشته مرا در دلست تدبیری   که در وی از تو نیاید ظهورِ تاخیری
بزن ز خانهٔ خود نقب تا بخانهٔ من   که از من و تو درو باشد آمدن و رفتن
چو نقب ساخته گردد مدام بی وسواس   کنیم بوس و کنار و وصال و استیناس
کنیز رفت خرامان بمنزلِ نجار   نمود یک بیک این مژده را بوی اظهار
چو گل ز بادِ بهاری شگفته شد دلِ او   گرفت صحت نو جانِ زارِ بسملِ او

ز بس نشاط کله گوشه در هوا انداخت   کنیز را درمِ چند زیرِ پا انداخت
هزار درهمِ دیگر بصیغهٔ انعام   نهاد در کفِ آن قاصدِ خجسته پیام
درودگر چو ز فولاد داشت اسکنهٔ   بسوی خانهٔ قاضی کشید روزنهٔ
بچند روز که شد کارِ نقبِ او انجام   برفت زوجهٔ قاضی دران و پیش بسلام
پس از زمانِ کثیری حصولِ مقدمِ یار   چگویمت که چه فرحت رسید بر نجار
سرِ نیاز بپایش نهاد و گفت از شوق   بنه بدیدهٔ من پا کز و بگیرم ذوق
نثار باد دل و جانِ من بمقدمِ تو   که جانِ مردهٔ من زنده گشت از دمِ تو
خوش آمدی قدمت باد بر دو چشمانم   شد از قدومِ تو پر عیش بیتِ احزانم
خوش آمدی که فدای تو خانمانم باد   نثارِ هر قدمت جمله مال و جانم باد
خوش آمدی که ز بادِ بهار پرورِ تو   شگفت غنچهٔ امیدوارِ چاکرِ تو
خوش آمدی که ز بوی دو گیسوی مشکین   سوادِ کلبهٔ این بنده گشت عطرآگین
خوش آمدی که براهِ تو انتظارم بود   بپای دل ز فراقت خلیده خارم بود
خوش آمدی که دلم روشن از جمالِ تو شد   بکف کلیدِ درِ دولتِ وصالِ تو شد
ز پای خود سرِ نجار را روان برداشت   بمزرعِ دلِ او تخمِ مهر و الفت کاشت
پس از لوازمِ اظهارِ شوق و ناز و نیاز   که داشتند بهم هر دو از زمانِ دراز
زن از شرایطِ تدبیرِ خویش چند هنر   بآن درودگر آموخت کی نکو اختر
کنون همیروم و میرسم بوقتِ صباح   تو رفته قاضی ما را بیار بهرِ نکاح
چو قاضیِ سحر از خانهٔ افق برخاست   بمهرِ نورِ مجلای چرخ را بنواخت
بسر دو صد گزه عمامهٔ تجلی بست   بسانِ شیخ بسجادهٔ ضیا بنشست
برون برآمده قاضی و رفت با کوشش   ز خانه جانبِ دار القضای اخذ و کشش
بحسبِ وعده زن آمد بخانهٔ نجار   که رو تو شوی مرا از پی نکاح بیار

چو او بدار القضا وا رسید کرد سلام
بیافت قاضی ازو بوی انتفاع تمام

نمود در سلامش بطرز مهر و نشاط
اشاره کرد که بنشین بیا بصدر بساط

بنوشش قهوه بخش چند دود از غلیان
که از تو نیست مرا کس عزیزتر مهمان

بگفت نیست مرا فرصت ایها القاضی
که نامزد شده ام در زمانهٔ ماضی

کنون که مشتری و مه بهم قران دارند
کواکب از اثر فرخی نشان دارند

دل از نحوست طالع چو گشت اطمینان
مرا ز حضرت قاضی ست التماس چنان

که از مروت و احسان و حق قرب و جوار
کنند بنده نوازی بجای خدمت گار

چو عقد نامزد بنده نیک بسته شود
دل از کشاکش و تشویش و غصه رسته شود

به نذر خدمت قاضی هر آنچه داشته ام
بدانکه هر همه را پیش او گذاشته ام

بگوش قاضی ما چون نوید عقد رسید
ازین نسیم طمع غنچهٔ دلش خندید

عصا بدست گرفت و عمامه بر سر کرد
کتاب خطبه و تنکیح را ته بر کرد

دوات و خامه و تسبیح و شانه و مسواک
بدست خادم خود داد و شد روان چالاک

چو او بخانهٔ نجار رفت دید آنجا
زنی نشسته برنگ خوش و قد زیبا

که در رخ و خط و خال و لباس و قامت او
نبود فرق ازو تا زن خودش یک مو

ازین مشابهت افتاد در دلش تشویش
نشسته فکر کنان پنجه زد چو شانه بریش

که کس ندیده بیک رنگ و رو دو انسان را
ولیک قدرت دست حی سبحان را

دوم کرت که بزن دید باز حیران شد
دلش چو طرهٔ دستار او پریشان شد

دو دست بر دو چشمان و دیده را مالید
که ظلمتی شده باشد مگر بدیده پدید

ولی چو حیرت بسیار یافت ز دل خویش
برفع شبهه روان گشت سوی منزل خویش

بعرض حضرت قاضی رساند آن نجار
که وقت میگذرد بنده را مده آزار

اگرچه شوخی من از طریق بی ادبی ست
بکار خیر ندانم که معطلی از چیست

بگفت نام کتابی ست افلح المفتاح
نوشته است درو جملهٔ ادعیات نکاح

که چون به خطبه شود خوانده در زن و شوهر
شود محبت و شوق و خلوص افزون تر

شده بخانه فراموشم ای سعادت کیش
همی روم که بیارم کتاب را با خویش

چو خانه رفت زنش رفته بود سابق تر
فتاده از پئی قیلوله خواب در بستر

بخویش گفت که هیهات اینچه بدظنی ست
گمان بد بحق کس طریق بی دینی ست

زنش ز خواب بجه دید بر دگر پهلو
کنیز را ز سر قهر گفت کای زبو

نگفتمت که کسی را باینطرف مگذار
که یک دقیقه نمایم بخواب استقرار

شنید قاضی و گفتش که خواب کن بهوس
مظنه داشتم و رفع شد برفتم پس

مرا ببخش تو ای دلربای جانانه
زنش بگفت مگر گشتهٔ تو دیوانه

چو جمع شد دل قاضی ز خانه پس گردید
ازان گمان بد و زغم و زشت توبه کشید

چو او بخانهٔ نجار باز شد لاحق
نشسته بود زن آنجا بهیبت سابق

چو خوب دید همان آش بود در کاسه
بشک فتاد و شد او را مزید تلواسه

چو خامه برد سر اندر دوات حیرانی
نوشت در دل خود محضر پریشانی

که یا رب این چه عجب حالتی مرا رو داد
چه طرفه عقدهٔ لاحل بخاطرم افتاد

اگر نه عقد کنم نقد میرود از دست
وگر بعقد کنم شغل خوف دیگر هست

بدام خوف و رجا گشت مبتلا قاضی
بحل مسئله وا ماند در بلا قاضی

چنین تامل وافر ازو که ناکح دید
هزار درهمش اندر حضور پیش کشید

بگفت ایکه توئی صدر بزم اهل علوم
پر اضطراب درین کار میشوی معلوم

دو دل مباش و بگیر این هزار درهم را
مکن مسامحه و زود رفع کن غم را

اگرچه از حق قرب و جوار لازم بود
که آن جناب ز من این طمع نمی فرمود

ولی چو حضرت قاضی مساهلت دارد
مرا یقین شده کز بهر مالیت دارد

زروی لطف بآغاز لطف کن تعجیل — که وقت سعد ز کف میرود بدین تعطیل
چو چشم حضرت قاضی بآن نقود افتاد — زبس نشاط غم زوجه اش برفت از یاد
بگفت نیست مرا میل و شوق درهم و سیم — مراست همت عالی نصیب و طبع کریم
ولی چو مال حلال ست و نیست شبهه درو — قبول اوست برای شگون کیسه نکو
شروع خطبه نمود و بگفت بسم الله — به ثلث خطبه که آمد بزن نمود نکاح
بخال کنج لب او رسید یک نظرش — زشوق دود بر آمد ز سینه و جگرش
که سالهاست ازین خال لب بعشق ضمیر — چشیده ام شکر و قند و شهدهای کثیر
زبان زخطبه کشید و نمود خاموشی — بجیب فکر فرو برد سر ز مدهوشی
حلاوت درم اندر مذاق او شد تلخ — رسید غرهٔ ماه سرور او بر سلخ
صدا نمود برو ناکح و به مکر گریست — که از برای خدا باز این سکوت از چیست
اگر بخاطر قاضی ست خواهش دیگر — بیا بدم کند از مقصد ضمیر خبر
وگرنه این همه تعویق و اضطراب چراست — مزاج اشرف قاضی چنین خراب چراست
بخنده گفت باو قاضی خجسته مقال — که نیست در دل من آنچه کرده تو خیال
ولی تأمل (فکر و معطلی من) من از برای خیر شماست — چرا که ذات بشر مشتمل بسهو و خطاست
چو ما بنایی انبیا و مسند شان — مقریم و مسمّی به وارث ایشان
اگر تأمل وافر بکارها نکنیم — فقد مغالطه ماخوذ (گردن بسته) آخرت گردیم
ازین جهت بنکاح تو می کنم تأخیر — که تا وقوع نیاید درو ز من تقصیر
مباد سهو و خطا در شرایط تنکیح — ظهور گردد و ناید ادا بطرز فصیح
تو هم صبور شو و این چنین شتاب مکن — بکار خویش مرا مانع اضطراب مکن
امور شرع چو بینی باحتیاط بود — مرا بفکر و تأمل ازان مناط بود
تو کار عقد مدان ای پسر که آسان ست — دلم ز لغزش سهو و خطا هراسان ست

بدین شتاب تو آمد مرا مثل الضمیر — بگیر گوش که پیش تو سازمش تقریر

بر سبیل تمثیل

بکوه دشت سکونت همیشه چوپانی — گذر نکرده بشهر و دیار چندانی
برفت جانب صحرا بشغل خود روزی — دلش گرفت ز آثار تشنگی سوزی
گذاشت رمه و بنمود سوی شهر شتاب — که تا به مشک خود آرد برای خوردن آب
گذر فتاد مر او را بیک لب جوئی — که بود مکتب و در وی عجب هیاهوئی
بزیر سایهٔ بیدی معلمی به بساط — نشسته است بصد عزت و سرور و نشاط
به پیش او بادب ایستاده شاگردان — چو پادشاه جهان حکم او بجمله روان
لباس فاخره هر کودکی به سر دارد — قدی چو سرو سهی چهره چون قمر دارد
کتاب ها بکف دست و در سبق خوانی — همی کنند چو بلبل همه خوش الحانی
شبان که عزت و آسایش معلم دید — دلش گرفت بدان پیشه اشتیاق مزید
زکار و کسب شبانی خویش نادم شد — زجو گذشته و نزدیک آن معلم شد
بگفت خاطر من سرد شد ز چوپانی — مرا ازین هنر آموز آنچه میدانی
نظر چو کرد معلم که شخص مجهول ست — ز کوه و دشت رسیدست و مردک غول ست
بخواست پارچهٔ کاغذ و بکف برداشت — بخط خود الف و با و تا بنگاشت
بدست دادش و گفتش بخوان الف با تا — مفصل — شبان بگفت که ای کان علم و جود و عطا
چرا نمیدهیم زان کتابهای کلان — که خوانم آن همه را از حضور تو یک آن
معلمش بمدارا بگفت ای چوپان — تویی بعلم و سبق از گروه مبتدیان
همیشه مبتدیان این نوشته را خوانند — که تا برتبه و تدریج زان کتب دانند
شبان بگفت که ای اوستاد نیک نهاد — مرا بده همین دم ازین علوم بیاد

نبوده است مرا فرصتی زیاده بران   که رمه ام بچراگاه مانده بی سامان
ازین کلام شبان حاضران بخندیدند   وزان مکان صفادور پیش پسندیدند
فتاده در عقبش کودکان بچوب و بسنگ   شبان گریخته وشد بجوهٔ تیز آهنگ
توای درودگر آسان مدان که کار نکاح   چنان نبوده که یابد بیک دقیقه فلاح
دگر مرا نبود چو تو شغل یک پیشه   هزار گونه بدل هست فکر و اندیشه
یکی ز محتشمان کرده فوت چندی بیش   که چل نفر بودش وارثان دولت بیش
بضرب و قسمت او بوده خاطرم مشغوف   ز خطبه گشت فراموش بنده چند حروف
همین سخن زد و بار دگر ز جا برخاست   فکند غلغله ناکح که باز عزم کجاست
بگفت گشته مرا شبه در وضو پیدا   روم بخانه که تجدید او کنم آنجا
بنجار گفت همین جا وضو بباید کرد   خدای را که دگر گفتگو نشاید کرد
بگفت حضرت قاضی که من بهر آبی   بجا وضو کنم ارچه بود ز دریا بی
بخانه آب مطهر نگاه داشته ام   که خاص بهر طهارت فرو گذاشته ام
همیروم که بآن آب پاک بی شبهه   وضو کنم بنهم سر بخاک بی شبهه
چو رفت قاضی و آمد درون خانهٔ خویش   نهاده بود زن او کتاب را در پیش
چو دید سوی زن خویش گفت استغفار   چه ظن زشت نمودم بحال این دلدار
زنش نگاه تعجب بوی نمود که چیست   جناب قاضیم امروز سخت سودائیست
ترا چه بوده که هر دم بهیئت مجنون   گهی بخانه در آئی و گه روی بیرون
مگر شدست ظهوری خلل ترا بدماغ   دل تو یافته از پرتو تمیز فراغ
گمان کنم که گرفتار رنج سرسامی   چو مرغ سوخته سر مبتلای آلامی
برو بجوز طبیبان علاج غمخواری   که تا بخانه نیفتی به درد و بیماری
چرا که نیست مرا آن فراغتی حاصل   که در تدارک رنجوریت شوم شاغل

بعرض زن برساند قاضی هشیار   که ای عفیفهٔ دوران و مونس و غمخوار
مرا بحق تو اندیشهٔ گمان و بدی   گذشته بود بدل از کمال بیخبری
ازان گمان بدم توبه است و استغفار   تو هم ببخش مرا ای انیس نیک شعار
بگفت زن که کسی بوده بدتر خلقان   که ظن بد ببرد در حق مسلمانان
نظر بسوی چنین کس کفارتی دارد   وگرنه لشکر این فتنه غارتی دارد
کشید از بغل خویش زن دو سه دینار   بداد در کف زیرا که تا کند ایثار
جناب قاضی ما بر دو دست خویش بجیب   برون نمود ازان جیب خویش دانهٔ سیب
دو نیمه گردش و یک نیمه را بداد بزن   بگفت گوش کن ای نازنین سیب ذقن
بسی ست خاصیت این سیب زهر و اضاع   بمرد و زن بدهد لذتی بحین جماع
منی زیاده کند باه را برانگیزد   اگرچه پیر بود زود آتشش خیزد
مرا چو هست بدل شوق رفتن حمام   بگیر سیب که امشب رسیم هر دو بکام
چو نیم سیب بزن داد رفت سوی نجار   نشسته بود زن او بجای خویش قرار
همان مناصفهٔ سیب را بدستش دید   گمان و حیرت قاضی زیاده تر گردید
ولی ز خوف و نزاع نجار گشت خموش   درودگر شده دلتنگ باز کرد خروش
که ای جناب ندانم که چیست مقصد تو   چه مدعاست بهر دم ز رفت و آمد تو
اگر ببستن عقدم تراست دردسری   روم بمدرسه تا آورم کسی دگری
وگر غرض ز دکان داریست و نقد کثیر   بهیچ رنگ دران هم نمیرود تقصیر
بران هزار بیفزود با نصد دیگر   که یافت خاطر قاضی سرور افزون تر
نشست بر سر زانو و گفت با دل شاد   که عقد می کنم اکنون هر آنچه بادا باد
بخطبه کرد شروع و آعوذ با بسمله خواند   همینکه ادعیه را در میان نصف رساند
درین میانه بیفتاد سوی زن نظرش   بچشم خورد ز پیرایه تیکهٔ گهرش

که از جواهری آنرا به پانصد دینار	خریده بود بجهدِ تمام در بازار
گمانِ او به یقین شد مبدل و در حال	بفسخِ عقد دگر باره مهر زد بمقال
بگفت با دلِ خود کاینچه حالتست مرا	هزار وسوسه و صد بلالتست مرا
کدام لقمهٔ با شبهه ام شدست نصیب	که میرسد بدلم این چنین خیالِ غریب
فغان و ولوله بر داشت باز آن نجار	که از برای خدا دیگرم مده آزار
نگاهِ شوخِ تو هر دم بسوی زن از چیست	بهانه ساختن و فسخِ عقدِ من از چیست
اگر چنانچه بدیدی زمینِ قابل را	پیِ گرفتنِ او خوش نمودهٔ دل را
خیالِ تست که در وی ز تخمِ خود پاشی	بدیگ و کاسهٔ همسایگانِ خود شاشی
بگوی حالِ دلت تا کنم چنان تدبیر	دهم طلاقش و انگه تو بهرِ خویش بگیر
زنانِ خوب درین شهر بس انکسان و ارزند	خبر دهیم که بهرِ تو جمله بگذارند
چو این مجادله قاضی بدید از نجار	ز مهرِ بستنِ عقدِ نکاح شد لاچار
بدل بگفت که نجار شخص ناخوانست	بلفظ و معنی ارکان و عقد نادانست
بجای خطبه بخوانم حروفِ مهمل را	بگوشِ او برسانم شروطِ مجمل را
اگر زن از من و در عقد قیل و قال بود	ز مهرِ من زنِ من همچنان حلال بود
چنان بخطبه زبان را کشاد آن پرکار	که تُلْتَلُو مَرُوْ وآیقَلُوْ حمیده شعار
حجر و غار و قناطیس و فول و سنقاری	غراب و ساب و حماری فرانطس داری
بکه در وی بناکح که گو مراست قبول	ازین مقالهٔ او شد دلِ نجار ملول
درودگر که مکرر به مجلسِ تنکیح	شنیده بود ز افضال خطبه های فصیح
بگفت صیغهٔ این خطبه قسمِ اعلی نیست	ز خطبه های عوام ست لایقِ ما نیست
منت وجوهِ نکاحانه داده ام بسیار	چنانچه پنج صد افزود کرده ام بهزار
نبوده ارزشِ این خطبهٔ تو چندان چیز	بخوان ز خطبهٔ مردانِ با وقار و تمیز

به بند عقد مرا همچو عقدِ اهلِ کبار	وگرنه نقدِ مرا باز پس بمن بسپار
اگر به بیست دراهم همیشوی راضی	دهم باجرتِ این خطبهٔ تو ای قاضی
زیاده تر نبود قیمتِ چنین خطبه	بخوان بعقدِ من ایدوست بهترین خطبه
بگفت خطبهٔ بهتر ازین ندارم یاد	نمیسزد که تو با من کنی مقال زیاد
بعقدِ محتشمان خطبه خوانده ام این است	که یادگارِ من از عالمانِ پیشین ست
بگفت مردکِ نجار کای حمیده سیر	مدان تو بیخبر این بنده را ز علم و هنر
اگرچه علمِ تو بیش ست و عزتت بسیار	مراست هم ز فضیلت بفرقِ سر دستار
بگفت علمِ ترا از کجا بدانم من	نهالِ فضلِ ترا چون بدل نشانم من
جواب داد که از قصهٔ بدیعِ جمال	وقوف دارم و سیف الملوک را بکمال
براهِ مسجدِ خود صبح و شام مے گذرم	چه شد بدیده اگر سوی او نمے نگرم
چو زنده بود در ایامِ خود ملا نعمت	بمکتبش پدرم رفته بود چند کرت
بطرزِ مسخره قاضی بدو نمود مقال	کزین زیاده نبوده کسی بعلم و کمال
چو حد و مرتبهٔ تو نبود معلومم	قصور اگر شده باشد بدار معذورم
چو قاضیش بظرافت نمود وصفِ مزید	ازین تمسخر قاضی بخویشتن بالید
جنابِ قاضی ازین گفتگو که یافت فلاح	برای عقد دگر باره کرد استفتاح
فتاد گوشهٔ چشمش بسوی نیمهٔ سیب	که بود در کفِ زن و ز دلش برفت شکیب
ازو طلب بنمود و بداد در دستش	به نیم سیب که با خویش داشت پیوستش
بدید خوب که در هر دو نیمه فرق نبود	ازین معامله تشویشِ خاطرش افزود
نماند طاقتِ نجار و باز کرد شغف	که قاضیا ز تو شد روزگارِ بنده تلف
چه حقه بازی و منصوبه سازیست از تو	بهانه جوئی و اطفال بازیست از تو
اگر بعقد نمودن ترا نبوده خیال	بگوی تا که بیارم دگر ملا در حال

بگفت قاضی ازین چیزها مراست ابدل — که فرط مهر میان شما شود حاصل
همین سخن بزد و سوی خانه شد راهی — که تا حال زن خویش یابد آگاہی
قدم نهاد چو قاضی و عزم رفتن کرد — بجانبش نظرے آن حریف پرفن کرد
بزشت گوئی نجار زن کشید زبان — که ای بلند نشین بساط نامردان
مرا ز بهر چه آوردهٔ درین خانه — زمام عقد مرا دادهٔ بہ دیوانه
گذشت روز و نشد عقد نامبارک من — فتاد خاک فضیحت بفرق و تارک من
بدام همچو تو نجار خرس بند شدم — که پیش جمله زن و مرد ریشخند شدم
برای مضحکه آوردهٔ مرا این جا — بدست فتنه گرے دادهٔ که عقد نما
اگرچه کرده ببر جبهٔ فضیلت را — ولیک پیشه نمودست مکر و حیلت را
کسے ندیده چو او فاضل بلا برکات — ظهور میشود ازوی چه ناخلف حرکات
گمان کنم که بچشم وی آب مروارید — فتاده است که در فکر اوست نقص مزید
نگشت ملتفت حرف آن دو کس قاضی — رسید پیش در خود بیک نفس قاضی
زنش بخانهٔ خود بود چون بسویش دید — ز بدگمانی خود باز چند توبه کشید
زن از فریب بوی گفت چیست احوالت — مرا گرفت غم اختلال و خجالت
مباد چشم ترا بوده آب مروارید — ازین سخن دل قاضی شراب خوف چشید
که من ز زوجهٔ نجار آنچه بشنیدم — بخانه هم ز همان حرف او اثر دیدم
بگفت آب گهر ای صنم چگونه بلاست — جواب داد که بسیار سخت و درد فزاست
ز لقمه های ثقیل و غلیظ شبه شعار — صعود (بالا رفتن ۱۲) میکند از معده در دماغ بخار
پس از دماغ باطراف چشم می ریزد — بدیده از اثر او غبار می خیزد
دو کس معاینه گردد بچشم او یکسان — اگر کسے نکند آن مریض را درمان
بصارتش همه زایل شود بمدت چند — رسد ز آب گهر این چنین فتور و گزند

کشید آه که از دست نفس بد هنجار — بعید نیست که گردد چنین مرض اظهار
چرا که شحنه (کوتوال ۱۲) و من حسب امر شاه اسم — بضبط خانهٔ کاوس ارمنی باهم
چو رفته داشته بودیم گیر و دار کثیر — بکار ما شده از روز تا بشب تاخیر
ز خون خوک یتیمان خواجهٔ مذکور — تبرگا برواج و طریقه و دستور
برای خویش بپختند دیگ حلوا را — گرفته بود دران دم گرسنگی ما را
ز بهر لقمهٔ چندی نخست کف بردیم — چو داشت لذت وافر فزون ترک خوردیم
ولی چو بود مرتب غذا ز مال یتیم — گمان کنیم که دروی ز شبهه نبود بیم
ز خانه باز روان شد بمنزل نجار — بجای سابقه زن کرده بود استقرار
سر از تفکر و تشویش پیش زانو برد — بزیر دیده نگاہے بجانب او برد
عتاب کرد به نجار زن دگر باره — که بودهٔ تو بسے مرد زشت بیکاره
مرا به پیش چنین مرد شوخ شاهد باز (معشوقه باز ۱۲) — نشاندهٔ که بمن شوق اوست در پرواز
بروی من نظر عاشقانه هر ساعت — همی نماید نبود ترا ازان غیرت
دلم گرفته شد از چو تو شوهر منحوس (نحس) — بشومی تو شدم در چنین بلا محبوس
برو بمدرسه یک عالمی نکو اطوار — برای عقد نکاحم برسم زودی آر
بعجز گفت بدو قاضی سعادت کیش — که ای جمیلهٔ نیکو سیر مشو دلریش
تحملے بکن و از پی شتاب مکوش — که صبر راست همیشه لوای فتح بدوش
بود عجالت و تعجیل کار شیطانی — تحمل ست ز آثار فیض رحمانی
خطاب کرد باو باز مردک نجار — که قاضیان همه جا بوده اند پرگفتار
ز قیل و قال فراوان تو مغز ما خوردی — هزار حیله درین کار خیر آوردی
چو هست هرزه درائی (بیهوده گوئی ۱۲) تو ز حد بسیار — هلاک ساختی و گردیم ز زن بیزار
دمادم ست نگاه تو سوی چهرهٔ زن — خیال تست که گیریش از تصرف من

ترا چو نیست روا داری بمن او را
بیا به بر به شبستان خویشتن او را

وگرنه مهلت دیگر بانعقاد مکن
غم دل من بیچاره را زیاد مکن

زروی مهر و کرم عقد هر دو را کن زود
چرا که میگذرد وقت اختر مسعود

بیکدگر که همین بحث بود ایشان را
شنید از سوی مسجد ندای آذان را

زقلب سوخته نجار آه و ناله کشید
که بانگ ظهر شنید و رفت وقت سعید

گذشت اختر سعد و نحوست آمد پیش
کنم چه چاره باین بخت نامبارک خویش

پی تسلی او گفت قاضی ای نجار
ترا بگردش افلاک و کوکب است چه کار

تو مرد پیشه وری حرف چوب و تیشه بزن
که این هنر بود از جملهٔ مکاسب من

کشید از بغل خویش نسخهٔ تقویم
نظر نمود در و قاضی امین و فهیم

بگفت هست قمر کوکب سریع السیر
که دوش داخل میزان شده بسرعت طیر

زماندگی نبود تاب رفتنش امروز
بجای خویش نشسته است خرم و فیروز

صباح نیز بود استراحتش تا چاشت
امور جمله در و بایدت نکو پنداشت

کنون بخانه روم تا علاج آب گهر
کنم که شدت او کرده بنده را مضطر

درین حدیث زهر دو طرف زن و نجار
شده احاطهٔ دورش چو نقطهٔ پرکار

که هرگزت نگذاریم بهر پس رفتن
بگیر عقد کن و این قدر مگوی سخن

زدند کف بگریبان و دامنش قایم
که عقد ساز وگرنه نمیروی سالم

بگفت دست بدارید کاین زمان فتوی
نوشته میکنم از بهر قتل و خون شما

بگفت زن که ستونهای خانه بشمرد
رود به پشت تو گر صرفه بخواهی کرد

درین مناقشه قاضی بماند بس حیران
گرفت دست مناجات رب الحق سبحان

که از جفای مجانین مرا نگاه بدار
زفتنهٔ زن نجار و جملهٔ اشرار

زبعد آن بنشست و بخواند خطبهٔ خوب
که باد ناکح و منکوحه راغب و مرغوب

رواج بود در آنجا که بعد عقد عروس
بفال نیک همیزد بدست قاضی بوس

چو زن نمود به بوسیدن کفش تقدیم
شکست بینی او را بضرب مشت عظیم

بخانه رفت چو قاضی زنش زمکاری
بحالتیکه شده خون زبینی اش جاری

فغان همیزد و میگفت من باین شوهر
که هست با زن نجار عاشقی گستر

کنم چه چاره که از دست او هلاک شدم
فتاده در غم او بین بخون و خاک شدم

چو عشق بازی او هست با زن نجار
زنا و فسق بود پیشه اش همه ادوار

کند سرایت آن فتنه ها بمن تاثیر
بجرم او شده ام در چنین عذاب اسیر

نظر نمود که قاضی نشسته بر بستر
گرفت چوب خود و با کنیزگان دگر

چو هاله حلقه نمودند دور قاضی را
زدند تا که بگیرند جرم ماضی را

بضرب کوتک و پیزار کوفتندش خوب
برون گریخت از انجا بحالت مضروب

برهنه پا و سر آمد برون بصد خواری
سرش شکسته و میکرد ناله و زاری

صدای شور و شر آمد بگوش آن نجار
برون دوید که قاضی فتاده است افگار

سرش برهنه و دستار او فتاده بخاک
کلاه خویش فرو ماند بر سرش چالاک

بدو بگفت زنان ناقصند در همه کار
میان مرد و زن اینگونه میشود رفتار

اگر طبیعت بانو ز تو ملول شده
یقین که از تو باحکام او عدول شده

بکش تو رخت اقامت بسوی دار قضا
بعذر و معذرتش کوش تا کنیش رضا

ببر دو بستره خویش را برون قاضی
که تا بود که از زوجه اش شود راضی

زمکر خویش که فارغ شد آن زن بدکیش
خبر رساند روا رو بآن زن و خواهر خویش

که من چو زن دغا باختم بدین منوال
کنون بود بشما نوبت ظهور کمال

الهی از کرم این بنده را بهر دو جهان
بده زمکر شیاطین و جن و انس امان

اگرچه جرم تو شیر احمد است از حد بیش
ولیک عفو خدا بوده بیش از هر بیش

نوبتِ خدعهٔ زنِ محتسب

چو شد فراغ زنِ قاضی از چنان تدبیر
گرفت دُرّهٔ اندیشه را بدوشِ حیل
شتافت بر سرِ بازارِ شهر بکر و دغا
برفت در حرمِ دار احتساب فریب
چنین نوشت باخبراتِ مطلب را
که ای ز شیرِ تو بر من رسیده شهد و شکر
زلال خضر بنوشیده ام ز پستانت
بدرد و غم که توئی غمگسار و همدمِ من
مرا فتاده زیک چند عقدهٔ در دل
ز لطف و مهرِ تو دارم امیدِ غمخوارئی
بگفت دایه بفرمای چیست مشکلِ تو
بدایه گفت که با محتسب بطرزِ وفاق
مرا به بردنِ چیناق شوق بسیار ست
درین زمانه نمودم چو کوششِ بیحد
کنون نموده ام از بهرِ بردنش تدبیر
بسوی خانهٔ زرگر مابه آمدم روزے
گمان کنم که پسر بود بچه صراف
اگرچه روزِ نخستین که تیغِ خنجرِ عشق
خبر شدم که اسیرِ کمندِ عشقِ من ست

بجفتِ محتسب افتاد نوبتِ تدبیر
بفکر اینکه بشوهر کند چگونه عمل
نمود سنجشِ میزانِ دل بفکر رسا
نهاد پیشِ نظر دفترِ حساب فریب
کشاد نزد زن دایه حقهٔ لب را
بناز پرورشے دادهٔ مرا در بر
بگردنم شده چون طوق حقِ احسانت
بجز تو نیست دگر کس انیس و محرمِ من
که حلِ آن بتو آسان بود بمن مشکل
بانصرام همین کار کن مددگارے
که انصرام کنم حسب خواهشِ دلِ تو
ز روزگار طویلے شکسته ام چیناق
ولی چو محتسب از حد گذشته هشیار ست
نخورد تیرِ رجا بر نشانهٔ مقصد
بشرط آنکه نیاید ز تو دران تقصیر
بخور دیک پسر از من خدنگ دلدوزے
به دورِ خانهٔ من میکند همیشه طواف
رسید بر جگرش شد مریضِ بسترِ عشق
چو مرغ صیدِ گرفتارِ بندِ عشقِ من ست

ولی چو بوده غرور از خصالِ معشوقان
نیافت جرعهٔ از جامِ لطف سرشارم
برو بگوی بوی کای قتیلِ تشترِ ناز
زچند روز پریشان شده ست خاطرِ من
بشب همینگرم خوابهاے شوریده
حدوثِ این همه آفاتِ اچنان انم
زسوزِ آهِ تو می ترسم وز آزارت
که در تلافی ایام محنت و دوری
علی الصباح رود محتسب بدارِ قضا
که بهره یاب شویم از حضورِ یکدیگر
برفت دایه بدنبالِ آن پسر چالاک
چو محتسب زبرون درمیانِ خانه رسید
که درمیانِ من و دخترِ فلانے خان
پیام کرده که فردا بدیدنِ این کس
توقع است که فردا تو پیشتر ز نماز
ز اکل و شرب هم از میوه هاے تازه و تر
براے عزتِ مهمان روانه سازے بیش
سحرگه محتسب از خانه رفت و یار آمد
برفت تا سرِ دروازه اش باستقبال
بگفتش ای دلت از دردِ عشقِ من صد چاک
خوش آمدی که ز نورِ رخِ تو ای یکرنگ

تکبر ست صفاتِ جلالِ معشوقان
چو لاله بر جگرش ماند داغ دیدارم
کشیدی از غمِ من جور در زمانِ دراز
فراگرفته دلم را و فورِ رنج و محن
بروز میرسدم رنجهاے نادیده
که از دعای بدِ تو رسیده در جانم
بصدقِ دل شده ام طالب و خریدار
ز وصلِ خود دهمت ابتهاج و مسرورے
تو شیشه در بر و معجر بسر نما و بیا
ز انگبینِ مقاصد خوریم شهد و شکر
رسانده مژده و بسیار گشت بهجت ناک
نهاد زوجهٔ او پیشِ او چنین تمهید
ز دیرگاه چو پیوندِ خواهر نسبت عیان
اراده داشته و میرسد بشوق و هوس
روی ز خانه و تا شام پس نیائی باز
وز انچه هست ببازار دیا بباغ و شجر
که تا خجالت و شرمندگی نیاید پیش
دو شیشه از مئی گلرنگ در کنار آمد
نمود پاک ز رویش غبارِ رنج و ملال
بیا بخور ثمرِ صحبتم مشو غمناک
شد آشیانهٔ من رشکِ کارگاهِ فرنگ

نهاد مرهم لطفش بزخم خاطر ریش   گرفت دستش و بردش درون خلوت خویش
فگند معجرش از سر کشید کفش از پای   بصدر مسند عزت مقام کردش و جای
شراب و نقل و کباب و گلشن پیش نهاد   که نوش کن بتلافی عمر بی بنیاد
نشست پیش وی و اختلاط شیرین کرد   بساط بزم دلش را ز لطف رنگین کرد
بگفت جامهٔ خود را بکش که خواب شویم   دمی بعبرت دل خوب کامیاب شویم
پسر برهنه شد و جامه را کشید از تن   بعذر خوردن آب از برش برون شد زن
بگفت دایهٔ خود را که محتسب خواه   ازین معامله او را خبر کن و آگاه
خودش بنزد پسر رفت پس بخانهٔ خاص   رسید محتسب و دایه گفتش از اخلاص
که بندگان همه جا باید از حق نعمت   کنند پاس نمک از شرائط خدمت
بحفظ سیرت و ناموس و مال مخدومان   نظر نموده و کوشش کنند از دل و جان
اگر مخالف اطوار هر چه را بینند   پی درستی او جهد تمام بگزینند
گر از مدافعت فتنه عذر پردازند   ز سر حال خداوند را خبر سازند
نظر فتاده بچیزم که از نهفتن نیست   ولیک جرأت اظهار و تاب گفتن نیست
بگفت محتسب ای دایه هر چه هست بگو   مپوش کیفیت حال را تو یک سر مو
بگفت بی بی مادر میان یک خانه   گرفته شیوهٔ عشرت به مرد بیگانه
ازین سخن جگر محتسب بسان تنور   بجوش آمد و شد خشم و غصه اش موفور
بسوی خانه روان گشت و دایهٔ بدکیش   رساند ز آمدن او خبر به بی بی خویش
پسر بلرزه در آمد که این چه حالت بود   که از نحوست طالع به بنده روی نمود
چو هست محتسب شهر مرد پر غیرت   کشد مرا بهمین دم بخواری و ذلت
بخواست چاره و زن در میان صندوقش   درون نمود و لیکن ز جامه مفروقش
لباس آن پسر و شیشه و شراب و کباب   میان خانه برون ماند باد گر اسباب

خودش برآمد و بیرون به پیش شوهر خویش   رسید و کرد محبت بمهر پرور خویش
ببرد دست در آغوش شوی و گفت از ناز   که خیر باد چرا بوده غضب پرداز
بگفت از سخنی گشته ام چنین حیران   اگر چه نیست بر آن حرف باورم چندان
بگوی راست که کنه سخن چه منوال است   که خاطر من ازین غصه سخت پامال است
بخنده گفت که ای شاه مهرپرور من   بود درخت وجود تو سایه گستر من
درین سخن که شنیدی نبوده هیچ خلاف   چرا که هست درین شهر بچهٔ صراف
ز درد عشق من او را رسیده بود الم   چو ضرب سکه که منقوش گشته بر درهم
چو سوزناکی و بیطاقتی او دیدم   ز درد حسرت آه دلش بترسیدم
که گر ز درد فراقم شود هلاک و خراب   ز خون او بقیامت مرا کنند عذاب
کنون بخواسته ام میدهم مرادش را   بلوح دل زده ام نقش اتحادش را
ز در چو راندن سایل بود خلاف طریق   بود گنه که نگیری به بحر دست غریق
روا نمودن مطلب چو از جوانمردیست   کسیکه حاجت کس را نداد نامردیست
من از طریق محبت برفع حاجت او   فتاده ام بتمنا و شوق صحبت او
بکام تشنه لبان ریز تا توانی آب   بکن مدام بانجاح کار خلق شتاب
چرا گرسنه رود از در سخی سایل   نبوده طبع کریمان به ممسکی مایل
ز ما بباختن عشق نیست ایرادی   که از من و تو ندارد بنا و بنیادی
رواج عشق قدیم است کز ظهور جهان   خمیر گشته بذات مقدس انسان
جهانیان سر بی عشق را کدو خوانند   ز هر چه مرتبهٔ عشق مرتفع دانند
کسیکه عشق ندارد ز جمع انسان نیست   ولی کجاست که در وی ز عشق نیران نیست
چگونه عشق نباشد مرا که انسانم   نه بیدلم که ز کردار عاشقی ماتم
بعشق بازی اگر غیر من کسی دگری   نکرده میل همانا که باشدم خطری

چو عاشقان بجهان بوده از شما بیرون
گناهِ من نبود در ظهورِ این قانون

بسوی عاشقیِ یوسف و زلیخا بین
بشوقِ وامق و احوالِ عشقِ عذرا بین

نگر حکایتِ فرهاد و عشقِ شیرین را
بدل بیار تو مجنونِ شوق آئین را

محبتِ ثمر و قند را به بین باهم
برفته اند چو او عاشقان بسے به عدم

وگر ترا بدل از نقصِ مال بوده هراس
مکن بقدرِ سر مو درین سخن وسواس

ز دانهٔ نشود کم بضاعتِ خرمن
زیک گلے نرود رونقِ بهارِ چمن

هزار کس چو زیک چشمهٔ بنوشد آب
فتور نایدش و جملگی شود سیراب

زیک شجر چه قدر مردمان ثمر گیرند
زیک محیط ببین عالمے گهر گیرند

زخوانِ نعمتِ من گر چو تو هزار دگر
خورند طعمهٔ و هرگز نمیشود کمتر

وجودِ من بود آن گلشنِ همیشه بهار
که هیچ نیست خزان را بگلبنِ او کار

گلِ مراد بچین آنقدر که میخواهے
که کم نمیشود و نیست معذرت خواهے

ازین ترانه دلِ محتسب ز قهر و غضب
شراره کرد چو هیزم که در فتد بلهیب

بقهر بانگ بروزد که ای پلیدِ خبیث
بهوش باش که می آوری بلب چه حدیث

جواب داد زنش کای عزیزِ با اشفاق
قسم مرا بکتاب محبت ست و وفاق

که نیست هیچ دروغی در آنچه گفتم من
کنم ثبوت همین گوهری که سفتم من

وگر یقین تو ناید بیا بخانه نگر
شراب و شاهد و نقل و کباب و شیر و شکر

چو محتسب بدرون رفت و دید آنهمه چیز
بزوجه گفت نشان ده زیارِ خویشم نیز

جواب داد که او در میانِ صندوق ست
بیا ببین که چه نیکو جمالِ معشوق ست

کلید داد بدستش که قفل را وا کن
جمالِ آن پسرِ خوب را تماشا کن

چو او بخشمِ فراوان بکف گرفت کلید
زنش دو دست بهم بر زد و بسی خندید

مراست یاد بگفتا ترا فراموشی
زدم به بر دنِ چنیاق بر تو مدهوشی

کلید را بزمین محتسب فرو افگند
ز روی مهر بزن طرح گفتگو افگند

که بهرِ بردنِ چنیاق این قدر تذویر
نمودی و بدلم کرد کذب تو تاثیر

برون بر آمد و از خانه سوی صحرا رفت
چگویمت که بحالِ پسر چه غمها رفت

طمع ز زندگیِ خود نداشت هیچ بدل
ولے شدش ز دگر باره زندگی حاصل

چو شام شد سرِ صندوق باز کرد که رو
بسوی خانهٔ خود تا که میتوانی دو

ز صدق توبه کن و گردِ عشق و حسن مگرد
که مبتلا نشوی زین تبر به محنت و درد

پسر حیات دگر رفت و سوی خانه دوید
ز عشقبازی هر کس دو باره توبه کشید

دران زمان که زنِ محتسب بخاطر شاد
بزد نشانهٔ مقصود را به تیرِ مراد

پیام کرد زنِ شحنه را که نوبتِ تست
بتاب رشتهٔ تذویر آنچه همتِ تست

نوبتِ مکرِ زنِ شحنه

کلیدِ خامه بفتح درِ حصارِ بیان
بشرحِ قصه چنین تیز میکند دندان

که چون ازان دو هنرور طریقهٔ تذویر
ظهور یافت به نوعی که کرده ام تحریر

ز حالِ آن دو نفر شد خبر زنِ شحنه
بزد بجفتِ عقل و ذکای شان طعنه

لباسِ خدعه به بر زد کلاهِ مکر بسر
بهبست چست میان را ببندِ فکر و هنر

یراق و اسلحهٔ مکر در کنار گرفت
بچار سوی فریب آمد و قرار گرفت

بجستجوی دغا بود تا که آخرِ کار
چنین گرفت بفکرِ رسایش استقرار

که شب بشوهرِ خود گفت ای رفیقِ شفیق
منم ز ساغرِ لطفِ تو کامیاب رحیق

چه خوش بود که چو فردا ست روزِ نیکو فال
فروغ بخش شوی خانه را بنورِ جمال

که تا کنیم دمی انتظامِ بزمِ سرور
بهم خوریم زمانے طعامِ طبخِ حضور

بگفت شحنه مرا نیز شوقِ این عشرت
بود ولیک میسر نمیشود فرصت

علی الصباح بپاسِ تو من بهر تقدیر
چو عقد کرد بشوهر چنین تسلسل را
که ای غلام صداقت سیر وفا پرداز
بگیر چل درم و تیز رو بلا پرسان
بدستِ یک نفری خفیه ده بگوی چنین
که بود قامت و رنگ و رخش تو هم رنگ
که گر خبر زگریزش کسی کند با میر
مرا خبر شده زین حال آمدم در پیش
رسان بملکِ دگر خویش را باین شب تا
مرا بحالِ تو رحم آمدست تا بیجا
از و تو جامه بگیر و لباسِ خویشش ده
برفت سنبل و تعمیل حرف او را کرد
سحر گهان که کمر بسته کرد شحنۂ مهر
زبیم سطوتِ او شب روان اختر و ماه
نمود زن همه اسبابِ طبخ را موجود
اگر صلاح بود می پزیم حلوائے
چو زن به پختن حلوا گرفت مشغولی
بزوجه گفت که ورزش نکرده ام آرام
چرا که مالِ فلان محتشم شده معدوم
ز اهل کوچه و بازار مردمانِ کثیر
زنش بگفت مرا هم بود صلاح ثواب
بخانه میشوم ای جان و دل قیام پذیر
طلب نمود نهان پیشِ خویش سنبل را
توئی مرا بهمه کار و بار محرم راز
به تکیه خانۂ جمعِ قلندران برسان
که شب گریخته یک تن زجمعِ محسوبین
ترا بجای همان مردمے برد سرهنگ
بجای دزد شود او دران شکنجه اسیر
بگیر این درم و کن تغیرِ جامۂ خویش
مباد صبح بیفتی بدستِ آن بدکار
بجای دزد نگردی اسیرِ دامِ بلا
و گر درم بودش کم دو چار بیشش ده
بدان قرار که شد ذکر جامه را آورد
گرفت جای تقرر بچار سوی سپهر
بکنجِ گوشه و پیغوله ها گرفت پناه
بشوی گفت وفا کن بوعدۂ موعود
بیا بقرب من اینجا بگیر حلوائے
بچشمِ شحنه شد آثارِ خواب مستولی
که داشتم همه شب زجر و کند و کوب تمام
کسے نکرده نشانے ز سارقان معلوم
شکنجه کنده شدند و فتاده در زنجیر
سرِ مبارکِ خود نه دمی گذار بخواب

چو پخته گشت ز حلوای تر دو سه مثقال
بشوی گفت که امروز روزِ عشرتِ ماست
ببین که لذت و شیرینیش چه مقدار است
چو سر زخواب بر آورد چشم را بکشاد
شد از سرایتِ داروی بیخودی مدهوش
زنش بگفت بسنبل که ریشِ او بتراش
گرفت استره و کرد لحیه اش را پاک
چو شب رسید گرفتش بشحنه سنبل کرد
گذاشتش بمقامِ قلندرِ مفرور
بوقتِ صبح شد اندک بحالِ خود هشیار
خیال بست که در خانۂ خود ست مقیم
صدا نمود که ای نرگس آب خوردن آر
دو سه کرت که بدین گونه نعره زد جاری
گمانِ جمله بد و شد که بیخود ست فقیر
ندا زدند بد و کای رئیسِ سرمستان
به تکیه گاهِ فقیران چه می کند نرگس
درین مکان همگی بوده اند سبز قبا
چو شحنه این سخنان را شنید چشم کشاد
خیال کرد که این را بخواب می بینم
چو بر نشست بچشمش فتاد منظر و طاق
بروی خویش بزد آب و خوب شد بیدار
نمود خلط بداروی بیخودی در حال
بخیز زانکه نه هنگامِ خواب و غفلت ماست
کم ست روغنِ او یا مگر که بسیار ست
بخورد لقمۂ حلوا و پس به تکیه فتاد

ف دماغش و هوش

نماند در بدنش ذره زدانشن بیش
بداغ سیخ تفیده دو بازوش بخراش
بهر دو ساعدِ او ماند داغ ها چالاک
بدوش خویش کشید و بسوی تکیه ببرد
خبر نیافت دگر کس بحالِ آن رنجور
ولیک داشت دماغش بهوست بسیار
زبهرِ آب بیک جاریه برسمِ قدیم
که جوش میزندم دل زتشنگی بسیار
قلندرانِ دگر را رسید بیداری
خمارِ بنگ برو کرده بیشتر تاثیر
مقامِ نرگس و گل بوده گلشن و بستان
بشوره زارِ گدایان چه میکند نرگس
بهوش باش مگو نکته هاے بی سر و پا
که این ندا و صدا از کدام سو افتاد
بیایدم که بخیزم زخواب بنشینم
که تکیه بوده و درو ی قلندران بوفاق
تغیرِ جامه بدید و دو ساعدش افگار

چو دست بر رخ خود زد نبود ریش و بروت
بفکر رفت که آیا بعالم خوابم
وزان مقام روان شد بسوی خانهٔ خویش
بشحنه گفت که ای خوش فقیر مستانه
بگفت بنگ سحر را زیاده تر زدهٔ
که کردهٔ تو غلط نام خانهٔ خود را
بگفت شحنه بسنبل که حرف پوچ مگوی
بگفت سنبلش ای مست خانهٔ تو کجاست
جوابداد که اینجا نه بیت سرهنگ ست
بمرغ نیست درین بقعه طاقت پرواز
برو به تکیهٔ خود پس قدم منه بجایی
بقهر بانگ بروزد که چپ شو ای بدکیش
قدم نهاد بدهلیز و پیش شد سنبل
بزد بمشت و لگد نیز شحنه سنبل را
نواخت چند کتک را بشانهٔ شحنه
کنیزکان برسیدند اندران آشوب
ازان مناقشه همسایگان شدند خبر
قریب پانصد آدم دران مکان برسید
چو بود شحنه بابرام رفتن خانه
غلام نعره همیزد که شحنه بیمار ست
وگرنه زنده نمیرفت از در شحنه

شد از مزید تحیر چو صورت مبهوت
عجب مغالطه در حال خویش می یابم
ستاده بود بدروازه سنبلش در پیش
کجا روان شدهٔ گفت میروم خانه
نه بنگ بل چلم چرس بیشتر زدهٔ
فروگذاشتهٔ آستانهٔ خود را
برو که میزنمت زود دور شو از روی
بگفت اینکه بچشم من و تو جلوهٔ ماست
که پهلوان جهان پیش رو بهر جنگ ست
مگس درو نتواند که بر کشد آواز
که تا نه بشکندت دست و ساعد و سر و پای
ترا چه کار بود میروم بخانهٔ خویش
کشان کشان بکشید دگر قفش از کاکل
غلام داد بلندی فغان و غلغل را
نماند یک قدم او را بخانهٔ شحنه
کسی بسنگ زدی شحنه را کسی با چوب
همه دویده و در کف گرفته چوب و تبر
غریو و غلغله و شور و فتنه گشته مزید
بگفت جمله که این مرد بود دیوانه
ببین که طالع این مرد سخت بیدار ست
کسی بغیرت و دین نیست همسر شحنه

چو ضرب و کوفتن شحنه دید بچگان
ز هر طرف شده مجموع کودکان بر شوخ
همیزدند به پا و سرش که شد به گریز
بقریهٔ که ازان شهر دور بود دو میل
برای قوت همیگشت در بدر هر روز
چو کس بپرسش او آمدی قرب روز دو
برو گذشت چو یک ماه همبرین آئین
بسوی خانه شد او را زیاده شغل و هوس
ولی ز شرم به نزدیک خانه نامد پیش
زنش بدید بروز دگر ز بام سرای
بزخم ساعد و بازوی اوست بهبودی
دلش بسوخت باحوال زار آن شوهر
چو شب رسید بدست غلام نانی داد
ز خواب بعد زمانی که چشم بالا کرد
خیال بست که از جملهٔ رفیقانش
بخورد لقمهٔ چندی و باز پس افتاد
غلام باز بدوش خودش کشید و برد
زن آن لباس نخستین بتن نمودش باز
خودش به پختن حلوا گرفت مشغلهٔ
چو چاشت شد اثر نشه رفت از تن او
که تا بچند کنی خواب یکدمی برخیز

ز اضطراب فراوان بماند بس حیران
بدست و دامن خود جمع کرده سنگ و کلوخ
برفت جانب دیگر خلاص شد ز ستیز
میان مسجد یک کوچه برد طرح رحیل
همیشه بود بطرز گدا طعام اندوز
زن و غلام همیگفت کو بود رنجور
ز ریش و سبلت او یافت وی اثر تزئین
گذاشت مسجد ده را به تکیه آمد پس
ز دور داشت بدیدار آن تسلی خویش
که شوهرش بهمان کنج تکیه دارد جای
گرفته ریش و بروتش نشان مسعودی
بریخت در غم او از دو دیده اشک گهر
که برد و زیر سر شحنه اش بخفیه نهاد
بقرب خرقهٔ خود قرص نان تماشا کرد
کسی بحصهٔ او مانده زیر سر نانش
متاع هوش دلش گشت در دمی برباد
میان خانه بخاتون خویشتن بسپرد
بجای سابقه او را فگند دور و دراز
بطرز عشرت سابق نمود و لولهٔ
بناز و عشوه ندا کرد بر سرش زن او
بجام عشرت ما بادهٔ نشاط بریز

به بین که پخته ام از بهرِ تو چه حلوائی ترا ز رحمتِ ما نیست پروائی
چو سر ز خواب بر آورد خوب کرد نظر بصحن خانهٔ خود بود باسعادت و فر
به بحرِ حیرت و تشویش باز گشت غریق بگفت بر منِ مضطر چه حالتست و طریق
زنش برسمِ تجاهل بکرد ازو پرسان که جستی از اثرِ خوابِ خود چرا ترسان
بگفت مدتِ بسیار شد که این محزون کشیده آفت و درد و بلای گوناگون
زنش بگفت که در خواب ساعتے سابق بخویش بود ترا شور و گفت گو لاحق
بگفت شحنه نه در خواب بل به بیداری رسیده بر تنِ من صد مشقت و خواری
بزن حکایتِ احوالِ خویش گفت تمام بگفت زن که مگر خوردهٔ غلیظ طعام
بخارِ آن بدماغ تو کرده است صعود بدیدهٔ تو چنین خوابهای نامسعود
بگفت شحنه که دی شب بخانهٔ بهمن زبهرِ خدمتِ سرکار رفته بودم من
که پخته بود پلاو لذید بریانی بخوردمش بتمنا و شوق چندانی
همان طعام چو بسیار خورده ام امروز کشیدم اینقدر آشوب و رنج و زحمت و سوز
خلاص شد چو زنیرنگِ خویش آن زن نیز شدند هر سه فراهم چو خواهران عزیز
باتفاق برفتند جانبِ حمام که تا دهند زفنها عجوزه را اعلام
که او بهر که بود لایقش دهد خاتم که در تصرفِ آن کس شود نگین سالم
ولی هنوز در انجا زپیرہ زن آثار باهل و مال ازان جا نموده بود فرار
بهم زدند ازین غصه دستِ حسرت را که عاقبت چه شد آن صاحب امانت را
میانِ خویش بگفتند مکرِ ماست حقیر به پیش حیله و تذویر آن عجوزهٔ پیر
به بین که ما و شما را چگونه بازی داد بشوهران ستم پیشه ترک تازی داد
کنیزکان و غلامانِ ما به بخشش و جود شدند هر همه از ما توانگر و مسعود
فتاد بارِ گناهِ عظیم بر تنِ ما به نزدِ خالقِ ما بسته گشت گردنِ ما

ربوده مهر و نگین را چه رایگان آن زن فریب داد بما هر سه زیرکِ پرفن

خطاب به زیبا

غرض ازین مثلم بود آنکه ای زیبا بدان مرا تو ز فکر و شعور و فهم جدا
نیم زبیخبرانِ طریق اهلیت مرا به مکرِ زنانست خوب علمیت
بوعدهاے دروغ تو کی کنم باور اگرچه باهمه سوگند را کنی یاور
حدیث و قولِ زنان هیچ معتبر نبود دلیل اگر طلبی زین زیاده تر نبود
زمانِ عیش نیفگنده کس بوقتِ دگر تو از طریقهٔ معروفِ مردمان مگذر
من از فریب و دغای تو نیستم نادان که گه باین دهیم بازی و گهے باآن
زمانه رهست بهر لحظه انقلاب دگر بروی دهر فتد هر دمے حجاب دگر
کنون چو نیست جدائی ما چو زهر و شراب بیا که وصل نمائیم همچو سیخ و کباب
مباد تفرقه افتد چو خواب و بیداری شود گسسته بهم تارِ الفت و یاری
چو لاله داغ تحیر شود نشانهٔ دل چراغِ غم بفروزد میانِ خانهٔ دل
اگر ز شایبهٔ کذب حرفِ تست صفا رسان تو وعدهٔ خود را همین بفن وفا
بیا که چون جگر و دل بهم دگر جوشیم چو زیر و بم بسرور و نشاط بخروشیم
مزاجِ دهر چو تبدیل میشود هر دم نبوده رشتهٔ عمرِ من و تو مستحکم
و ما دمست جهان را چو جلوهٔ دگری درختِ چرخ دهد هر دمی دگر ثمرے
چراغِ بزمِ طرب را فروغ ده بوصال بآبِ وصل بشوی از دلم غبارِ ملال
مباد شصتِ قضا بفگند دگر تیرے که از من و تو نیاید علاج و تدبیرے

جواب از طرفِ زیبا

چو این مخاطبه زیبا شنید از ملاح   بقفل درج تکلم بزد چنین مفتاح
که تو ز گردش دنیا همی کنی فریاد   کسی نبوده ز قید قضا دمی آزاد
چو نقطه هر که به پرکار امر اوست اسیر   نه ممکن است ز حکم خدا گریز و گذیر
خلایق اند بحصن قضای او محصور   نبوده جنبش خس جز بامر او مقدور
که می توان که تجاوز کند ز قدرت او   ز دل بنه سر تسلیم بر ارادت او
توسل است بفضل و عنایتش همه را   امید بوده بالطاف و رحمتش همه را
تو چون حصول مرادت ز من همی جوئی   تمیز کن که براه خلاف می پوئی
منم چه کس که حصول مراد کس بکنم   عطای خیر بیک مور و یا مگس بکنم
کسی که در دل خود کار و حاجتی دارد   بهر دو کون تمنای راحتی دارد
بود رضای خدا را همیشه جوینده   نمیشود بتمنای نفس پوینده
حصول راحت و حاجت چو آید زود آری   عنان نفس بگردان ز راه بدکاری
بخواه حاجت خود را ز روی صدق و نیاز   ز در رسی که بود دایما کشاده و باز
بنا امیدی ازان در نرفته هرگز کس   بشرط آنکه شود تارک هوا و هوس
همیشه از کرم ابواب رحمتش باز است   همه رضا طلبان را بلطف دمساز است
عطاش نا متناهی و نعمتش وافر   فراخ گشته سماطش بهر مسلم و کافر
اگر تراست حصول مراد دل در کار   بدرگهش بنما عذر و زاری بسیار
که حاجت تو روا گردد از عنایت او   رسی بکام خود از لطف بینهایت او
چنانکه کام روا گشت سه نفر در غار   نیاز و عجز چو کردند و راز دل اظهار
بگفت نیست وقوفم ز حال آن سه تن   تو از حکایت آنها خبر رسان بر من

حکایت ۳ رفیق

پری شمایل و مه چهره فرشته نهاد   زبان چو طوطی شکر شکن بنطق کشاد
که سه رفیق موافق بمدت سابق   چو داشتند بهم مهر و الفت صادق
روان شدند بعزم سفر ز کشور خویش   گرفته ترک وطن را ز حال مضطر خویش
شبی چو از اثر ماندگی خراب شدند   بیک مغازهٔ کوهی رسیده خواب شدند
شد از قضای خدا ناگهان در آن کهسار   ظهور صاعقه و ابر و بارش بسیار
نشان زلزله در جسم کوه گشت پدید   که سنگهای عظیمی ز هر طرف غلطید
در آن میانه یکی جلمد بزرگ و بلند   رسید و بر دهن آن مغازه شد پیوند
بحکم قادر حی قدیر رب ودود   ره برآمد آن سه رفیق شد مسدود
فرو بورطهٔ حیرت شدند آن یاران   نیافتند غم و درد خویش را درمان
ز توشه آنچه بکف داشتند گشت خلاص   ز تشنگی شده بیتاب و بسته راه مناص
بهر قدر که تگاپو زدند در تدبیر   بهیچ باب نشد فکرشان صواب پذیر
پس از مشاوره آخر یکی که اعقل بود   با آن دگر دو رفیقان خویش روی نمود
که ای حمیده سیر دوستان نیک خصال   بیا که دست بر آریم بر در متعال
بکار خیر هر آنکس که کرده نیک عمل   کند بیان و ز درگاه رب عز و جل
سوال و عجز نماید بعذر و استغفار   بود که سنگ شود دور از در این غار
صلاح جمله باین مشورت مقرر شد   یکی بقبله نشست و نیاز گستر شد

مناجات رفیق اول

رفیق اول شان دست بر دعا افراشت   سر تضرع خود بر زمین عجز گذاشت
که ای کریم عطا پاش جرم بخشنده   منم بدرگه تو خوار و زار و شرمنده
توئی که بحر کرمهای تست بی پایان   محیط فضل و عطای ترا نبوده کران

به بندگان همه جا لطفِ تو بود شامل   همیشه حاجتِ محتاج را کنی حاصل
بقدرتِ تو معلق ستاده ارض و سما   بغیرِ امرِ تو جنبش نمی کند از جا
ز فضل و مرحمتِ خویش کارِ ما را ساز   که جز تو نیست کسی کارساز بنده نواز
بچاهِ حادثه افتاده ایم و گشته اسیر   تو از عنایت و الطاف دستِ ما را گیر
کشایشِ گرهِ کارِ بندگان تو کنی   وسیله و سبب از بهرِ بیکسان تو کنی
شود بمینِ دعا حلِ مشکلات از تو   به مبتلای بلا میرسد نجات از تو
درِ تو مصدرِ اکرام و جای امید است   که هیچ سایل ازین در نرفته نومید است
الهی از تو نهان نیست رازِ پنهانی   بحالِ بندهٔ مسکینِ خویش میدانی
که چند پیش چو بودم بنزدِ سوداگر   پئی نصیبه و قسمت ملازم و چاکر
ز روزها بیکی روز چشمِ این قاصر   فتاد بر رخِ زیبای زوجهٔ تاجر
چو داشت صورتِ مرغوب و حسنِ بی پایان   خدنگِ عشقِ جمالش مرا رسید بجان
ز سوزناکیِ دل داشتم همیشه خیال   که کامیاب کنم خویش را ازو بوصال
چو شوقِ صحبتِ او بود در دلم غالب   پئی گرفتنِ مطلوبِ خود شدم طالب
برفت خواجه چو یک روز و خانه خالی بود   درون شدم ز زنِ او بخواستم مقصود
نمودمش چو بسی عجز و زاری و تذویر   ضعیف نالیِ من کرد اندرو تاثیر
اجازه داد که از نخلِ او ثمر گیرم   بخواستم که چو پیراهنش ز بر گیرم
بدل رسید مرا آن زمان که ای بدکیش   مکن باین عملِ زشت دستِ خود را پیش
بترس از غضبِ کردگار و روزِ حساب   بروزِ حشر و قیامت دهی چگونه جواب
ز شرمساریِ روزِ جزا اگر اندیشه   مزن به پای حیاتِ ابد چنین تیشه
بعیشِ یک نفس آن عمرِ جاودانی را   مکن خراب و عبث دان جهانِ فانی را
دگر تو حقِ نمک را بچشمِ خویش بیار   که خوردهٔ تو ازین خواجهٔ نکوکردار

هر آنکه حقِ نمک را ندید کور شود   ز لعنِ خلق بحالش هزار شور شود
تو هر کرا نشستی بنعمت و خوانش   نبایدت که کنی شاش در نمکدانش
پئی رضای تو گشتم ازان خیال و هوس   عنانِ نفس بگشتاندم و برفتم پس
گرفته ام بهمان روز ترکِ مقصد و کام   دگر بگردِ معاصی نکرده ام اقدام
اگر کلامِ مرا صحت است در تقریر   بلطفِ خویش دعای کمینه گان بپذیر
تو از عنایتِ خود ای کریم ذو المنان   رهِ نجات بده هر سه را ازین زندان
بسجده رفت و سرِ خویش را بخاک نهاد   ز لطفِ حق دهنِ غار اندکی بکشاد
ز رخنهٔ که ازان غار تار گشت پدید   شد انشراح و نشاطِ قلوبِ جمله مزید

مناجاتِ رفیقِ دوم

دگر رفیق دو دستِ دعا بلند نمود   ببارگاهِ جلالش زبانِ عجز گشود
که ای خدای زمین و زمان و کون و مکان   بقدرتِ تو بود بستهٔ انتظامِ جهان
بغیرِ امرِ تو تحریکِ ذره ممکن نیست   ثبات و ضابطه را دخل در اماکن نیست
اگرچه هست گناهِ من از حساب برون   ز برگهای درختان و ریگ و خاک افزون
ولیک آنهمه در جنبِ فضل و رحمتِ تو   ز برگِ کاه بود کمتر از عنایتِ تو
ز جرمِ خویش بعفوِ تو التجا دارم   وز انچه نهی تو باشد بصدق بیزارم
توئی علیم باحوالِ باطن و ظاهر   بکار و فعلِ همه خلق حاضر و ناظر
وقوع یافته کاری ازین سیاه قماش   بیان همیکنم و از تو خواهمش پاداش
تو واقفی که من از بینوائی و افلاس   گرسنه بودم و حیران برای نان و لباس
بصد مشقت و زحمت گهی دو سه دینار   حصول کرده میخوردمش بلیل و نهار
باقتضای قضا چند وقت وجه کفاف   بکف نیافتم از هیچ جانب و اطراف

بهر چه شغل نمودم کزو بیابم قوت
نصیب من نشد از رزق قدر دانهٔ توت

ز درد جوع بحالم نماند تاب و توان
شدم ز تنگدلی بس ملول و سرگردان

زبسکه خاطر من گشت پر غم و مضطر
نمود مرگ ازان زندگی مرا خوشتر

فگند وسوسه ابلیس بنده را بضمیر
که رو بطریقهٔ دزدی و سارقی را گیر

باین دلالت شیطان و نفس نامسعود
بخویش ساختیم اسباب شبروی موجود

دلم چنین بتقاضای دیو طرح افگند
که میروم پس اموال شخص دولتمند

اگرفتم بجهت او مرا کشد در دم
خلاص یابم ازین زندگی با صد غم

وگر بدست من آید خزانه و افسر
مدام فارغ و آسوده باشدم خاطر

شبی بخانهٔ یک محتشم ببردم راه
فتاد در کف من مال و دولت دلخواه

جواهر و زر و زیور بقدر قوت و زور
بدوش خویش کشیدم بغیر فتنه و شور

میان خانهٔ خود چون رساندمش ناگاه
بهوش آمدم از سکر شد دلم آگاه

که این چه فعل شنیع ست و کار بد فرجام
که بستهٔ نظر خویش را بمال حرام

سحر که صاحبش از مال خود شود آگاه
ز سوز سینه کشد صد هزار حسرت و آه

بسی ز مردم قرب و جوار کوچه و قوم
شوند تهمتی و زجر یاب و مصدر لوم

وزین تو قطع نظر کن نگر بسوی خدا
جواب چیست ترا پیش او بروز جزا

گرفت از تو مرا خوف و مال را اکال
ببردم و بنمودم بخانه اش واصل

بدل که مهر صبوری زدم ز گنج کثیر
غرض رضای تو ام بود ای خدای کبیر

اگر تلافی آن خیر را منم شایان
کنون امید ز الطاف تست ای سبحان

کزین مغاره باین بندگان با اخلاص
دری کشا که نداریم جز تو راه خلاص

پس از دعا و مناجات کرد سجده بخاک
ز فیض قدرت احسان و لطف داور پاک

دهان غار شگافید اندکی دیگر
امید و بهجت آن هر سه گشت افزونتر

مناجات رفیق سوم

رفیق دیگر شان دست ابتهال و دعا
گرفت بر در حاجت روی اعتقاد کشا

که ای یگانه بذات و صفات تو افزون
ز فیض مرحمت عام تو جهان مشحون

فلک بآن عظمت بر در تو کرده رکوع
قیام کرسی و عرش ست پیش تو بخضوع

باسمان و زمین هر چه اند جمله ترا
ز صدق دل شب و روز اند مشتغل به ثنا

کسی ز جملهٔ ایجاد از خواص و عموم
هنوز از ثمر و نخل جود تو محروم

خورند قسمت خود از تو مور و مار و مگس
توئی ز لطف و کرم جمله بیکسان را کس

فتاده ایم بچاه بلای بی پایان
تو هر سه را بعنایت ازین بلا برهان

چو ظاهر ست بعلم تو هر خفی و جلی
نبوده چاره کسی را ز قسمت ازلی

بحال بندهٔ مسکین خود توئی اعلم
ز ابتدای زمان وجود تا این دم

تراست علم که اندر بدایت احوال
چو در تصرف من بود گنج و دولت و مال

میان خلق مرا بود احترام تمام
همیگذشت شب و روز من بعشرت و کام

باخر از اثر صحبت خطا کیشان
ز همنشینی و آمیزش بد اندیشان

حقوق نعمت و شکر تو شد فراموشم
برفت شاهد آن مال و زر ز آغوشم

چنان شدائد و سختی مزید شد بر من
که هیچ چاره ندیدم بجز جلای وطن

چو بود ملک قدیم ولایت کرمان
بشد عزیمت شیراز در دلم پیچان

ز ملک و خانه و احباب سینه سرد شدم
بسوی کشور شیراز از ره نورد شدم

یکی ز مردم بیگانه در میان طریق
چو یکدو مرحله رفتم بمن گشت رفیق

بمنزل دگری مرکبش سقط گردید
پیاده ماند و ازان غصه آه و ناله کشید

بگفتمش که باسپ خودت ردیف کنم
همیشه پیروی خاطر شریف کنم

میان راه دمی حاجتم بغسل افتاد   برو چو بود مرا اعتماد و طرز وداد

نهادم آنچه مرا بود در تصرف او   میان لنگ برفتم خودم بجانب جو

چو از شرائط غسلم فراغ شد حاصل   رفیق من شده بود از مقام خود راحل

لباس و اسپ مرا کرده بود در ته پای   بسان طایر وحشی پریده بود ز جای

من از عقب زدمش هر چه ناله و فریاد   بتازیانه بزد اسپ را و رفت چو باد

بناعلاج از انجا پیاده و عریان   شدم روانه دران دشت بی سر و سامان

ز فرط آبلها هر دو پای من فرسود   زره غلط شدم و جوع و تشنگی افزود

رسیدم از کرمت ناگهان بیک حشمی   که رستگار شدم یکدمی از ان المی

لباس کهنه بدادندم و طعام و شراب   بآن قبیله شدم یکشب استراحت یاب

سحر بوقت از انجا روانه گشتم باز   بچند روز رسیدم بکشور شیراز

نظر فتاد مرا در میان بازاری   بآن رفیق دغا پیشه یار غداری

سوار اسپ من و جامهٔ منش در بر   مرا چو دید رخش زرد گشت همچون زر

وزان مقام بیک شخص حرف زد پنهان   مرا ز دور بانگشت خویش داد نشان

من از عقب شدمش تا بگیرم اسپ و لباس   اشاره کرد که بنشین بجا مکن وسواس

سفارشی بنمودم بخواجهٔ مسعود   بکام خویش ترا بهره یاب سازد زود

بکرد در رخ من عذر و معذرت خواهی   که میکند بتو حسن سلوک و شد راهی

رسید نزد من آن خواجه گفت که خیز   که کرد نکبت و خواری ز پهلوی تو گریز

ترا نصیب شد اکنون بلند اقبالی   قرین حال تو شد طرفه نیک احوالی

بیا که جانب خانه روان شویم بهم   که رستگار شدی از جمیع محنت و غم

یقین شدم که چه مرد خدا پرست نکوست   که در تدارک احوال من توجه اوست

همین که من برسیدم بآستانهٔ او   نمود باغچه در میان خانهٔ او

کشید بیل و بدستم بداد و گفت بگیر   ترا است در هنر و صنعت کمال کثیر

زمین باغچهٔ خانه را بکن شد یار   که وقت زرع شقایق بود درین گلزار

بدل رسید مرا کاین عجب تدارک بود   که آن حرام نمک بهر من عطا فرمود

گذشت باز بخاطر که این لباس کثیف   ترا بدیدهٔ مسعود خواجه کرد خفیف

مرا تصور مزدور کرده و خر کار   چه پیشه بود و دهم اجرتی باخر کار

بگفتمش که ندارم ازین هنر خبری   مرا بلطف بفرمای خدمت دگری

بخشم گفت که چون این قدر نمیدانی   یقین که آدم بیکار و شخص نادانی

بخانه رفت برون کرد سطل با جاروب   که آب ده بمراکب در طویله بروب

قبول کردم و تا شام خدمتی که نمود   بانصرام امورش ز من قصور نبود

قریب شام چو جاروب و سطل را با خویش   گرفته از پی رخصت برفتمش در پیش

که اجرتم بده ای خواجه و مرخص ساز   چرا که شام قریب است و نیز وقت نماز

همی روم به یکی کاروان سرا تا شب   دمی بخواب برآسایم و رهم ز تعب

بسوی من نظر تند بی وجودانه   بکرد و گفت مگر بودهٔ تو دیوانه

دران دیار که شاید ترا بود ماوا   تو دیدهٔ که غلامان روند شب بسرا

بخواجهٔ نجس نجس تو ز مدت بیش   چهل درم طلبم بود ای خطا اندیش

ز سالها عقبش داشتم تلاش مزید   ازو مساعدهٔ من گهی بکف نرسید

بمن ترا بهمان چهل درم فروخته است   خودش بجانب تبریز پس گریخته است

بعجز گفتمش ای خواجهٔ سعادت یار   مکن مزاح و مرا بی سبب مده آزار

ز ماندگی و غم و درد بس خرابم من   ز راه دور رسیده باضطرابم من

همین جواب باو گفتم و روان گشتم   اشاره کرد بجا اگر گرفت از پشتم

بمشت و چوب و لگد هر دوم زدند کثیر   بآن طویله نمودند حبس در زنجیر

بگفت خواجه تو گفته بود کاین بنده — بسال یک کرتش هست صرع یا بنده
گمان کنم که بهمان رنج صرع تو امشب — ظهور کرده که نبود ترا شعور و ادب
خلاصه آنکه در آنشب بگردنم زنجیر — نمود و بست باطبل خود بصد تحقیر
زبعد آن بزمان کثیر شب در غل — بقید بودم و صبحش بخدمت مشکل
وزان مشقت بسیار و زحمت و خواری — بچند روز مرا یافت رنج و بیماری
ز رنج من شده بر خواجه مسعود — که بنده میرد اگر نقد من شود مفقود
مرا ببست به پشت الاغ و کرد روان — میان رسته بازار و کوچه ها و دکان
پی فروختن من همی نمود صدا — نگشت از طرفی هیچ مشتری پیدا
هر آنکه دید بگفت اینچه خواجه سخت سست — غلام مرده فروشد چه طرفه بدبخت ست
یکی ز مردم تجار چون بدان حالت — مرا بدید بیفتاد در دلش رحمت
بگفت میخرم این بنده را برای خدا — علاج میکنم ار یافت صحتی فبها
وگر بمرد به تکفین و دفن پردازم — بود که خالق خود را باین رضا سازم
به قیمتم چو تولا بمنصفان بردند — مرا به بیست درم نقره منصفی کردند
گرفت آن بیست درم را و گفت بیست دگر — همیستانم از آن خواجه دعا گستر
مرا چو برد بجا تاجر و علاج نمود — شفا دهنده بمن داد صحت و بهبود
ز لطف حق بدو سه روز تندرست شدم — گذشت حالت و بر حالت نخست شدم
کمر بخدمت تاجر ببستم از اخلاص — ز حسن چاکری او شدم ز خاص الخاص
زبسکه دید ز من خدمت رضامندی — مرا از و شده او را ز بنده خورسندی
فتاد در دل تاجر اراده تبریز — بساخت کار سفر را و شد عنان انگیز
برای پیشکش شاه آن ولایت و بر — بگفت نیست ازین بنده هیچ شی بهتر
مرا ببرد بهمراه خویش آن تاجر — برسم پیشکشم کرد نزد شه حاضر

جواب نیک ز من یافت چون بهر مسئول — شدم ببارگه التفات شه مقبول
چو حسن خدمت و صدق مرا شهنشه دید — مرا ز دایره بندگان خویش گزید
بفوق جمله سپاه و حشم تفوق داد — کلاه منصب سالاریم بسر بنهاد
بانتظام سپاه و رعیتم بگماشت — لوای سروریم را بملک خود افراشت
بکاردانی و اهلیت و سلوک نکو — رضا شدند ز من شاه و اهل دولت او
بحسب حکم الهی و اتفاق زمان — ضرورت سفر آمد بحضرت سلطان
مرا بنایب خود نشاند بر سر تخت — خودش بسوی سفر برکشید خیمه و رخت
بانتظام امورات مملکت یکروز — نشسته بودم و در عدل و داد جهد اندوز
سران ملک و دگر افسران و خدمتگار — ستاده بر در و دربار من برون ز شمار
بربسته دست دو کس کوتوال شهر از دور — رساند بر در دربار و کرد عرض حضور
که این دو کس بخرید و فروش یک بنده — میان خویش نزاع و جدال افگنده
یکی ز بهر نصیحت برای دفع جدال — قریب گشته بایشان و گشته شد در حال
بگفتم اینکه بیارید هر دو را در پیش — که من بخود کنم احوال شان بدل خویش
ببارگاه خلافت چو مقترن گشتند — شناختم که همان خواجگان زشت منند
چو من حقیقت احوال را شدم جویان — فتاد رعشه ز بس خوف در تن ایشان
بشد به السنه هر دو لکنتی پیدا — نیافتند مجال مقال و نطق و صدا
مرا ازینکه چنین نطق و چهره باخته اند — مظنه شد که ترا هم نکو شناخته اند
بشحنه نمودم که کار این دو نفر — کنون گذار توقف بفرصت دیگر
چراکه فتنه ز دعوای شان بود دشوار — درین معامله غور و تاملیست بکار
چو کوتوال بزندان ببرد ایشان را — غضب بشور درآورد نفس و شیطان را
که هر دو را بفگن در شکنجه عقبات — بکش بدار سیاست مده امان و نجات

ولیک باز بارشاد عقل و اندیش
زدوم زلال تحمل آتش دل خویش

که گرچه آن دو نفر کرده اند با تو جفا
تو پیش گیر با ایشان طریق مهر و عطا

چرا که هر که بجرم و خطا شود منسوب
عذاب اوست همان شرمسارش ز عیوب

بصاحبان جرایم عقوبت بهتر
خجالتست که میسوزدش بنار سقر

خدا چو خصم قوی را زبون و خوار کند
به پنجهٔ تو گرفتار و بیوقار کند

همان فروتنی و عجز اوست کافی و بس
مکن دگر به تلافی و انتقام هوس

عاجزی ۱۲

زجرم سابقهٔ او تو هر دو دیده بپوش
بزجر و سرزنش و قتل و باز خواست مکوش

که شهد عفو گنه راست لذتی چندان
که ذوق او نبود جز به میوه های جنان

وگر براه مروت روی درین داری
به بد بجای بدی پیشه کن نکوکاری

کسیکه با تو بدی میکند تو نیکی کن
به بی مروتی او مبین تو مردی کن

خدا ز هیچ عمل نیست اینقدر خوشنود
که بنده در عمل بد جزای خیر نمود

کسیکه نیکی و احسان کند بخلق خدای
شود مقاصد او حاصلش بهر دو سرای

ز بعد شام طلب کردم آن دو عاصی را
نداشتند که هرگز طمع خلاصی را

چو در حضور رسیدند هر دو بدکیشان
ز بیم سر شده هر یک چو قالب بیجان

من از طریق مدارا و لطف و دلجوئی
در آمدم بسخن گوی و نکوخوئی

زبان معذرت خود بعجز بکشادند
سر از مزید خجالت بخاک بنهادند

گذشتم از همه جرم و جنایت ایشان
لباس عمده فگندم بقامت ایشان

بدست ودو من هر یک هزار دیناری
نهادم و بنمودم عطای بسیاری

بپاس خاطر ایشان بوارث مقتول
ادای حق دیت کردم و نمود قبول

بچند سال دگر اندران مقام و وطن
بطرز عزت و حرمت مرا بشد مسکن

بخواستم پس از آن سوی کعبه رخصت خویش
گذاردم حج و باز آمدم بخلوت خویش

کنون بعزم سفر باز کرده ام نیت
مراز تست امید نجات امنیت

چو دست داشتم آنجا به انتقام عدو
چنانکه بود مرا قدرتی بکشتن او

ولی بعفو بدل کردم آن تلافی را
بخوردم از اثر علم خشم وافی را

چو با وجود چنان قدرت ای خدای کبیر
گذشتم از سر جرم و گناه آن دو اسیر

مرا رضای تو منظور بود در همه کار
که قفل صبر زدم بر در دل افگار

اگرچه گلشن جسم مرا بغیر گناه
نبوده است دگر هیچ برگ و بار و گیاه

ولی چو وعده نمودی تو با نکوکاران
که در جناب تو ضایع نبوده نیکی شان

اگر ز من عمل نیک گشته است ظهور
ز مین مرحمت خویش ای خدای غفور

ازین بلیه نجاتی باین غریبان ده
بسنگ نازله از راه ما تو غلطان ده

که تا ز غار مسلم برون شویم همه
بسوی منزل مقصود ره کنیم همه

بحکم قادر قیوم مرتفع شد سنگ
فراخ گشت ز اعمال خیرشان ره تنگ

شدند از کرم و لطف حق بسی مشکور
ادای شکر نمودند بر درش موفور

خطاب زیبا بملاح

نهال این مثل نغز را ابلاغ بیان
نشان دم از پی آگاهی تو کشتیبان

که جز براه حقیقت مشو قدم فرسای
تجاوزی مکن ای ناخدا از امر خدای

ببین بهمت آن سه رفیق نیک خصال
که ساختند چنان نفس خویش را پامال

چو از طریق دیانت بآن سلوک حمید
قیام کرده بترک هوا و نفس پلید

نتیجه که بدنیا بیافتند نگر
بآخرت ببرد صد نتیجهٔ دیگر

تو هم ز قصهٔ آن سه رفیق عبرت گیر
امید راحت خود از وقوع زحمت گیر

بخانهٔ دل خود شمع انتظار افروز
صبور باش که از مین او شوی فیروز

مخور غم و تمنای کام دل خوش دار
که نخل مقصد تو میدهد بزودی بار

درخت صبر نمیباشد از ثمر خالی
بود ز بعد ملالت همیشه خوشحالی

گل امید تو گردد شگفته و خندان
ز من نبوده دروغی بوعده و پیمان

جواب از طرف ملاح

چو این مقالهٔ زیبا شنید آن ملاح
دمی بدجلهٔ فکر و خیال شد سیاح

بگفت ای چمن آرای باغ دانش و هوش
کلام تست مقابل بنکتهای سروش

برسم چرب زبانی همیشه پردازی
برفع آرزو من بهانه ها سازی

همیکشی ز دل خویش تازه تدبیری
بپای مطلب من می نهی تو زنجیری

تو چون بوعدهٔ بی اصل می کشائی لب
ازان کلام تو آید مرا شگفت و عجب

بخاطرم رسد احوال چغد کار آگاه
که باز را بهنر ساخت طعمهٔ روباه

بگفت بس عجب ست اینکه باز با فرهنگ
بفکر بوم دنی روبه افتد در چنگ

اگر تو قصهٔ آن را کنی بمن تفصیل
بدانمش که بافسون باز چیست دلیل

حکایت چغد و باز و روباه

چو دلربای از و طالب سخن گردید
بحر ناطقه ملاح غوطه زن گردید

که روزی از اثر جوع کرد یک بازی
ز آشیانهٔ خود بهر صید پروازی

نظر فگند بهر سوی شکار طیور
فتاد دیده بیک چغدش از مسافت دور

نمود حمله و آن چغد را گرفت بچنگ
بخواست تا که زخونش زند بمخلب رنگ

بباز گفت که ای شهریار جانوران
همیشه حکم تو بر اهل طیر باد روان

اگر نیست کنون وقت حرف گفتن من
چرا که فکر امیرست در شکستن من

ولیک چون غربا را بدرگه شاهان
بود بجملهٔ اوقات بار عرض و بیان

اگر بخوردن من شهریار کشورگیر
توقفی کند اندک که من ز صدق ضمیر

بیان کنم سخنی را که لازم الغرض ست
پس آنچه شاه کند طاعتش بمن فرض ست

اجازه داد باظهار عرض حالش باز
بگفت چغد که ای پادشاه بنده نواز

بروز پیش نمودم شکار گنجشکی
که بود هیچ نبیش جسم لاغر و خشکی

چو خواستم که زنم بر وجود او منقار
ز روی گریه و زاری و عجز کرد اظهار

که از برای خدا این چنین میازارم
که چند بچهٔ خوردی در آشیان دارم

حیات آنهمه وابستهٔ وجود من ست
هلاک بندهٔ مسکین ممات چندتن ست

کفیل روزی ایشان منم بظاهر کار
بغیر من برود یک دمی ز جمله دیار

گذر کن از هوس نفس و بنده را برهان
که منقطع نشود تار عمر آن بچگان

من از صمیم دل خویش با همه اطفال
دعا همیکنمت تا که ایزد متعال

ترا دهد بعنایت ز غیب مایدهٔ
کزو رسد بتو همواره نفع و فائدهٔ

پی مخالفت نفس هر که کرد قیام
خدا همیدهد او را هزار مقصد و کام

دلم بسوخت باحوال آن ضعیف نهاد
گذشتم از هوس نفس و کردمش آزاد

چو ظاهرست که پروردگار عالمیان
عطا کند عوض کار نیک در دو جهان

قریب شام گروهی بهیئت سیمرغ
نزول کرد بجائی خرابهٔ این مرغ

ازان جماعه یکی بود با سعادت و فر
بآشیانهٔ این خاکسار کرد گذر

مرا بگفت که خرم بزی مباش ملول
که کار خیر تو امروز یافت حسن قبول

بود گذشتن مطلب حصول مقصد دل
شد از رهائی گنجشک کام تو حاصل

ز فیض آن عمل خوش که کردهٔ امروز
بنعمت ازلی جاودان شدی فیروز

منم یکی ز طیور مقام رحمانی
که آمدم بسوی تو بامر سبحانی

مرا از عالم بالا شدست امر چنان
همین دو کبک برای تو ام از بهشت دوام
گذاشت پیش من آن هر دو کبک را در حال
ازان دو کبک یکی را بذوق دل خوردم
مرا که عمر گذشت ست در تمام جهان
لطیف و نازک و شیرین و طاهر و خوش بو
یکی هنوز در انجا بغار من باقی ست
مرا رهان که به پیش تو پیشکش سازم
اگر ز ریزش خونم شوی تو چنگ اندوز
ز لحم لاغر و خوار و ضعیف من چه شوی
اگر هلاک شوم زیر پای شاه جهان
ز وصف کبک بسی کرد پیش او تقریر
ولی بچغد چنین گفت باز دانشمند
هر انکه گفت کلامی بلا دلیل و گواه
مراست ظن که تو در راه مکر می پوئی
بود کلام اکابر که دشمنت چه اسیر
مکن مسامحه در دفع او که صد نیرنگ (معطلی ۱۲)
برای صرفهٔ احوال خود همیشه حسود
ز بهر آن تو چنین دام مکر گستردی
بیان حرف دروغی که از تو گشت ظهور
بگفت چغد که ای شهریار عدل پناه
دو کبک بهر تو آورده ام ز باغ جنان
مقررست که آرم به پیش تو هر شام
دلم ز فرحت جاوید گشت مالامال
چگویمت که چه لذت ز خوردنش بردم
بهیچ گوشت ندیدم حلاوتی چندان
لذیذ و چرب و فرح بخش و نرم و بی پر و مو
اگر چنانچه ترا بهر گوشت مشتاقی ست
ز لحم نازک او خاطر تو خوش سازم
ازان دو کبک یکی نذر تو کنم هر روز
بجسم زشت و درشت و کثیف من چه شوی
نصیب جانوران دگر شود کبکان
که سخت در دل او شوق کبک شد جاگیر
که من باین سخن کذب کی شوم خورسند
ز اعتبار نباشد خصوص از بدخواه
پی خلاصی خود این دروغ می گوئی
شود بهانه و عذر و نیاز او مپذیر
به پیش تو فگند تار ها شود از چنگ (خلاص ۱۲)
بزیر پرده بسی حیله ها کند موجود
کزین فریب ز چنگال من رها گردی
بغیر بینه عقلم نمی کند منظور (شاهدان ۱۲)
دروغ پیش تو گویم چسان معاذ الله

ز بندگان چه مناسب که در جناب امیر
اگرچه بار بهر جا بود کجی پرواز
چو باز خام طمع بود سوی کبک بهشت
برفت چغد مسلم بغار خویش درون
چو بوم بعد زمانی بحال خویش آمد
بدید بر در سوراخ اوست باز مقیم
بعرض باز رسانید چغد کای مخدوم
چرا که صیت گرفتاری من مسکین
رسیده بود بگوش اقارب و خویشان
میان کلبهٔ من کرده اند جمعیت
همه بشغل دعای امیر کرده قیام
ازین جهت بهمان وعده ام خلاف آمد
امید عفو همیدارم از جناب امیر
علی الصباح قدم رنجه ساز بر در غار
بگفت باز که آن اقربای مهر سیر
جواب داد که ای شهریار با دانش
مقررست که چون آفتی رسد بکسی
چو گشته اند ز احوال این ضعیف خبر
نمیشوند ز تدبیر کار خود غافل
ضمیر باز شد از بس گرسنگی بیتاب
پرید از در سوراخ و رفت بهر شکار
بدون راست بچیزی دگر شود تقریر
بغار خود که رسد راستی کند آغاز
ز چنگ خویش رهانید چغد را و بهشت
نشست باز بامید کبک خلد برون
پی ملاحظهٔ حال باز پیش آمد
کشاده دیدهٔ خود را براه کبک نعیم
ز کبک دی شبه طامع مشو که شد معدوم
بچنگ و پنجهٔ قهر امیر با تمکین
برای تعزیت من بسوز و شور و فغان
کنون که من برسیدم بخیر و انیست (ماتم داری ۱۲)
بخورده اند همان کبک را بجای طعام
کلام صدق من انجا باختلاف آمد
چرا که عذر صریح ست در چنین تقریر
که گر رضای خدا بود کبک را بر دار
همیبرند بجای خود از کد این در (دروازه ۱۲)
عبث بود بنظر انتظار این خواهش
دلیل تجربه گردد بمردمان بسی
کنند جمله همان احتیاط مد نظر
تو آن خیال که داری ز سینه کن زایل
امید کبک جنان بود همچو نقش بر آب (جنت ۱۲)
نمود هر طرفی جهد و کوشش بسیار

ولی چو روز بآخر رسیده بود آن دم
سمند مهر بمغرب نهاده بود قدم

تلاش کرد بسی لیک هیچ صید نیافت
بآشیانهٔ خود همچنان گرسنه شتافت

بجوع شب گذرانیده و سحرگاهان
بسوی منزل آن چغد بازگشت روان

چو چغد بر در سوراخ خود بیامد و دید
که بازگشته مقیم درش بشوق مزید

ز دست شانه بریش طمع دگر باره
نشسته تا که کند کبک خلد را پاره

بگفت چغد که ای خسرو همایون فال
توئی همای سعادت باوج عز و کمال

خوش آمدی که شد از مقدم تو کلبهٔ من
فرح فزای چو اطراف باغ و صحن و چمن

خوش آمدی که من از دیدنت شدم مسرور
خرابهٔ وطنم شد ز مقدمت معمور

بگفت باز که تقریر را گذار ای بوم
وفا نمای به پیمان و وعدهٔ معلوم

بیار زود از آن لحم خوب پاک سرشت
که من رسیده ام اینجا بشوق کبک بهشت

بیا که هست بسی شصت اشتهایم صاف
خدنگ خواهش قلب نشست سنگ شگاف

مکن توقف و آن کبک را بده در حال
که انتظار بود تلخ و فاقه کیست محال

جواب داد که صبرست چون کلید فرج
بصبر کوش دمی تا که وارهی ز حرج

درست میشود از صبر انتظام امور
بکار خود نرسد هر که نیست صبور

دمیده صبح و نگشتست آفتاب پدید
جهان نیافته آثار روشنی مزید

تو آنقدر بنما صبر تا که روز شود
شعاع مهر بگیتی ضیا فروز شود

بگفت باز که بیرون چرا نه آئی
که عقدهٔ دل من را ز چهره بگشائی

دلم بود بملاقات تو بسی مایل
که از تو تجربه ها میشود مرا حاصل

بگفت بود که من از پدر نصیحت چند
شنیده بودم و چون در بود بگوشم بند

اگر گهی بخلافش ز من شدست عمل
بزندگانی خود دیده ام وفور خلل

یکی ز جملهٔ پند و نصایحش این است
که همچو آتش سوزان در سلاطین است

تو چون بمجلس و دربار شه شوی داخل
مباش ایمن و منشین ز کار خود غافل

که گه به یک نظر بی ادب هلاک شوی
به نیم نکتهٔ بیجا بزیر خاک شوی

کسی ز اهل سیاست هر آنچه دور بود
قریب ایمنی و راحت و سرور بود

نصیحت دگرش اینکه چون بکسی یکبار
فتد بحادثه چشم او شود بیدار

ازان بلیه که او را شود نجات نصیب
بگرد او نرود هیچگه دوباره قریب

وگر برفت بود خون او بگردن او
ز احمقی و جهالت بدان تو رفتن او

دگر ز موعظهٔ اوست در دلم اظهار
که اعتماد بقول و بفعل خصم مدار

بحرف خصم مده تار احتیاط ز کف
بهوش باش مبادا شوی هلاک و تلف

چو ما بگوشه و ویرانه کرده ایم مکان
نه واقفیم ز آداب و طرز بادشهان

من از حصول قدمبوس شاه و فیض حضور
بخفت جهد و عقل گشته ام معذور

بگفت باز که در آمدن چو معذوری
همیکنی ز حضورم بهانهٔ دوری

بوعده که بمن کرده چه میگوئی
گل صداقت و یا سیر کذب میبوئی

بگفت باید در شام میشود نازل
که انتظار بود تا بشب ترا مشکل

نه لایق است چنین منتظر نشستن شاه
صلاح و خیر نماید مرا برفتن شاه

برفت باز دگر باره ز آشیانهٔ بوم
ز لحم کبک بهشتی گرسنه و محروم

چو باز از در سوراخ بود عود نمود
بکف نیافت در آن روز هم گل مقصود

همینکه باز پرید از مقام او دلتنگ
بفکر کار خود افتاد بوم پرنیرنگ

بخویش گفت که خود را اگرچه از کف باز
کنون بخدعه رهاندی مشین به بند ناز

بحرف کذب که امید دادیش کنون
کجا شود ز دلش آرزوی آن بیرون

که وعده ات بدل باز کرده استبداد
خیال کبک بهشتش نمیرود از یاد

چو اوست دشمن پرقوت و قوی چنگال
خلاصی تو از و حرف مشکل ست و محال

بپای خویش زدی زجاهلی تیشه   ترا نبود ز انجام کار اندیشه
خردوران چه پسندیده گفته اند کلام   که دوست دشمن تو میشود بوعدهٔ خام
اگر خصومت کس را تو اقتضا داری   بده بوعده فریبش مکن وفاداری
زخوف باز دگر خوش نمی توانم زیست   که تیز پنجه و فولاد چنگ و مرغ قوی ست
پی خلاصی خود ساز نیک تدبیرے   که بر نشان مراد دولت رسد تیرے
به بحر حیرت و تشویش بود چغد غریق   که خویش را دهد از غم فراغتے چه طریق
بگفت با دل خود اینکه قول نیکان است   که مشورت بمهمات امر رحمان ست
هر آنکه در مهم خویش بود سرگردان   صلاح و مشوره جوید ز عاقلان جهان
بخاطرش برسید اینکه در میان طیور   وجود زاغ بود کامل تمیز و شعور
کنونکه باز بوی تذرو خورسند ست   امید آن چو چغاول بگردنش بند ست
هنوز بوده کلاه امید بر سر باز   طمع بپای دل اوست پای بند دراز
ترا مجال تردد بود بچاره و کار   پی مدافعهٔ باز همتے بگمار
به پیش زاغ بباید روان شوم این دم   که او بفکر رسا وارهاندم از غم
زغار خویش پرید و به پیش زاغ آمد   ز بیم باز بخاطر هزار داغ آمد
بزاغ گفت که ای سرمهٔ نگاه شعور   توئی بعقل و فراست میان ما مشهور
بیمن ناخن عقل و ذکای تست مدام   کشوده عقد مهمات سخت خاص و عوام
برنگ اگرچه سیاهی ولی چو مشک ختن   رسیده بوی هنرهای تو بجمله وطن
مرا فتاده عجب کار مشکلے در پیش   که گشته خاطرم از زخمهای آن صد ریش
ز غم هلاک شدم و ز برای چارهٔ کار   بالتجای تمام آمدم باین دربار
تو از توجه مشکل کشای خود ای زاغ   غم مرا بخور و ده ز رنج و درد فراغ
ز چغد کرد تفحص که چیست مشکل تو   کدام عقدهٔ لاحل فتاده در دل تو

بگو که زخم دلت را بمرهم چاره   رفو کنم که نگردد دگر گرت پاره
ز سرگذشت خود او را خبر نمود تمام   کلاغ یافت سراپا بحال او اعلام
ببوم گفت که در زور و قوت و بازو   ترا ست علم که من نیستم مقابل او
ولی بخدعه و تذویر می توانم خوب   که آورم بکف از وی مقاصد مطلوب
درین دیار انیس من ست روباهی   هنرور و خرد آموز و دانش آگاهی
هزار خدعه بیک تار موی اوست نهان   بود ز دانش او دمنه طفلک نادان
طیور و وحشی این بوم و بر برسم دوام   بمشکلات خود از وی کنند استتمام
هر آنکه در همه اوقات مشکلے بوده   بیک دمش ز رسائی فهم بکشوده
درین مهم تو از وی صلاح باید جست   که فکر اوست سلیم و شعور اوست درست
باتفاق از انجا شدند بال کشا   پریده هر دو بسرعت بسان باد صبا
نزول کرده بماوا و منزل ثعلب   بکار بوم ز روباه گشته چاره طلب
ز شرح قصه خبر شد چو ثعلب مکار   ز حال باز از ایشان نموده استفسار
که رتبهٔ خرد و عقل باز تا بکجاست   ز اهل بخردان یا ز مردم عقلاست
بگفت زاغ که باز ست طایر پر زور   بود بعقل و ذکا نیز در جهانش شور
ولیک حرص و طمع بسته چشم بینش او   بوقت آز نباشد ذکا و دانش او
بدام حادثه ها با وجود هشیاری   ز فرط حرص دهد خویش را گرفتاری
ازین سخن دل روباه شد خوش و تسکین   بچغد گفت که اکنون برو مباش حزین
چو باز در هوس و آز همچو انسان ست   علاج کشتن او پیش بنده آسان ست
هر آنچه بوده گرفتار حرص و آز و هوا   ازین بتر بر او دشمن قوی ست بجا
فرشته چون ز هوا گشته مبتلای عذاب   ز جن و انس دگر چیزها مگیر حساب
بهر طریق که باشد برو تولا کن   ز دشت و کوه یکی کبک نغز پیدا کن

ببر بغارِ خود و پای او به تارِ نیاز / به بند تا که پی وعدهٔ خود آید باز
بیک بهانه کن از غار کبک را بیرون / که باز مخلبِ (چنگال) خود را ازو کند پر خون
چو او بخوردنِ کبک دری شود مشغول / من انتقامِ تو ازوی برآورم بحصول
دعای دولتِ روباه کرد و رخصت شد / دلش قرینِ فراوان نشاط و فرحت شد
ازان مکان چو روان گشت قصدِ صحرا کرد / میانِ دشت یکی کبک نغز پیدا کرد
بتازه روی و آداب و عزت و اکرام / برفت پیش وی و از خلوص کرد سلام
که ای تذرو مبارک سرشت خوش رفتار / زحُسنِ لحنِ تو شرمنده عندلیب و هزار
جمالِ تست چو طاوس خلد جلوه طراز / زقهقهٔ شکرینِ تو دل فرح پرداز
پری رخان زتو طرزِ خرام آموزند / زخندهٔ نمکینِ تو نزهت اندوزند
مرا ارادهٔ شغلِ عروسی ست به پیش / درست کرده ام اسباب کدخدائی خویش
به بنده خانه زهر جنس طایر و مرغان / شدند جمع زراهِ تلطف و احسان
میانِ آنهمه جای تو چونکه خالی بود / بجستجوی تو انجام را شدست و رود
بکلبهٔ منِ مشتاق رنجه ساز قدم / که تا شود زقدومِ تو رشکِ باغ ارم
دران مکان شده ترتیب بزم عیش و نشاط / فراخ گشته بر دوستان بساط و سماط
سرود و غلغلهٔ طایرانِ نغمه طراز / فگنده جوش و خروشی بچرخِ شعبده باز
نوای قمری و آوازِ بلبلِ خوش خوان / ربوده هوش و خرد از قلوبِ مشتاقان
ازین مقوله فراوان بکبک شرح نمود / که شوقِ خاطرِ او سوی غارِ بوم افزود
باتفاقِ خود آورد کبک را در غار / درون نمود خودش بر درش نمود قرار
چو کبک داخلِ آن غار گشت گفت ای بوم / در آشیانِ تو چیزی نمیشود معلوم
هجومِ طیر و هیاهوی جشن و عیش کجاست / بساطِ عشرت و ساز و سرود ناپیداست
مکان ظلمت و جائیست چون شب دیجور / نبوده هیچ درو مایهٔ نشاط و سرور

بگفت چغد که آنها برفته اند تمام / که تا عروس بیارند از رهِ اکرام
عروس را چو بیارند بزم صحبت و ناز / بحالِ سابقهٔ خویش گرم گردد باز
خلاصه اینکه بدین حیله کبک را تا شام / نگاه کرد دران غار چغد نافرجام
بحسبِ وعده بیامد به نزدِ او روباه / بکنجِ غار بیک گوشهٔ گرفت پناه
نشسته بر درِ آن غار منتظر آن بوم / که جلوهٔ اثرِ باز کی شود معلوم
قریبِ شام فتادش بدیده باز از دور / که کرده عزم درِ غار را بشوق و فور
صدا نمود در آنوقت کبک مهمان را / که سخت مدت دیری گذشت یارا زا
بشغلِ خویش هرا بوده چون گرفتاری / تو کن زراهِ مروت بمن مددگاری
که رو بجانبِ صحرا و راه را بنگر / که از عروس دران راه بوده است اثر
چو ذهنِ کبک زاطوار غدر خالی بود / برون برآمد و سوی عروس روی نمود
گمان کبک بهشتی برو نمود آن باز / بجست و صید نمودش بشوق و رغبت آز
چو باز کرد فرو سر بلحم خاطر خواه / ازین طرف بکمین که برآمد آن روباه
بسوی باز روان گشت نرم و آهسته / چو دید باز بخوراک کبک پیوسته
نمود حمله و آن باز را گرفت بفم / بانتقامِ تذروش بکشت در یکدم
چو باز و کبک بشد هر دو طعمهٔ ثعلب / رسید چغد بمقصودِ خاطر و مطلب
پس از هلاکت باز و تذرو آن روباه / ببوم گفت چنین کای محب نیکوخواه
که از عروسی تو اینقدر تمتع بیش / نیافتست مگر شد نصیب این درویش

خطاب ملاح بزیبا

چو یافت قصهٔ ملاح صورت اتمام / خطاب کرد بآن نازنین کبک خرام
که باز اگر بتقاضای نفس شوم و دغل / نمی شنید سخنهای مکرِ بوم دغل

بدام خدعه چنین مبتلائی گردید
اسیر پنجهٔ آن پر دغا نمی گردید

فریب خورد چو بر حرفِ چند زشت نهاد
به بین که عمرِ عزیزش چه مفت رفت بباد

اگر چه بال و پرش بود و قوت و چنگال
بگشت لقمهٔ روباه بی پر و بی بال

نمی شنید اگر کبک حرفِ بیگانه
نمی چشید ز جامِ هلاک پیمانه

بوعدهٔ تو دلِ من نمیشود تسکین
که عهدِ تست نهان زشت و ظاهرش رنگین

تو نامِ وعده و پیمان چو بر زبان آری
بپای خاطرِ من بندِ حیله بگذاری

مرا همان طمعِ خامِ باز و وعدهٔ بوم
رسد بخاطر و فرحت ز دل شود معدوم

سراسرست سخنهای تو خلاف و دروغ
بعهد و قولِ تو نبود نشانِ نور و فروغ

گلِ وجودِ تو دانم تهی ز بوی وفاست
بوعده های تو دل بستنم خطا و خطاست

تو لافِ مهر و محبت چرا زنی بفریب
نیم ز بیخبرانِ رهِ فراز و نشیب

اگر نشانِ صداقت ترا بدل می بود
مرا حصول شدی از تو بیشتر مقصود

ولی محبتِ من نیست در دلت چو گیاه
بود ضمیرِ من از رازِ خاطرت آگاه

نشسته تشنه لب اندر کنارِ دریایم
دگر نماند بدل هیچ طاقت و تابم

بصحنِ گلشنم و دستِ من بگل نرسد
میانِ میکده ام ساغرم بلب نرسد

بهار طبعِ جهان را چو استقامت نیست
بعمرِ تیز کسی را چو استدامت نیست

مباد حادثهٔ در میان شود ظاهر
که ناامید شویم از مقاصدِ خاطر

چو لاله داغِ تمنای ما بدل ماند
چو سروِ پای مراداتِ ما بگل ماند

بیا بشوق در آغوشِ من نشین یکدم
که از بهارِ وصالت دلم شود خرم

مکش تو دامنِ خود را دگر ز صحبتِ من
که نیستم متحمل دگر بحیله و فن

جواب زیبا

چنین بگفت بملاح آن پری تمثال
که صبر پیشه کن و این قدر ز درد منال

ز مردمانِ جهاندیدهٔ خرد پرور
که کرده تجربه در زشت و خوب و نفع و ضرر

بهیچ کار نباید شتاب و بی تابی
که نخلِ صبر دهد برگ و بارِ شادابی

بگرم و سردِ جهان هر که واقفست نکو
بود ثبات و سکون و شکیب خصلتِ او

چراغِ صبر بهر خاطری که شد روشن
شود شگفته مرادِ دلش چو گل بچمن

نهالِ صبر دهد میوهٔ حصولِ مرام
کشاید از اثرِ صبر کامِ هر ناکام

کلیدِ صبر بود فاتحِ درِ مقصود
بکف همی فتد از صبر گوهرِ مقصود

ز شهدِ صبر هر آن کس که لذتی یابد
بهر دو دهر ثواب و سعادتی یابد

گر از مدارجِ صابر کسی خبر گردد
دلش بغیر صبوری ز هر چه بر گردد

هنوز بود چو زیبا بموعظت مشغول
که در دو دیدهٔ ملاح کرد خواب حلول

گذشته بود ز شب حصهٔ که مدهوشی
بر او قوی شد و زیبا نمود خاموشی

بدردِ سینه بنالید بر درِ سبحان
که ای نجات دهِ نوح ز آفتِ طوفان

شگافتی بر موسی ز لطف دریا را
که کرد غرق همان قوم اخری را

ز التهاب فروزنده آتشی چو جحیم
چو گلشنی بنمودی ز بهر ابراهیم

تو از کمالِ کرم کافی المهماتی
روا کنندهٔ آمالِ اهلِ حاجاتی

عنایتِ تو بود دستگیر جمله عباد
ز دستِ لطفِ تو گردد مقیدان آزاد

توئی همیشه بهر بنده کارسازنده
بجز تو نیست کسی بندگان نوازنده

اگر منم به چنین ورطه عاجز و بیکس
مرا است ذره ز الطافِ تو کفایت و بس

چو من بدستِ چنین خاینی گرفتارم
تو کن عنایت خود را انیس و غمخوارم

ز چنگِ شهوتِ این شخص رستگارم ساز
وزین محیطِ بلا واصلِ کنارم ساز

متاعِ عصمتِ این بنده را صیانت کن
برای آنکه بود صاحبش حفاظت کن

زسوز سینه که زیبا چنین نمود دعا
قبول گشت بدرگاه قادر یکتا

بنازم از کرم کارساز بنده نواز
که لطف اوست خریدار رخت عجز و نیاز

الهی از کرم عام خویش و لطف عمیم
ازان عمل که بود موجب عذاب الیم

بحفظ دار تو این پرگناه مسکین را
باو نمای صراط هدایت و دین را

اگرچه نیست چو شیر احمد گنه آمود
بروزگار کسی دیگری خطا آلود

ولی چو فضل تو ای کردگار عالمیان
کثیر و بیشتر ست از حد شمار و بیان

گناه بنده به پیش عطایت ای رحمن
چو نیم قطره بود در مقابل طوفان

نظر بمعصیت خویش چون کنم هیهات
محال و سخت نماید ره خلاص و نجات

برحمتت چو نظر افگنم که بوده عظیم
نشاط در دل من آید و گریزد بیم

مرا بآیهٔ لاتقنطوست چشم امید
وزین نوید دلم راست فرحت جاوید

بحر رحمت خود محو کن گناه مرا
سفید کن ز کرم نامهٔ سیاه مرا

خلاصی یافتن زیبا از دست ملاح و رسیدن او بساحل

بیار ساقی ازان بادهٔ فرح بخشای
که همچو نور بصر در دلم نماید جای

بریز قطرهٔ چندی بساغر جانم
که باشد از پی هر درد و رنج درمانم

زفیض آن می جان بخش خاطر محزون
بفرحت ابد و سرمدی شود مقرون

زاضطراب محیط جهان سفینهٔ دل
نجات یابد و گردد رسندهٔ ساحل

چو خواب دیدهٔ ملاح را بپوشانید
فلک عنان شعورش ز هوش گردانید

فراغ یافت ز ابرام و شور او زیبا
بلند کرد بدرگاه حق دو دست دعا

نمود جلوه به چشمش علامتی از دور
ز دیدنش دل او اندکی گرفت سرور

بطور گریه و زاری ز دل کشید آواز
که تا علامتش آید قریب و یا بدراز

چو پیش گشت علامت پدید با بینش
که زورقی ست جوانی نشسته در بینش

ازو نمود تفحص جوان که گریه ز چیست
تو کیستی و بآن زورق تو دیگر کیست

بگفت عورتم و حمل دارم از نه ماه
ز رنج حمل بود حالتم خراب و تباه

چو تو همی نگری در سفینه دیگر تن
که کرده خواب همین کس بود برادر من

ز درد زه شده ام بیقرار از دو سه روز
برادرم بغم گشته اضطراب اندوز

نکرده بود درین چند روز خواب و قرار
کنون ز نوم رسیده بچشم او آثار

بحال من شده چون اشتداد درد و محن
یقین که میشود امشب خروج طفل از من

چو با برادر خود بوده ام بیک منزل
بدل ازین سخنم سخت شرمسار و خجل

تو ای برادر نیکوسیر اگر ز کرم
نهی بزورق این خواهر کمینه قدم

که من بزورق تو آیم و گزینم جای
که تا ولادت حملم شود ز لطف خدا

بود هر آینه از سیرت جوانمردان
بگردنم شودت طوق منت و احسان

چو اهل جود و کرم از مکارم اخلاق
همی کنند مراعات اهل عجز و وفاق

حصول حاجت مردم بود طریقت شان
شود گشایش هر مشکلی ز همت شان

مراست چشم عنایت ازان کرم گستر
که حاجتم تو روا سازی ای نکو اختر

اثر نمود بر او عجز آن خجسته مقال
گذاشت زورق خود را برای او در حال

جوان بزورق زیبا برفت و کرد سفر
میان زورق او آمد آن پری پیکر

سر طناب زواریق را بهم بستند
که تا بیک دگر آن زورقان بپیوستند

چو سوی زورق زیبا جوان نمود گذار
شدش ز جانب زیبا سفارش بسیار

که آن برادرم از درد رنجها دیده
درین سه روز دمی چشم او نخوابیده

مکن تو از کرم خویش زود بیدارش
قرار تا بسحرگه بخواب بگذارش

چو هر یکی بزواریق کرد استقرار
زبعد لحظه جوان هم ز خواب شد سرشار

کشید تیغ و برید آن طناب را زیبا | که هر دو زورق وصل زهم شدند جدا
زباد شرطه عنایت شد و بکم فرصت | گرفت زورق زیبا ازان مکان بعدت

بیدار شدن ملاح از خواب و وقوع مجادلهٔ جوان با او

قریب صبح که از روشنی دمید آثار | شدند آن دو نفر چون زخواب خویش بیدار
زحال یار چو ملاح را نبود خبر | بطرز سابقه از عشق او بسوز جگر
کشید ناله و فریاد کی پری رخسار | تو از برای خدا دیگرم مسوز بنار
بسوختم زجفا و تغافلت ای دوست | نه از تو سنگدلی با من اینقدر نیکوست
دگر نماند مرا صبر و طاقت و تابی | بزن بآتش شوقم ز وصل خود آبی
بلب رسیده زشوق وصال تو جانم | زجام صحبت تو تشنه تا بکی مانم
زدرد عشق تو تا چند من خروش کنم | اجازه ده که زلعل تو باده نوش کنم
ازو چو این سخنان را جوان شنید بگوش | خیال بست که دیوانه بوده یا مدهوش
بماند ساکت و حیران که این چه می گوید | مراد خاطر و کام خود از که می جوید
گذشت در دل ملاح کاین سکوت از دوست | دلیل خواهش قلب و رضای خاطر اوست
زجوش عشق جوان را بزعم آن دلبر | بسوی خویش کشید و گرفت تنگ ببر
بشوق بوسه فرو برد بر لبش دندان | ازین قباحت کارش بخشم گشت جوان
کشید از لبانش خویش را و سیلی چند | نواخت بر سر و روی ملاح سگ مانند
زضرب سیلی او یافت درد چون ملاح | بزد طپانچه برو از ره جنون ملاح
طپانچه بازی شان شد بدل بمشتی | ازان گذشته و آویختند بکشتی
ازین معامله ملاح رفت در حیرت | که دلبرم چه قوی بازوست و پر غیرت
نبود در دل ملاح از خرد اثری | که بشناخت که معشوق اوست یا دگری

جوان چو شخص قوی بود بر فگندش پست | بسینه اش بنشست و دو دست و پایش بست
چنین که بسته و مضروب و خوار و غلطان شد | زپهلوانی معشوق خویش حیران شد
چو روشنی بفزود از طلوع فجر و صباح | فتاد بر رخ آن شخص دیدهٔ ملاح
زآتش دل خود آه سوزناک کشید | فگند دست و گریبان خویش را بدرید
که حیف دلبر زیبای من چه مکر انگیخت | مرا به بند بلا در فگند و خود بگریخت
جوان ازان حرکاتش بفکر و حیرت بود | درین مقام بسویش زقهر روی نمود
که بر تو صرع اثر کرده یا جنون ای مرد | که هرزه گوئی و هر لحظه میکشی دم سرد
بگو تو کیستی و خواهر تو رفته کجا | که برده زورق من را و گشته ناپیدا
چنین بگفت و شنید مخالف و مضطر | دمی مباحثه شد درمیان یکدیگر
وقوف یافت زحالش جوان بآخر کار | که هست مردک ملاح خاین و بدکار
بگفت راست بگو شرح حال دختر را | حکایت و سخن آن ستوده گوهر را
بگفت از تو حقیقت نمیکنم پنهان | ولی برای خدا دست و پای من بهان
رها نمودش و ملاح را نبود گزیر | بیان واقعه را کرد پیش او تقریر
جوان که قصهٔ احوال را ازو بشنفت | بآن خیانت وی صد هزار لعنت گفت
زقهر بست دگر باره بند بر پایش | بعزم آنکه فرو افگند بدریایش
که ای خبیث چرا درمیان آن دو رفیق | بظلم و جور فگندی جدائی و تفریق
کسی که سنگ جدائی زند میان دو کس | زکام خویش بود نا امید آن ناکس
جفا نمودی و هیچ از خدا نترسیدی | زریش و کله و دستار خود نشرمیدی
تو هم ازو نشدی کامیاب مقصد خویش | چه خوب شد که بماندی بداغ حسرت خویش
سزای تست که اکنون بحیرت اندازم | وجود زشت ترا رزق ماهیان سازم
بگفت آنچه مرا پیش آمده کافی ست | دگر جفا تو مکن زانکه این جزا وافی ست

بعجز و توبه لب گردیش او فریاد   که رحمش آمد و کردش ز قتل و بند آزاد
باتفاق نمودند هر دو جهد مزید   که تا سفینهٔ شان در کنار بحر رسید

واصل شدن زیبا بساحل و دوچار گردیدن او بجزیرهٔ چهل دزدان و رهائی یافتن بمبتلا

همای تیز پر خامهٔ سخن پرداز   چنین بگلشن تحریر میکند پرواز
که چون سفینهٔ زیبا جدا شد از ملاح   نیاز کرد بدرگاه حضرت فتاح
نسیم شرطهٔ الطاف ذوالجلال وزید   چنانکه زورق او زود بر کنار رسید
بر و عنایت پروردگار بیچون شد   که تندرست و سلامت ز بحر بیرون شد
بیک جزیره فتادش نظر که بود آنجا   گرفته چهل نفر از دزد پیشه گان ماوا
چو بود عادت آن سارقان بدین منوال   که سی و نه تن ایشان بغارت اموال
همیشه هر طرفی هر سحر برفتندی   بآن نواحی و اطراف و دشت گشتندی
ز اهل قافله و رهروان قرب و بعید   همیزدند بتاراج نقد و جنس مزید
بدی نشسته یکی بر حفاظت مسکن   الی مراجعت آن جماعت پرفن
رسیده بیخبر اندر مقام شان زیبا   بچشم حارث آن بقعه گشت جلوه نما
چو دید دزد نگهبان که یک عجب نخچیر   بپای خود سوی صیاد (نگهبان ١٢) میرود چون تیر
شد از رسیدن او شادمان و بس خوشحال   برهنه پای دویدش برسم (شکاری ١٢) استقبال
چو دید جنس نفیس حضور دیدارش   بنقد جان گرامی بشد خریدارش
بگفت بر در من آمده چنان دولت   که عمرها بتقاضاش برده ام محنت

نمود بر رخ زیبا در محبت باز   ز فرط شوق باو شد چنین سخن پرداز
که ای غزالهٔ مشکین دشت محبوبی   نبوده مهر درخشنده چون تو در خوبی
بود همیشه دلم وقف تیر مژگانت   اسیر دام دو گیسوی عنبر افشانت
ندیده چشم جهان چون تو ماه رخساری   نصیب من شده امروز نازنین یاری
خوش آمدی و صفا و سعادت آوردی   چو نوبهار بجانم طراوت آوردی
بپیش او که بساط خصومیت گسترد   برای صحبت او التماس و رغبت کرد
نظر نمود چو زیبا بروی آن ناپاک   دلش ز محنت و اندوه و غصه شد غمناک
حدوث واقعهٔ تازه دفعهٔ ثانی   شکسته ساخت دلش را بصد پریشانی
بخویش گفت که حیران طالع خویشم   که دم بدم بنهد ریش تازه بر ریشم
چو سایه حادثهٔ دهر با من است رفیق   که هر کجا که روم زو نمیشوم تفریق
شدم خلاص بصد کلفت و هزار فسون   ز دست آفت ملاح زشت ناممیمون
کنون دوچار شدم با چنین بلای دگر   که می سراید ازین گونه نغمهای دگر
رها شدم ز دهان نهنگ آن دریا   درین جزیره فتادم بچنگ اژدرها
ازین حوادث بی انتها چه چاره کنم   ز درد دل بجه ملبوس خویش پاره کنم
پناه می برم اندر حصار حفظ خدا   که غیر او نبود در دو عالمم ملجا
بخوان دل شده زیبا غریق و آن طرار   بپیش اوست به تمهید بزم بوس و کنار
بآبداری باغ نشاط می کوشد   بذوق و شوق تمنای وصل میجوشد
چو دید آتش طرار را بآن تیزی   نهاد در ره او دام حیله انگیزی
جبین کشاده و پرخنده گفتش ای دلدار   مرا بوصل تو بود است رغبت بسیار
چه خوش بود که دو مشتاق پس از مدت   فلک بکام رساند و دهد چنین فرصت
چو خضر قسمتم اینجا هدایتی کرده   بخوان وصل تو ام خوش حوالتی کرده

زکامِ خویش مخور غم که گوهرِ تنِ من   ترا رسیده چو خاتم بدست اهریمن
بهر چه امر نمائی چنان کنم در حال   ولی تنم شده از بس گرسنگی پامال
تردد سفر و اضطراب و بیخوابی   کمالِ ماندگی راه و فرطِ بیتابی
مرا نموده پریشان و مضمحل چندان   که هیچ در تنِ این خسته نیست تاب و توان
نه لایق است که با چو تو دلبرِ جانی   شوم قرین بچنین حالتِ پریشانی
چه لذتی بود اندر وصالِ غیر محل   بجای عیش مبادا رسد ملال و خلل
اگر بخوانِ محبت ترا طعامی هست   بیار زانکه زجوع (گرسنگی) غم برفته دل از دست
که تا مذاقِ تمنا ازان کنم شیرین   شود زخوردنِ نان رنجِ خاطرم تسکین
طعام و اغذیه (خوراک) هرگونه پیش او فی الحال   بیاورید و نمود او بخوردنش اشغال
بحینِ خوردنِ نان فکر می نمود بدل   که وارهد بچه رنگ از کمند آن بیدل
نگاهِ او بدرختی فتاد یک ناگاه   دران درخت ستونی که ذرع او پنجاه
همان ستون بفرازِ درخت استاده   بقرب فوق ستون کفه ایست بنهاده
بعرض و طول فراخی کفه ده گز بود   چهار سلسله در گوشه های او موجود
فتاده کفه فرو از سرِ ستون کمتر   بسانِ کفهٔ میزان منوط گشته زسر
طنابهای دگر در جوانبش مضبوط   بنوکِ هر رسنی حلقهٔ شده مربوط
سرِ همان رسن و حلقه ها رسیده بزیر   بمیخ های قوی بسته گشته است از دیر
نشسته در سرِ آن کفه یک نفر مردی   همی کشید ز دل خود فغان پر دردی
که از برای خدا تشنگی هلاکم ساخت   گداز و سوز درون سخت دردناکم سوخت
مرا بجرعهٔ آبِ نوازشی بخشید   باین عطا و کرم نیک سازشی بکنید
چو دستگاه چنین را دران مکان زیبا   بدید گفت که من میخورم هنوز غذا
زمانِ صحبتِ ما بعدِ خوردنِ نان است   مرا کنون زتو ای دوست چند پرسان است

بگو تو کیستی و این مقام جای کجاست   بران درختِ بلند آن ستون و کفه چراست
میانِ کفه که بنشسته است او چه کس است   پی شنیدنِ این کیفیت مرا هوس است
بگفت دزد که نامِ جزیره استنقاست   زچند سال درینجا مقام و منزل ماست
باصلِ خویش چهل مرد دزد طراریم   همه دلاور و پرزور و مست و عیاریم
بود ز صولتِ ما زهرهٔ غضنفر آب   بجنگِ ما نتواند هژبر و ضیغم تاب
نهالِ نیزهٔ ما هست برگ و بارِ اجل   ز ابرِ خنجرِ ما ریزد آب شارِ اجل
فساد و فتنه و قتل است کارِ ما دایم   کنیم شور قیامت بهر طرف قایم
زبیش درگهِ ما رعد بگذرد خاموش   کشد زهیبتِ ما برق حلقهٔ در گوش
همی کنیم بدریا همیشه صیدِ نهنگ   شکارِ ماست بصحرا و بیشه شیر و پلنگ
فتاده اند زغم روز و شب بلرزه ز بیم   زخوف و شوکتِ ما خسروانِ هفت اقلیم
ز جمعِ ماست بسر کردگی یکی ممتاز   جوانِ پیلتنِ کوه جثه رعد آواز
به پیش اوست تهمتن حقیر تر از مور   میانِ دهر بلقب دوز نامِ او مشهور
یکی بحفظِ مکان ماند و دگر یاران   باخذِ مال و غنایم همی شویم روان
سوار گشته بهر روز در یمین و یسار (چپ، راست)   کنیم سعی و تردد باین نواح و دیار
بود ترددِ ما از دمِ سحر تا شام   بهر چه دست بیابیم آوریم تمام
باین درخت که این دستگاه را بینی   طناب و کفه و اسباب و جاهِ را بینی
بدانکه نام همان شی طلسمِ افلاکست   مقامِ حبسِ خطا پیشگانِ بیباکست
باهلِ جرم درین جا دهیم ماوائی   کزو کسی نتواند گریختن جائی
چنانکه حال درو این حریفِ محبوس است   زراه و رسمِ خلاصی خویش مایوس است
جوانِ کفه نشین را حکایتیست دراز   کنون نبوده بشرحش فراغتِ ابراز
خلاص یافت چو زیبا ز اکلِ نان و طعام   مرا بشوق طلسم است گفت شوق تمام

بدفع خواهش او گفت این چنین طرار   که حال نیست زمان نظاره اش ای یار
چو مر تراست در اینجا اقامت و منزل   هزار بار تماشای او کنی حاصل
بیا کنیم تماشاے باغ عشرت را   دهیم رونق خوش دستگاه صحبت را
که باد حادثه ها مختلف وزد هر دم   مباد عیش مبدل شود بمحنت و غم
کنند عود رفیقان من بمنزل خویش   بجور از تو بخواهند مقصد دل خویش
تو در کشاکش ایشان شوی اسیر بلا   فتد بشیشهٔ امید بنده سنگ جفا
ز شهد شربت لعل تو تشنه لب مانم   مریض بستر افسوس و تاب و تب مانم
جواب داد که بشنو نصیحت ای طرار   که گفته اند خرد پروران تجربه کار
چراغ مقصد امید مردمان افروز   که تا شوی بحصول مقاصدت فیروز
چه می شود که دمی انتظار جام کشیم   بیک دقیقه تماشای این طلسم کنیم
چو در اطاعت معشوقه عاشقان دایم   ز راه صدق و نیازند ثابت و قایم
بپاس خاطر زیبا روانه شد طرار   گرفت دستش و حاضر نمود در بن دار
کشاد از دو طرف جملگی رسن ها را   دقایقش همه معلوم گشت زیبا را
طناب اصل ستون را که سست کرد چنین   رسید کفه ز فوق ستون بسطح زمین
فرو نشاند جوان را به پیش خود طرار   گرفت دلبر زیبا میان کفه قرار
چو کرد باز طناب طلسم را محکم   حبال او بوتد ها بهبست باز بهم
رسید کفهٔ او بر سر ستون بهوا   عروج کرد چو خورشید بر فلک زیبا
چو آن هلال جبین بر سپهر ما وا کرد   دمی بهر طرفی دید و خوش تماشا کرد
نگاه کرد بصحرا و گفت اے طرار   ز دور طرفه غباری همیشود اظهار
نشان کرد همانا که باشد از قندوز   نمیشناسمش اما شد از قرینه بروز
ازین سخن دل طرار شد ملال آگین   بگفت باد فدای تو جان این مسکین

فرود شو که هنوز ست چشم فتنه بخواب   کنم ز بادهٔ وصل تو جام دل سیراب
گذاشت مجمر خود را بران ستون هنر   ز کفه چونکه فرو شد نهاد دست بسر
که آه چادر من ماند بر فراز ستون   ضرور شد که دگر باره پس روم اکنون
بچادرم که رفیقان تو کنند نظر   ازین نشانه باحوال ما شوند خبر
میان کفه بزودی نشست آن طرار   که من همیروم از بهر چادرت این بار
تو زحمتے بکش و یک دقیقه صبر نماے   بگیر سلسلهٔ دار را و باش بجای
سر طناب بدست خود آن نگار گرفت   که باز کفه بفوق ستون قرار گرفت
چو دزد شد بفراز طلسم خود واصل   ازین طرف شده زیبا و آن جوان واصل
بزور و قوت خود کرد اتفاق بهم   اصول سلسله ها را بهبست مستحکم
چو مجمرش ز ستون برگرفت کرد نفیر   که سست ساز از آن حلقه رشته و زنجیر
که تا بزیر رسد کفه من شوم پایان   جواب داد باو آن پری که ای نادان
جهانیان به بلندی کنند میل تمام   چرا تو جانب پستی همی کنی اقدام
هر آنکه فطرت او پست همتش دون ست   ز اعتلا به نزولش اراده مقرون ست
نشسته باش همانجا که جای عالی ست   مکن خیال به پستی که از نگون فالی ست
نیاز و عجز فراوان نمود آن طرار   ولیک سود نکرد و بماند بر سر دار
ز کار دزد که زیبا گرفت اطمینان   نمود روی بآن مرد کای برادر جان
بگیر اسلحه و اسپ و مال و دولت و زر   که تا رویم ازینجا بجانب دیگر
دو اسپ منتخب از خیل فرد دزدان   پسند کرده و زین های خوش نهاده بران
زر و جواهر و تیغ و متاع و دیگر چیز   که داشتند بحاجت طعام خوردن نیز
گرفته قدر توان و لباس مردانه   بتن نموده همان دلربای جانانه
شدند هر دو روان و بوقت رفتن خویش   قریب تر شده زیبا به نزد آن بدکیش

که لاف میزدی از پهلوانی و مردی — ظهور شد ز تو در حال عجز و نامردی
چه شد شجاعت و مردانگی و همت تو — کجا اگر بخت دلیری و زور و قوت تو
حرام باد لباس دلاوری به تنت — که از ضعیفهٔ بیزور خسته شد بدنت
چو همرهان تو آیند ای شقاوت کیش — زنی تو لاف دلیری و پهلوانی خویش
ز عاجزی و ضعیفی این کمینه زنی — بباید که بگوئی به پیش شان سخنی
سلام من برسانی بزمرهٔ طرار — کنی بخدمت ایشان سوی من اظهار
که در پی طلب من مشقتی نکشید — بسان نقطهٔ پرکار پا بجا باشید
که قصر عصمت این بنده سخت بنیان ست — حصار حفظ الهی مرا نگهبان ست
همین بگفت و روان شد باتفاق جوان — بقطع مرحله کردند جهد بی پایان
ازان جزیره رسیدند در بیابانی — که همچو طبع کریمان نداشت پایانی
بطی مرحله سه روز و شب بجهد تمام — زدند اسپ و نکردند یک دقیقه قیام
چو از منازل دزدان بقدر صد فرسنگ — جدا شدند و گشتند مانده و دلتنگ
بآن جوان دگر گفت کای رفیق حمید — بما و مرکب ما از دیاد رنج رسید
بیا که طرح اقامت بیکمکان فگنیم — ز رنج راه دمی استراحتی بکنیم
ز راه عام جدا گشته قدر یک منزل — شدند هر دو بیک مرغزار خوش داخل
که چشمه ها و درختان دلگشای داشت — طرب فزا و فرح انتما هوای او داشت
نشسته زیر درختی و خوان بجا ده پیش — بمرغزار به بستند آن مراکب خویش
چو استقامت و راحت کشش تن پیدا — بجست و جوی در آمد ازان جوان بیا
که چیست نام تو سرو کدام بستانی — چرا رسیدت ازین ساربان پریشانی

بیان کردن صفدر حقیقت حال خود را

عنان اسپ سخن را جوان نیک نهاد — ز روی صدق بدست بیان چنین سر داد
باصل تاجرم و ملک چین مرا وطن ست — بگل تنم شده پرورده همان چمن ست
بنام صفدرم و بود والدم مسعود — بهر طرف شده نام سعید او مشهود
ز کثرت زر و مال و توانگری و منال — نبود چون پدر من کسی بجاه و جلال
چو بود پرورش من بمهد عشرت و ناز — به بذر مال پدر داشتم دو دست دراز
بهمنشینی اوباش و مردم جاهل — بفسق لهو و لعب بود خاطرم مایل
شبی پدر در پند و نصیحتم در گوش — فگند و گفت که ای ناخرد و بد هوش
چو بی هنر شود از پیشهٔ پدر اولاد — بذکر ناخلفی خلق می کنندش یاد
هر آن پسر که ندارد نشانهٔ ز پدر — به نزد اهل خرد اوست مرد بد گوهر
بکش ز عرصهٔ تبذیر و فسق عطف عنان — که هست مرد مبذر برادر شیطان
قیام کن چو من ای جان بکسب بیع و بها — عمل نمای بخیر الامور اوسطها
مرا نصیحت والد نمود بس تاثیر — بسان نقش نگین در ضمیر شد جاگیر
ز بذر مال و دگر چیزهای نامشروع — بیمن همت او یک قلم شدم ممنوع
مرا ز بهر تجارت هزار درهم داد — برای تجربه آن نقد در کفم بنهاد
هزار درهم من صد هزار شد تا سال — و ز دل پدرم گشت خرم و دل شاد — خوشحال
بروی من در اقبال را گشاد خدا — هر آنچه خواستم از درگهش بداد مرا
پس از دو سال پدر هم بامر ربانی — بسوی ملک بقا شد ز عالم فانی
فتاد دست تصرف بمال او نیز هم — ز گنج و مال فراوان رسید هر چیزم
ز نیشان که گرفتم شمار اشتر خویش — رسیده بود بهفصد قطار بی کم و بیش
اگرچه داشتم از حد گذشته خدمتگار — هزار تن ز غلامان چابک و طرار — جرار
خریدم از حبش و سند و چین و گرجستان — فتاد طنطنهٔ دولتم بجمله جهان

چو مال و دولت من شد برون ز حد حساب   نمود جا بدماغم غرور مال و شباب
فتاد دغدغهٔ سلطنت مرا در دل   بملک گیری و شاهنشهی شدم مایل
خیال بست ضمیرم که کار سلطانی   رسد بصاحب دولت بوضع آسانی
بملک و تخت که هر کس مقام می گیرد   ز گنج جمله امورش نظام مے گیرد
چو جزو اعظم دولت بود زر و اسباب   زرم که هست مدان هیچ چیز او نایاب
مرا خزاین و مال ست از شما مزید   هزار مرد خریدم ز بندگان جدید
همه دلیر و تنومند و چست و مردانه   کسان چند در و کاردان و فرزانه
اساس مملکت از گنج یابد استحکام   سپاه و اسلحهٔ حرب زو شود انجام
بدل خیال به بستم که این همه زر و مال   کشم ز شهر به عذر تجارت اموال
روم برسم سیاحت بمثل بازرگان   کنم ملاحظهٔ ملک و گردشے بجهان
بهر ولایت و ملکے که دسترس یابم   نشانه و اثرے از چنین هوس یابم
زنم بداعیهٔ خویش از تحکم جوش   درآورم بجهان کوس سلطنت بخروش
ز جاهلی بدل خود همین هوس پختم   نه از طریقت غفلت بهیچکس گفتم
بدین خیال شترهای خویش را در حال   نموده بار ز گنج و خزاین و اموال
بدستگاه عظیم و جلال و حشمت و فر   ببر لباس تجارت بسر هوای دگر
شدم روانه بملک و دیار ترکستان   که تا شوم زکدا این امیر ملکستان
فریب نخوت شیطان و شوق نفسانی   مرا فکنده بچاه غرور و نادانی

نصایح سنجق

ز چاکران پدر یک غلام سنجق نام   که بود مرد خردمند و داشت عقل تمام
نموده با پدر من سیاحت و اسفار   بگرم و سرد جهان گشته نیک تجربه کار

برین ارادهٔ من بردپی زدانائی   مرا بگفت گرفتار طرفه سودائی
ازین هوس بگذر خویش را نه مجنون کن   خیال فاسده را از دماغ بیرون کن
هوای پادشهی را بدر کن از سر خویش   که پیش پادشهانی برتبهٔ درویش
موافقت نکند هر نگین بهر انگشت   کلید ملک نیاید بقبضهٔ هر مشت
زمام هر هنری نیست در کف هر کس   نوای بلبل و قمری کجا و بانگ مگس
مقرر ست ز حق هر کسے بهر کارے   چو نخل نشو ندارد بنای دیوارے
شکار باز ز گنجشک کی بود مقدور   ز گربه پنجهٔ شیرے نمیرسد بظهور
درین خیال که گردیده در دولت جاگیر   مخاطرات عظیم ست و فتنه های کثیر
قیام هر چه بذات خودش بود بهتر   ز اصل خویش گذرد باشدش هزار خطر
جدا چو داشته هر کس ز اصل خویش شعار   بداب و مسلک خود بایدش کند رفتار
چو بد بهمسری مهر را خیال کند   خلل پذیرد و انوار او زوال کند
ندیده در شجر توت بار سیب کسے   گرفته جا بدماغ تو بو العجب هوسے
شراب پادشهی را خمار بسیار ست   که بادشاه به صد درد و غم گرفتار ست
همیشه پادشهان را بود همین خواهش   که یک دقیقه بنوشند جام آسایش
ز رنج سلطنت خویش خسرو آفاق   برای راحت یکدم بود بسے مشتاق
فراغت ست چنان نعمت نکو فرجام   که بوده پادشهانش بآرزوی تمام
تمیز کن بدل ای خواجه زادهٔ ذی شان   چه دیدهٔ تو ازین کسب و پیشه ات نقصان
ز پیشه های جهان پیشهٔ تو بس نیکوست   فراغ و راحت عالم همه ملازم اوست
گمان پادشهی هست سخت مستحکم   بزور بازوی هر ناتوان بگردد خم
کمند فکر تو ای ره نورد نادانی   کجا رسیده تواند بقصر سلطانی
حمار اگر چه بود فربه و قوے و جوان   مقام و جای ندارد بموکب اسپان

فروغ شمع اگرچه بود بحدِ کمال / شود ز مشعل خورشید نور او پامال
بهر کسی ست جداگانه پیشه و آئین / گهی نگشته کبوتر مماثلِ شاهین
ز زاغ نغمهٔ طوطی کسی نکرده بگوش / خر و بقر نکشد بارِ فیل ابر دوش
ز کسب و مسلک آبای خود مگردان روی / خلافِ راهِ جد و قبله گاهِ خویش مپوی
زیاده از دهنِ خود مگیر لقمهٔ نان / که تا ترا نشود چاک و پاره کام و دهان
ز حدِ خویش تجاوز مکن که آخر کار / قرینِ حالِ تو گردد ندامتِ بسیار
کسیکه از حد و مقدارِ خود عدول کند / جهانِ محنت و غم بر تنش حلول کند
هر آنکه کرد ز آداب خویش گردشِ رو / بدامِ رنج فتد طایرِ فراغتِ او
برون ز آب چو ماهی همیگذارد پای / ببین که میشودش درمیانِ آتش جای
بکارِ خویش چو اندازه را نگهداری / فراغ باشدت از رنج و محنت و خواری
نگاهِ داشتنِ حد بود سلامت حال / گذشتن ست ز حد باعثِ صد وبال
قدم ز دایرهٔ طرزِ خود منه بیرون / که همچو فرقهٔ زاغان دلت نگردد خون
بگفتمش که خبر نیستم از آن قصه / رسان بگوشِ دلِ من ز شرح او حصه

حکایتِ طایفهٔ باز و زاغ

پیِ دلیلِ اقاویلِ سنجقِ عاقل / بشرحِ قصهٔ زاغان چنین شده ناقل
که فوجِ باز بیک بیشهٔ طرب افزا / گرفته بود میانِ جزیرهٔ ماوا
هوای بیشهٔ ایشان نضارتِ خوش داشت / درخت و میوه و آب و هوای دلکش داشت
بآرزوی همان بیشه جمله نوعِ طیور / درونِ خاطرِ خود داشتند شوق و سرور
علی الخصوص از آن جمله فرقهٔ زاغان / ز فرطِ ذوق شب و روز میزدند فغان
ولی ز سطوتِ بازان به بیشهٔ مذکور / نبود زاغ و دگر طیر را مجالِ عبور

ز گردشاتِ فلک ناگهی پس از مدت / بجسمِ خسروِ بازان ظهور شد علت
پیِ معالجهٔ او سرورانِ افواجش / از آن مکان بشمردند نیک اخراجش
چو از طبیب و دگر افسرانِ خیراندیش / صلاح دید بدیگر محلِ اقامتِ خویش
برفت از پیِ تبدیلِ ملک و آب و هوا / بیک مقامِ دگر کرد منزل و ماوا
بهمعنانیِ سلطانِ خویش لشکرِ باز / از آن مکان بنمودند رحلت و پرواز
ز جنسِ باز چو آن خوش جزیره خالی ماند / کسی بفرقهٔ زاغان همین نوید رساند
گروهِ زاغ بلا احتیاط و اندیشه / روان شدند و گرفتند جا در آن بیشه
چو یافتند مکانِ تهی ز فرقهٔ باز / بخرمی بنمودند هر طرف پرواز
ز شادمانیِ دل غلغل و فغان کردند / بشاخ هر شجری طرحِ آشیان کردند
دل و دماغ باکل و بشربِ میوه و آب / دران حدیقه شد آن جمله را طراوت یاب
چو چند وقت بدین شیوه منقضی گردید / بشد بخاطرِ شان خار خارِ خوف پدید
که هست دغدغه آنکه فرقهٔ بازان / رسند بارِ دگر اندرین مقام مکان
چو ملکِ خویش به بینند در تصرفِ ما / بقصدِ کشتنِ ما افگنند شور و ندا
اگر شویم خبر از نزولِ ایشان پیش / همه رویم سلامت بسوی منزلِ خویش
وگر چنانکه بهنگامِ غفلتِ مایان / شوند بی خبر از جانبِ هوا پایان
بحالِ ما برسانند اختلالِ کثیر / شویم قتل ز چنگالِ شان صغیر و کبیر
بهارِ خرمی و راحتِ همه زاغان / شود مبدلِ بادِ خزانِ این طوفان
علاجِ واقعه پیش از وقوع باید کرد / که تا به آینهٔ عیشِ ما نیفتد گرد
به پیشِ افسرِ خود آنکه بود عنقا نام / برای مشورتِ کار جمع گشته تمام
چو از قبیلهٔ خود این سخن شنید عنقا / که بود نکتهٔ مرغوب و حرفِ پا برجا
به قومِ خویش چنین گفت کای عزیزانم / صلاحِ کار در آن ست من همیدانم

که جمله از وطن باز ارتحال کنیم — بجای سابقهٔ خویش انتقال کنیم
چرا که در همه آفاق ظاهرست این راز — که در میان گروه کلاغ و فرقهٔ باز
همیشه از عدم جنسیت ز عهد قدیم — خصومت جبلی بوده و نفاق عظیم
مدام نصرت و فیروزیست ایشان را — بود هزیمت و خواری گروه ما یارا
نهایت اینکه بهر کار مشورت نیکوست — ز جنس بوم درینجا مرا بود یک دوست
همی روم که باو نیز مشورت سازم — ببینمش که چو او گشت واقف رازم
چگونه فکر دقیقش مرا دهد فتوی — بمرات خرد او شود چه جلوه نما
بر پیش بوم برفتند و کیفیت را تمام — بخدمتش بنمودند یک بیک اعلام
بگفت بوم که هرچند باز در ظاهر — بحال قوم شما بوده غالب و قاهر
نه در مواجهه دارید تاب قوت شان — شود ز حملهٔ یک باز صد زغن پاشان
ولی گشایش ابواب کارهای چنین — بود بفکر و تدابیر ها بچاره قرین
اگر نفاق نباشد بزمرهٔ زاغان — بود اساس وفاق همه قوی بنیان
باستقامت کامل کنید جمعیت — گروه خصم نیابند بر شما نصرت
ز اتفاق ببین قطره را که دریا شد — ز جمع دانه نگر خرمنی مهیا شد
اگر قوی نبود کاخ اتفاق شما — شراب یکجهتی نیست در مذاق شما
کنونکه فرقهٔ بازان نکرده اند ورود — نگشته کینهٔ دیرینه تازه و مشهود
کشید رخت اقامت بمنزل دیگر — کنید عاقبت کار را ز پیش نظر
چو بوم کرد به عنقا ازین طریق مقال — طلب نمود بزرگان خویش را در حال
که هست فکر شما را چه اقتضا اکنون — دهید رای که باشد بعافیت مقرون
باتفاق بگفتند جمله کای عنقا — رسوخ و صدق تمام ست در ارادت ما
ز راه بندگی و جانفشانی و طاعت — بهیچ وقت نه بینی ز سوی ما غفلت

بخدمت تو همه جان و دل فدا سازیم — ز انقیاد تو سوی دگر نپردازیم
اگر قصور نیاید ز شه بامر قتال — قطور خون سر ما به پیش اوست حلال
چو شه بجنگ ز مردانگی قیام کند — بحفظ سیرت ما جهد و اهتمام کند
چگونه ما بحضورش نثار جان نکنیم — تصدقش زن و فرزند و خانمان نکنیم
ز بیم فرقهٔ طاغیه را بمخلب و چنگ — که نام ما برود در جهان بغیرت و ننگ
ز قوم خویش که عنقا شنید این جرات — پدید شد بضمیرش جسارت و همت
بگفت جمله بماوای خود کنید قرار — اگر عدو رسد از جان او کشیم دمار
چو قوم زاغ بمابین خود بود یک دل — نمیشوند ز افواج باز مستاصل
به بیغمی بنشستند همه دران بیشه — برفت از دل شان خوف و ترس و اندیشه
پی حفاظت اطراف خسرو زاغان — به بندرات و شوارع تعین نمود کسان
قراولان همه رفتند در بنادر ها — که تا خبر برسانند از صوادر ها
اگر ز فرقهٔ بازان رسد ظهور اثر — به قوم و پادشه خود بیاورند خبر
ز بعد مدت چندی عوارض شهبال — که بود افسر بازان آهنین چنگال
شد از میامن الطاف قادر بیچون — کسالت بدن او بعافیت مقرون
گرفت پنجهٔ حب الوطن گریبانش — فتاد شوق دیار قدیم در جانش
نمیرود وطن از یاد هیچکس دایم — بسوی بحر بود سیل را هوس دایم
باین اراده که شهبال با سپاه و حشم — براه مسکن مالوف خود نهاد قدم
ز چند مرحله بگذشت و قطع منزل کرد — میان راه هراسش خطور در دل کرد
بهمرهان و وکیلان خویش گفت که ما — جزیره را ز بسی وقت کرده ایم رها
چو بود عارضهٔ صعب در تنم طاری — نشد ز جانب ما از وطن خبرداری
بود چو بیشهٔ فردوس زیب خلد آیین — فضای اوست خوش و میوه های او رنگین

مبادا از طمع خام فرقهٔ ز طیور
دران مکان شده باشند جانشین غرور

اگر کنیم ز غفلت دران مقام گذر
بحال ما برسانند صد گزند و ضرر

بباید اینکه فرستیم یک نفر جاسوس
که او نخست کند آن جزیره را محسوس

روان نمود یکی را برای استخبار
بانتظار همانجا خودش گرفت قرار

برفت مخبر و واپس مراجعت فرمود
چنین بخدمت سلطان خویش عرض نمود

که گشته مسند شاهنشه اشد صولت
مقام زاغک ظلمت سرشت دون همت

شهش بجای شه ما نشسته بر اورنگ
جنود او همه آمادهٔ خصومت و جنگ

چو شاهباز ز جاسوس این سخن بشنفت
بافسران قبایل ز درد خاطر گفت

که زندگانی نخچیر چون رسد بتمام
بجنگ جوئی ضیغم همی کند اقدام

کنون چگونه درین امر میدهید صلاح
بقوم زاغ بگفتند نیست راه فلاح

چه طاقت ست که زاغان با کنند ستیز
دگر علاج ندارند جز هلاک و گریز

بیمن طالع و اقبال شاه کشور گیر
چو ما رویم شود جمله بسته گشته اسیر

بگفت طایفهٔ زاغ راست شهرت نام
بعقل و حیله وری و فریب در ایام

اگر نداشته باشند از کس اطمینان
ز سوی خویش ندارند جرأتی چندان

ز غدر دشمن اگرچه بچشم توست حقیر
نبایدست که ایمن شوی و بی تدبیر

عدو که هر که بود از ضعیف یا غالب
ترا است در همه جا احتراز ازو واجب

میان خصم مدان هیچ فرق خورد و کلان
که آتش ست کم و بیش در اثر یکسان

شنیده ام ز خرد پیشه گان عقل شعار
که در جهان کم سه چیز را بدان بسیار

یکی مخاصمت دشمنان بود که مدام
فساد و فتنهٔ ایشان رسد بهر ایام

همان خلل که ز اعدای بیشتر آید
ز خصم اندک تو نیز آن قدر زاید

دگر مرض که اگر در علاج اندک آن
کسی نکرد ز غفلت توجهی چندان

بنجم زمانه چنان دست قوت افرازد
که کاخ عمر همان شخص را براندازد

دگر شراره که چون شعلهٔ فروزاند
بیک نفس همه آفاق را بسوزاند

ضعیف دشمن خود را تو کن قوی بحساب
که گروه پشهٔ ناچیز فیل را العذاب

پس ای سران قبایل سزد که ما و شما
کنیم لازمه و شرط احتیاط بجا

اگرچه خفیه بر اعدا زدن شجاعت نیست
بخصم نرد دغا باختن مروت نیست

ولیک نکتهٔ الحرب خدعة در گوش
کن و بسر زنش بی ادب برار خروش

بهر طریق که گردد میسر و آسان
بباید ست که مالیم گوش بی ادبان

صلاح من پی تادیب قوم بی سر و پا
چنین بود که قلیلی ز جمع لشکر ما

جدا شوند بنزدیک بیشه از نایان
شویم ما بکمین گاه مخفی و پنهان

روند پیش چو ایشان کنند قصد جدال
برای مصلحت وقت فرج ما در حال

به نزد فرقهٔ طاغیه از ره زاری
سلام کرده و خود را کنند زنهاری

چو آن جماعت ما داخل امان گردد
قلوب طایفهٔ زاغ شادمان گردد

هراس ز دل ایشان برآید و بنعیم
کنند عیش همانجا بخاطر خرم

وزان پس این همه لشکر بدان دیار کشیم
ز طاغیان ستم پیشه گان دمار کشیم

برآوریم سر از گوشهٔ کمین ناگاه
چو ژاله بی خبر افتیم بر سر بدخواه

بچنگ و پنجه و منقار و زور در حال
شوند طایفهٔ زاغ کشته و پامال

بدین طریقه که تمهیدشان گرفت قرار
عمل نموده و شهنبال گشت فتح شعار

جزیره را همه از جنس زاغ خالی ساخت
بجای سابقهٔ خود بسلطنت پرداخت

خطاب سنجق بصفدر

تو در سلوک خود ای خواجه زادهٔ نادان
قدم گذار براهی که رفته دانایان

تراست شاهد اقبال در کنار امروز
نصیب تست عجب بخت و دولت فیروز

بود عنایت حق نقش خاتم آن کس
که میزند ز فراغت بروزگار نفس

کند بعالم فانی چنان سلوک معاش
که از مخالف و صادق برو رسد شاباش

کسیکه رتبه و مقدار خویش را بشناخت
بدانکه رایت مقصود در جهان افراخت

پی صیانت احوال خویشتن باشد
بری ز شائبهٔ کبر و ما و من باشد

بحسب جاه و ریاست بحرص محنت نال
فراغ را نفروشد بزحمت احوال

قدم برون ننهد از بساط آرامی
قناعتی کند و بگذرد ز خودکامی

موافق روش خود حیات کند
بمسلک پدر و جد خود ثبات کند

که هر که میطلبد عیش نیک و راحت نفس
بترک داعیه بود دست و درستی نفس

چنانچه طایفهٔ زاغ گر ز رتبهٔ خویش
نمی نهاد قدم از تغافلی در پیش

خیال همسری باز را نمی کردند
هوای مسکن شهباز را نمی گردند

نمیشدند جدا از مقام آسایش
نصیب بود بایشان دوام آسایش

همیشه صدرنشین بلند پروازی
بجای خویش بدندی بعشرت و بازی

چو باختند به شهبال نرد همچشمی
ز چنگ او بچشیدند درد همچشمی

بود انیس قناعت سعادت اطواری
رفیق منصب و جاه هست ذلت و خواری

هر آن کسی که بمنصب نکرد مشغولی
بدل نباشدش اندیشهٔ ز معزولی

خلاصه آنکه ازین گونه تخم وعظ کثیر
فشاند سنجقم از مهر در زمین ضمیر

ز شوره زار مزاجم زراعت بهبود
نرست غیر همان آرزوی نامسعود

بسوی عاقبت کار خود نکردم هوش
بزد بسینهٔ من اشتیاق دولت جوش

بمراد دهر بنخل احتیاط مدام
چو احتیاط کند صید کی فتد در دام

بچند شهر و ولایت بدین هوس گشتم
که تا نگین فراغت فتد ز انگشتم

بکاشغر که رسیدم امیر آن کشور
خبر شد اینکه رسیدست تاجری بافر

مرا بمکرمت و لطف خسروانه نواخت
برای بودن من قصر عمده خالی ساخت

تفقدی که نیاید بگفتن و تقریر
باین غریب نمود آن امیر نیک ضمیر

چو چند روز نمودم دران دیار قیام
بمن محبت او یافت طرز استحکام

ز صدق خویش بمن اعتماد کامل کرد
مرا بدولت خود رفته رفته داخل کرد

دران زمان قریبی شدش سفر در پیش
بمن سپرد دران مملکت نیابت خویش

مرا که داعیهٔ سلطنت بخاطر بود
فتاد در کفم آن گونه گوهر مقصود

بازدیاد سپاه و صلاح و توپ و تفنگ
وزانچه لازمه بود از پی تدارک جنگ

بهفتهٔ دو سه کردم تکمل و موجود
نمودم از کرم و جود خلق را خوشنود

مواد سلطنتم یافت رونق کامل
شده رعیت و لشکر ز لطف من خوشدل

خبر رسید یکی روز کان امیر به بلخ
مذاق طبع نموده بشاه آنجا تلخ

ز جنگ خسرو بلخش شکست روی نمود
بسوی مملکت خود مراجعت فرمود

من آن زمان بدر شهر قفل مستحکم
زدم که پیش منه سوی شهر خویش قدم

پیام کردمش آنکه که هوش کن ای شاه
خیال خام مپز بر امید تخت و کلاه

عنان عزم بملک دگر بگردان زود
که از منت نرسد فتنه و ضرر بوجود

کنون به تخت امارت مراست استحقاق
ترا زمانه ز ترویج خویش داد طلاق

بتافتم رخ خود از ره وفاداری
نه پاس دین نمک کردم و نه از یاری

به پیش او شدم آمادهٔ خصومت و جنگ
بفعل خویش نیامد مرا خجالت و ننگ

امیر کرد پیامی ز خاطر پر ریش
بمن که ای ستم اندیشهٔ خیانت کیش

چنین جفا که تو کردی به حکم رانی من
نبود لایق پاداش مهربانی من

بدین عمل که نمودی قیام ای غدار
همیرسد بتو آخر نتایج کردار

اگر تو کافر نعمت شدی ز بد بینی
ز عدل خالق خود انتقام می بینی

خطاست از من نادان بی خرد آیین
که سفله را بنمودم مناط ملک و نگین

ازین جفا که تو کردی تبر سزای تست
نبوده جرم ز تو سربسر خطای منست

ز کج ندیده کسی طرز راستی بجهان
فتد بخاک خدنگی که شد جلیس کمان

چو بسته گشت بر ویش در امید ز من
نمود ترک جهانداری و دیار و وطن

مرا کلید چنان دولت و جهانبانی
بکف فتاد چو بی محنت و پریشانی

ز حکمرانی و اقبال شد دلم خورسند
بکامگاری و عشرت گذشت عمرم چند

ز دور از منه ناگه مرا سفر شد پیش
بجای خویش نشاندم غلام صادق خویش

چنانکه گوهر ذاتش ز غدر خالی بود
برو یقین فروغ نمک حلالی بود

چو مدت سفر من بانصرام رسید
بقرب کاشغرم رایت و خیام رسید

غلام با همه اسباب جنگ شد بیرون
کشید لشکر و افواج از عدد بیرون

بلا مضایقه آغاز کارزار نمود
نمک حلالی خود را خوش آشکار نمود

تلافی عمل خویش را بد ستم داد
بزور و قوت و بازوی خود شکستم داد

ز پرچم علم خصم باد فتح وزید
کمینه چارهٔ خود را بجز فرار ندید

پس از گریز غلام از تعاقبم بشتافت
بدستگیری من سعی کرد و بازم یافت

بخواست تا کشدم باز لطف و احسان کرد
فگند سلسله در پایم و بزندان کرد

ز گردشات فلک بعد چند وقت امیر
رسید از طرفی با سپاه و فوج کثیر

بقید ضبط بیاورد کاشغر را تام
ز دست او بجزای عمل رسید غلام

هلاک کرد مرا و را بحالت سختی
قرین حال شدش آنچنان سیه بختی

نمود حکم بتخلیص جمله محبوسان
دران جماعه برفتم نشد ز من پرسان

بدانکه دار مکافات هست این دنیا
شود چو آینه عکس عمل درو پیدا

ز بند رستم و گشتم رفیق قافله
چو طی نمودم از انجا دو چار مرحله

میان قافله رفتم بچنگ طراران
زمان چند شدم در طلسم سرگردان

ترا رساند خدا ناگهان چو آب حیات
که یافتم بطفیل تو زان عذاب نجات

بگوش من چو نیاید نصیحت بنده
شدم میان زن و مرد خوار و شرمنده

برفت از کفم آن دولت و فراغت و مال
اسیر گشت تنم در حوادثات و نکال

زدم ز بوالهوسی تیشهٔ فساد بپاے
هزار محنت و غم کرد در نهادم جاے

ضرر بکشور آزادگی نیابد راه
بود بداعیهٔ نفس صد خطر همراه

چو خواند قصهٔ احوال خویش را صفدر
ز سرگذشت خود او را نمود مستحضر

بیان نمود بوی نیز حال خود زیبا
که گشت واقف احوال او ز سر تا پا

تسلی دادن زیبا صفدر را

شدند هر دو چو از حال همدگر آگاه
چنین بگفت بصفدر که ای خرد همراه

بروزگار نه اقبال جاودان باشد
بهار را همه جا در عقب خزان باشد

ز ظلمت شب تار ای ستم رسیده منال
چرا که روشنی صبح دارد از دنبال

اگر چنانچه تو از کرده گشته نادم
بدان اراده خلوص دلت بود قایم

مدار غم بکن اندیشه را از دل زایل
که عنقریب شود لطف حق ترا شامل

هر آن قدر که ز جرم و خطا کنی دوری
قریب تر بسعادت شوی و معموری

همیشه فضل عمیم خدای ذوالافضال
بود مزیل احوال جمع نیک افعال

بقدر قابلیت هر درخت را ثمریست
موافق شکم و ظرف هر صدف گهریست

بکشت زار عمل هر که تخم حنظل کاشت
ازو امید بر نیشکر نباید داشت

ز کار نیک پی اجر خیر طامع باش
چو بد کنی نبود غیر بد ترا پاداش

کسیکه مشرب اوصاف و طینتش پاکست / ز حادثات جهانش نه خوف و نی باکست
شود فزون ز حوادث صفای نیک گهر / چو آب بر حجر افتد شود گوارا تر
ز گوشمالی ایام مردم عاقل / شوند تجربه یاب و ز جهل فارغ دل
صدور محنت و غم مرد را کند هشیار / ز خواب غفلت و جهل برون شود بیدار
میان کورهٔ آتش که تا نسوزد سنگ / کسی ازو نتوان یافت شیشه خوش رنگ
درخت اگر ندهد تن بمشکلات خزان / کجا توان شد ازینگونه تازه و ریان
ز ذوق حادثه‌ها مرد میرسد بکمال / چو سنگ سرمه شود جا کند بچشم رجال
ازین قبیل مثلهای خوش بصفدر گفت / تمیز کن چه نکو گوهر معانی سفت

مقرر داشتن زیبا صفدر را به تجسس رعنا

زبعد این سخنان کرد رو بجانب او / که ای برادر نیکو سیر مبارک خو
بنوده فرصت تعداد داستان دگر / مرا بجانب رعناست دل بسی مضطر
نشسته منتظر اندر کنار لجهٔ چین / دلش ز فرقت من چاک و خاطرش غمگین
بتر ز قتل بود اضطراب منتظران / باین بلا شده رعنا اسیر و سرگردان
ز من وقوف ز حالش نه او ز بنده خبر / فتاده ایم بگرداب هجر یکدیگر
ز حد گذشته بدل شوق دیدنش دارم / کشاده دیده براه رسیدنش دارم
چو در جهان مدد و استعانت یاران / بود طریقهٔ مرغوبهٔ جوان مردان
کسی که خیر و نکوئی کند بخلق خدا / باخرت بودش خلد مسکن و ماوا
مرا امید ز خلق کریم تست چنان / که بسته ساز کمر بند جهد را میان
بهر قرار که ممکن شود بود برو چالاک / وجود خویش رسان در حضور آن غمناک
ز حال من خبرش کن و لا التی بنمای / که بیدرنگ شود سوی بندره پیمای

بدستیاری امدادت ای حمیده خصال / اگر شگفت گل مقصدم بدین منوال
تعهدست مرا با تو از خلوص درون / که آن چه دولت و مال از کف تو رفته برون
درآورم ز عنایات حق بچنگت باز / که تا بکام و تمنای خود شوی ممتاز
چنان بگفت با و صفدر صداقت کیش / مرا شمار غلام درم خریدهٔ خویش
ز انقیاد تو گردن گهی نه پیچانم / که مرده بوده زمین تو زنده شد جانم
بآشیان تنم تا که مرغ جان باشد / بشکر و حمد و ثنای تو نغمه خوان باشد
اگر بهر سر مویم بود هزار زبان / کجا ادا کندت شکر نعمت و احسان
بآب و آتش اگر بفگنی ندارم باک / روم بامر تو در کام اژدهای چالاک
بهر چه امر نمائی مطیع فرمانم / نثار خاک رهت باد گوهر جانم
وگر تراست شکی در خلوص خیراندیش / بگیر تا دهمت کاغذ غلامی خویش
بخدمت تو من از جان و دل همی کوشم / نمیشود حق احسان تو فراموشم
ازو که این سخنان را شنید شد دلشاد / کشید خاتم خود را بدست صفدر داد
که وعدهٔ من و رعنا همین نگینه بود / نقوش مهر من و او درون سینه بود
چو این نشانه رسانی بآن رفیق حزین / شوید هر دو برابر روانه جانب چین
که من به بلدهٔ مذکوره می‌گزینم جای / چو آمدید بهر گوشه بر کشید ندای
که عطر خالص خوشبو بکف بود مارا / کسی ندیده چنین عطر خوب و زیبا را
بهر مقام که باشد اقامت من زار / بدان صدا بشما خویش را کنم اظهار
شب استراحت خود را گرفته و فردا / برفت صفدر ازانجا بجانب رعنا

بر خوردن غلام حبشی با زیبا و حقیقت احوال ایشان

نوشته است چنین در کتاب برخوردار / که چون جدا شد ازو صفدر نکو اطوار

زیک طرف حبشی بندهٔ سیه چرده — دران مقام بزیبا چو فتنه برخورده
فرار کرده غلام از حضور خواجهٔ خویش — روانه بود سوی چین و شد درانجا پیش
بدام عشق بیفتاد طایر نظرش — خلید خار تعلق بسینه و جگرش
بدل بگفت چه نیکو نوالهٔ شیرین — بکف رسید مراد چنین خجسته زمین
قریب ترشد و زد نعره از دل پرسوز — که برق عشق تو در خرمن تنم افروخت
ز رنگ عارض و روی تو ای مه تابان — سواد دیدهٔ من شد منور و رخشان
ز دیدن تو دلم یافت خرمی چندان — که نیست صورت گنجایش شرح و بیان
بیا بظلمت آغوش من چو آب حیات — درای و از لب خود ده مرا شراب نبات
دمی به بستر راحت بیا که خواب کنیم — دماغ دل ز می ذوق کامیاب کنیم
چو شیشه پارهٔ چند از مزخرفات چنین — بزد بسنگ بیان آن غلام بی تمکین
به لابه بازی و گفتار او تبسم کرد — گرفت خشمش و با وی چنین تکلم کرد
که ای غلامک بدبخت زشت روی سیاه — خبیث شوم تن پیکر و سگ گمراه
ترا چه رتبه و قدرت که پای حسرت خویش — ز حد پایه و مقدار خود گذاری پیش
خزان مگر ترا نیست هرگز ای گمراه — ز هیچ باب بگلزار اتصالم راه
اگرچه قوت پرواز در مگس باشد — نه با همای نکو فال همنفس باشد
خذف که پای گنجینهٔ گهر ماند — بچشم اهل جهان خویش را بشر ماند
چو شد یقین حبشی را که گردن این صید — نمیشود بکمند فریب من در قید
بخویش گفت بیا شیوهٔ خشونت گیر — که برخورم مگر از وصل او بدان تدبیر
بجز سنان دگر اسلحه نداشت بدست — گرفت نیزه بکف برفراز زین بنشست
روان بجانب زیبا سر سنان فراخت — بتازیانه بزد اسپ را که شد در تاخت
کشید تیر و رها کرد سوی او زیبا — که تیر کرد میان جبین اسپش جای

ز ضرب تیر بر واز کمال تندی و بیم — رسید مرکب او را اسکندری عظیم
غلام از سر مرکب قریب ده گز دور — فتاده زیر تنش گشت خسته و رنجور
چو سایه نقش زمین گشت جسم ناپاکش — بسان مردهٔ بی روح جای شد خاکش
گریخت اسپش و بعد از دو ساعت کامل — غلام کرد بخود هوش اندکی حاصل
ز روی خاک بجر ثقیل شد بالا — ولی نبود برفتار طاقتش در پا
که او ز خواجهٔ خود قبل ازین گریخته بود — ازان سبب پی اقدام او گسیخته بود
چو دید در بدن خویش تاب جنبیدن — روان شد از عقب اسپ خود بلنگیدن
قدم گذاشته میگفت آه و اویلا — ز کفر نعمت آقا شدم اسیر بلا
مراست توبه که بار دگر ز خواجهٔ خویش — بهیچ رنگ نگیرم ره گریز به پیش
مرا نتیجهٔ کفران نعمت بادار — نگر که ساخت بدینگونه خوار و بیقدار
بسوی مرکب آن نبه پیش شد زیبا — گرفت بهر سواری خویش اسپ ورا
گذاشت مرکب قند و زرار ای غلام — که آن ز کثرت رفتار بود بی آرام
بقهر گفت که ای زاغ دشت بدبختی — بخواستم که هلاکت کنم بصد سختی
ولیک طالع و اقبال یاورت گردید — که من برحم گذشتم ز خون چون تو پلید
بروز صدق دل خویش توبه کن که دگر — ز دام خواجهٔ خود هیچگه نه پیچی سر
دل از مصاحبت شاهدان معرا کن — خیال بوالهوسی از دماغ بالا کن
ز جادهٔ ورع و زهد هر که جست کنار — شود اسیر عقوبات و زحمت بسیار
برو بزندگی تازه باش شکر گذار — بکن بهر عمل ناصواب استغفار
بگرد خواهش نفس لئیم خود مشتاب — که در دو کون شوی رستگار رنج و عذاب
عنان اسپ گرفت و سوار شد زیبا — بسوی منزل منظور گشت ره پیما
چو اندکی ز بیابان نموده طی ناگاه — سواد مملکت چین عیان شدش بنگاه

بپاس آنکه مبادا اگر بروز رود / زمردمان خللی برتنش حدوث شود
زره کناره بیک گوشه شد قیام گزین / زبعد شام درآمد میانِ بلدهٔ چنین
عبور راو بدرِ خانهٔ فتاد چو دید / نشسته بود یکی پیره زن ازو پرسید
که ای عجوزهٔ نیکوخصال مهراندیش / مرا تو آمده در نظر همچو مادرِ خویش
کسیکه کرد مراعاتِ مردمانِ غریب / بود بهر دو جهانش جزای نیک نصیب
مرا ز خلقِ کریم تو التجاست چنان / که از طریقهٔ الطاف و شیوهٔ احسان
کنی نوازشِ مهمانِ خود ز لطف و کرم / عجوزه گفت بیا و بنه بدیده قدم
ترا نصیبه چو اینجا نموده ره پرداز / خطاب من بودت قولِ حافظِ شیراز
رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانهٔ تست / کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست
خوش آمدی که صفای قدومِ تو در حال / زدود ز آینهٔ خاطرم غبارِ ملال
خوش آمدی که ز دیدارِ تو دلِ غمگین / چو غنچه شد ز نسیمِ سحر فرح آگین
خوش آمدی که من از مقدمِ تو شاد شدم (شاد و خوشم) / غبارِ سمِ ستورِ ترا بدیده کشم
زهی سعادت و اقبالِ من که چون تو کسی / کند نزول بکاشانهٔ کمینه خسی
چو این بشاشت و بهجت ز پیره زن بشنید / ز اسپ تهٔ شد و در خانه اش قیام گزید
کشید مشتِ دراهم بدستِ او بنهاد / که آن عجوزه شد از وی زیاده تر دلشاد
بگفت دستِ دعا برآرای مادر / که گر اساسِ مرادِ دلم شود تا سر
نهالِ مقصدِ این منتظر بیارد بار / توانگرت کنم از مال و دولتِ بسیار
تو چند روز درین گوشه ده مرا مسکن / که هیچ شخص نگردد بجز تو واقفِ من
یراق و اسلحه را کرد از بدن بیرون / نشست شغل کنان در عبادتِ بیچون

به انتظار بد او را همیشه دیده و گوش / که کی صدا کند آن خوش لقای عطرفروش

دزا...

دوچار شدن غلام حبشی و قندوز طرار و بیانِ حقیقتِ احوالِ ایشان

دبیرِ کلک فصاحت شعار نکته طراز / کند ز حالِ غلامِ حبش چنین ابراز
که چون سوار شد اسپِ غلام را زیبا / گذاشت اشهبِ قندوز را بدو آنجا
عنانِ اسپ گرفته کشان کشان میبرد / بدل ز آمدنِ خواجه خوف و غم میخورد
که از عقب اگر آید مرا اسیر کند / ز کند و کوبِ فراوان تنم خمیر کند
غلام را بگذار اندرین مقام و خیال / از آن اسیرِ طلسمِ فلک شنو احوال
که چون بمسکنِ دزدان بدستِ خود زیبا / فگنده بود همان دزد را بدام بلا
در آن جزیره که زیبا رهِ شبیخون زد / باسپ و مرکبِ قندوز دشت و هامون زد
ز بعد چند دقیقه وزید باد شدید / طناب سست شد و کفه ناگهان غلطید
شکست کفه و یکپای دزد نیز شکست / رسید بر کمرش ضرب و از هلاک برست
کشید نعره و از درد و خوف شد مدهوش / بروی خاک بیفتاد چون جماد خموش
قریبِ شام که قندوز با یراق و عمود / باتفاقِ رفیقان مراجعت بنمود
خراب یافت طلسم و شکسته پای رفیق / شد از معاینهٔ حالِ او بفکر غریق
نظر نمود ز اسپانِ خود نیافت اثر / بدید مال و زرش نیز گشته زیر و زبر
غنیمتی بهمان روز هم نیافته بود / ز قهر و غصه دلش چون تنور تافته بود
بر آن اضافه که تاراج دید مسکن را / گرفت حیرتِ بسیار آن تهمتن را
بکورهٔ دلِ او آتشِ غضب افروخت / ز درد و سینهٔ پر کینه همچو شعله بسوخت
ز قهر و غیرتِ خود چون تنور جوش آورد / ببوی لخلخه طرار را بهوش آورد

ازو ز کیفیت حال کرد استفسار / شکسته پا زره راستی بجنت کنار
بگفت ای کف رستم ز بازوی تو ضعیف / نهنگ در صف جنگ تو همچو مور نحیف
بپاسبانی خود بود اشتغال مرا / نبود هیچ بچیزی دگر خیال مرا
زراه دور بدیدم بلند شد گردی / ز زیر گرد برآمد نشان ده مردی
همه جسیم و قوی هیکل و تهمتن زور / اسد مهابت و فیل احتشام اژدر شور
چو آمدند و بدین بنده روبرو گشتند / بلا تأمل و تاخیر جنگ جو گشتند
زبعد آن همه با گرز و سنجق و شش پر / گرفته دور من و میزدند در تن و سر
خبر نبوده ازان پس بحال خویش مرا / نه واقفم که چه حالت شدست پیش مرا
همین کلام که قندوز را رسید بگوش / هژبر بیشهٔ قهرش چو بر کرد خروش
بدو بگفت که ای بزدل شغال صفت / نبوده کس چو تو در دهر مرد دون همت
چو ساختی تو سبک نام پهلوانی را / دگر نمی‌نگری لذت جوانی را
لباس و نعمت مردانگی حرامت باد / بصدر مجلس بی‌غیرتان مقامت باد
گذشت مدت چل سالگی بطراری / که رفته نام من اندر جهان به عیاری
بهادران عجم هم دلاوران عرب / فتاده اند ز تهدید من بلرزه و تب
به پهلوانی و مردانگی خود امروز / بچار گوشهٔ اطراف گشته ام فیروز
کنون کجا برم این ننگ را من ای بدکیش / که شد ز شومی بخت تو چشم زخم پیش
کشید تیغ که در گردنش بیندازد / ز بار سر بدن نحس او سبک سازد
ولیک در قدم او جمیع طراران / سر نیاز نهادند کای امیر جهان
بپاس خاطر یاران به بخشش خونش را / به بین شکستگی و حالت زبونش را
بعجز و زاری یاران ز خون او بگذشت / نشست قهرش و احوال او مبدل گشت
بجانب رفقا رو نمود کای احباب / کنون چه بوده شما را صلاح و استصواب

ضرورتست بهنگام اهتمام امور / صلاح و مشوره با دوستان و اهل شعور
صلاح ما همه گفتند در رضای شماست / زمام ما بکف دست اقتضای شماست
بهر چه امر کنی سر بخط فرمانیم / قدم ز جادهٔ حکم تو کی برون مانیم
چنین بگفت بیاران خویشتن قندوز / ز هر که نیست بدین حمله احتمال بروز
درین دیار کسی را نبوده این جرأت / که سوی مسکن ما کج به بیند از هیبت
شنیده ام که چنین پهلوان عیارست / که نامدار بگیتی ز بیر جرارست
بغیر او دگری نیست مرد میدانم / من این شجاعت جرأت ازو همی دانم
بمکر و حیله برافروختست شمعی را / بدور خویش فراهم نمود جمعی را
بزعم خویش زند لاف پهلوانی و جنگ / گزند اوست بعالم رسیده از نیرنگ
گمان کنم که ازو این جسارتست ظهور / نمیکند دگر سوی ما نظر بغرور
ببایدست که آن سو بایلغار رویم / سلح کنیم بتن جملگی سوار رویم
یراق بر سر و بر کرده و شدند روان / ز فرط قهر و غضب هر یکی چو پیل دمان
شدند شام زجای و مقام خود راحل / رسیده صبح بهفتاد فرسخ کابل
زماندگی همه گشتند خسته و بیتاب / بیک نشیب فتادند در ره سیلاب
حصار دیدهٔ شان را جنود خواب گرفت / محاصلان اجل سوی شان شتاب گرفت
ز قدرت ازلی روز پیش در سر کوه / گذشته بود سحابی و بارشی انبوه
روانه بود در ان دره سیل چون طوفان / شدند خواب چو آنجا جماعت دزدان
همینکه چشم نهان کرده آن گروه پلید / بدان مقام سر سیل ناگهان برسید
بروی آب چو خس جملگی شدند روان / غریق گشته یکایک میان آن طوفان
بیافتند مکافات خویش اهل جفا / بزرگ روم درین باب گفته است بجا
بهر عمل ز مکافات او مشو غافل / که هر چه تخم فشاندی همان بری حاصل

دران جماعه که قندوز چون شناور بود زبهر مصلحتی ایزدش چو یاور بود
بصد مشقت و زحمت بر آمد از سیلاب ولیک بود وجودش بسی کسیل و خراب
سنوح واقعهٔ آنچنان که آمد پیش زدرد و غم شده قندوز را جگر صد ریش
فغان همیزد و در کار خویش حیران بود دلش ز فرقت یاران مرده بریان بود
میان وادی بی انتهای و دور و دراز همی دوید چو دیوانگان نشیب و فراز
دران ملالت افزون و حالت ابتر نشان آدمی و اسپ آمدش به نظر
چو پیش رفت بدید اسپ خویش را آندم بدست آن حبش روسیاه و نامحرم
ضعیف و لاغر و افسرده بود مرکب او حبش پیاده و در کف لگام اشهب او
نظر فتاد چو قندوز را بروی حبش شد از معاینهٔ حال او ضمیرش خوش
گمان نمود که این ست یار آن دو تن که کرده غارت مال و منال مسکن من
زجوش قهر دل خویش بانگ زد بروی که ای سیاه نگون بخت نامبارک پی
من از زمانهٔ بسیار بهر این مرکب کشیده ام پی تیمار او هزار تعب
مقیم بود در اصطبل خاصهٔ خویشم ازو عزیز ترے نیست ادهمی پیشم
گذشته عمر منش جمله صرف غمخواری کنون بدست تو می بینمش بدین خواری
چگونه آمده اندر کف تو این ادهم چرا شدست بدینگونه لاغر و برهم
چو شان و شوکت قندوز را بدید غلام فتادش از اثر خوف لرزه در اندام
زبان ز خبط بپیوست بکام او شد لال خیال بست که گوید سخن نیافت مجال
به بست افسر دزدان دو دست او در پشت بزد بشانهٔ او چند تازیانه و مشت
بگفت زود خبر ده چه شد رفیقانت وگرنه می کشم این دم دمار از جانت
دگر مراکب و مالم که برده اند کجاست بهیچ رنگ صدائی ازان غلام نخواست
کشید در ضربات شکنجه رنج و محن زسر گذشت حدیثی نیامدش بدهن

چو او اسیر چنین رنجه بود یک ناگاه رسید خواجه اش و حال بنده دید تباه
جماعتی دگر هم بجستجوی غلام رفیق بود بآن خواجهٔ نکو فرجام
سر ستیزه و پرخاش را گذاشت باو که ای لئیم خطا کار نامبارک خوی
همین غلام که بینی مرا چو فرزندست نموده خشم و زمن رفته مدت چندست
زرود راهم بسیار مرکب تازی گرفته باخته منصوبه و دغا بازے
پی تصرف آن بادپای برق خرام زخسروان جهان بود آرزوی تمام
کنون همی طلبم از تو مال و مرکب را بیار زود و بکف ده زمام مطلب را
دران مجادله قندوز گفت ای خواجه شنو کتاب حدیثم مراز دیباجه
ربوده است ز اصطبل من دو صرصر تگ بمالهای کثیر و دگر همین بدرگ
دو اسپ چابک و دلدل نژاد کوه جسد که رخش رستم ازو میکشید ننگ و حسد
دگر جواهر و مال و متاع و رخت مزید که نقد و جنس به نهصد هزار می سنجید
همین غلام به همراهی نه نفر رفقا زمسکنم بنمودند غارت و تالا
کنون شناخته ام اسپ خویش را بکفش بجستجوی همان مال میزنم چو دوفش
ترا خیال چه اندر دماغ جا کرده ولت چه فتنه و آشوب را بپا کرده
مرا یگانه مبین زانکه نیستم بی کس منم بقوت خود بهر چل نفر یک و بس
بهوش باش که قندوز پهلوانم من به پهلوانی خود شهره در جهانم من
بگفت خواجه که از لاف تو ندارم باک برو بکار خود و خویش را مساز هلاک
چو ساعتی بچنین نهج گفتگو کردند ز قیل و قال بجنگ و قتال رو کردند
نبود در کف قندوز غیر یک خنجر ربوده بود ازو سیل آلت دیگر
چو خواجه داشت دو شش مرد همرهان خویش گرفته اند همه قندوز را هم از پس و پیش
اگرچه خنجر او کرده سه نفر مجروح ولی نشد در نصرت بروی او مفتوح

رسید بر تن قندوز زخمها کاری / بدست خواجه در آن دم شدش گرفتاری
اسیر کرد چو قندوز را بدزد و محن / ببرد با خودش آن خواجه سوی ملک وطن

برآمدن ملاح از دریا و به تفحص زیبا روانه شدن و گرفتار آمدن او به طلسم افلاک

سخن طراز معانی ز حال آن ملاح / خبر دهد که چو از محیط یافت فلاح
ز سوز عشق دلش باز شعله ور گردید / پی تجسس زیبا ز بحر برگزید
نهال عشق بهر خاطریکه ریشه گرفت / بسعی تیشهٔ تدبیر قلع او شکست
بجستجوش روان شد بساحل دریا / فتاده یافت بیک جای ز ورق زیبا
نشانهٔ قدمش را گرفته منزل کرد / بدان جزیرهٔ دزدان قضاش مسکن کرد
رسید بر سر طرار نا سعادت کیش / که بود در دل او از جفای زیبا ریش
از و پژوهش احوال کرد آن طرار / که میروی بکجا و رسیدی از که دیار
بگفت بود مرا خواهر محب دلی / جدا شدست ز من حسب قسمت ازلی
مرا ز دوری او در وطن نشد آرام / همیزنم تمنا و جستجویش گام
بیان قامت و رفتار و رنگ و رویش کرد / ظهور دانش و اطوار و خلق و خویش کرد
یقین مردک طرار شد که خواهر او / بلا شک ست همان خوش خصلت مه رو
بدل بگفت که گردید طالعم نیکو / کنون سزد که کشم انتقام خواهر او
جواب داد بملاح کای جوان غریب / زنی بدین صفت و رنگ چند روز قریب
رسیده بود که او را همی شناسم من / گرفته است در اطراف این جزیره وطن

بیا نشین دم خود راست کن مباش ملول / که میرسد گل مقصود تو بدست حصول
چو او نشست بفکر و خیال شد طرا / که تا چگونه فریبی نمایدش درکار
فتاد دیدهٔ ملاح ناگهان بطلسم / سوال کرد که این را چه حکمت ست چه اسم
چه بوده این همه اسباب و کارگاه بلند / برفعتش نتواند رسید هیچ کمند
بگفت اینکه تو بینی طلسم افلاکست / که نردبان صفتش ره بعالم پاکست
چو رفته بود سوی بام آسمان نمرود / عروج او بهمین تخت باسعادت بود
هر آن کسی که برین تخت میشود بالا / چو جام جم شودش جمله دهر جلوه نما
حجابهای فلک دور گرددش به نظر / بچشم سر نگرد در ملایک و اختر
دران مقام چو بر قدسیان بود ناظر / شوند عالم ارواح پیش او حاضر
چو او رسد بمقامات ملک روحانی / لقای دوزخ و جنت کند به آسانی
ازین مقوله بسی گفت نزد او طرار / که میل خاطر ملاح شد بجانب دار
بگفت راه همین تخت را بمن بنما / رونده اش بچه تدبیر میشود بالا
جواب داد که مستاجرش منم ای دوست / بیار ده درم ده که حق اجرت اوست
نهاد پنج درم پیش او که نیست دگر / همین ستان و مرا بر فراز تخت ببر
رسید چون بفراز طلسم کشتیبان / سرور یافته طرار و گفتش ای مهمان
جهان چو دار مکافاتست خوش میباش / که هر که میدرود آنچه تخم را زده پاش
چشانده بود مرا خواهر تو این شربت / بانتقام رسیدی کنون بآن زحمت
طمع ز جان ببر و دل ز زندگی بردار / وصیتی اگرت در دلست کن اظهار
که جای تست همین دار تا که لحم ترا / کنند طعمهٔ خود فرقهٔ طیور هوا
سفینهٔ دل ملاح غرق حیرت شد / که بر من این چه حدوث بلا و آفت شد
ز بعد ساعتش از تشنگی جگر جوشید / بسی بناله و عجز و نیاز بخروشید

که نیست خواهر من لیک بهر مصلحتی — دروغ گفتم و کن بخششم برحمتی
بگفت وزد که چپ باش این مقوله مگوی — که گوش من شده بیگانهٔ شنیدن او
بطرفه دام بلا بند شد سفینه طراز — بماند بال و پر مرغ عشقش از پرواز
خیال عالم قدسش ز صفحهٔ دل رفت — پرید سوی هوا لیک پای در گل رفت

ملاقی شدن صفدر با ملک رعنا و باتفاق همدگر عازم شدن بچین و کامیاب گردیدن رعنا به مقصود

ے مقصود دل ۱۲

بیار ساقی ازان بادهٔ نفیس ذبیب — که هست واسطهٔ وصل حبیب را بحبیب
بده که کام تمنای تشنهٔ مهجور — شود ز شربت دیدار دلربا مسرور
چه خوش بود که پس از انتظار و شوق زیاد — بکام خویش دو مشتاق را شود دلشاد
پس از کشیدن تلخی و افتراق تمام — شوند از اثر شهد وصل شیرین کام
خوشا کسیکه برآید ز دوزخ هجران — رسد بجنت فردوس صحبت جانان
ز حال قصه و کیفیت ملک رعنا — چنین کنند حکایت که آن جنون پیرا
چو داد در کف ملاح دل بر خود را — بدست وزد سپارید گوهر خود را
سه روز بر لب آن بحر انتظار نمود — که تحمل که کند باز آن سفینه ورود
چو نا امید شد از عود زورق ملاح — عنان اسپ رها کرد سوی قرب و نواح
ز جوش غم بسر اسیمگی دران صحرا — دوید گاه بپایان دشت و گه بالا
فغان همیزد و از درد هجر مینالید — قرین حال شدش محنت و ملال مزید
ز انقلاب جهانست جای صد حسرت — اسیر بود چو رعنا ملک درین حالت

ن حیرت

نگر بحکم قضا در ختن صنوبر شاه — مریض گشت و گرفتار شد بحال تباه
برنج علت سرسام مبتلا گردید — ز شاه راه اجل عازم فنا گردید
مدبران و وزیران به پرسش رعنا — کسان خویش بهر سمت کرده ره پیما
یکی رسید ازان قاصدان تیز قدم — رساند مژده برعنا دران طلاطم غم
که رفت عم تو از تخت خود بتختهٔ خاک — برو که خاستهٔ ارکان دولتت چالاک
بیا که فرق تو زیبد بتاج سلطانی — کنیم ما همه در خدمت تو دربانی
نیافت بهجت چندان دلش ولی ناکام — دوباره جانب ملک ختن نمود خرام
رسید در ختن و بر سریر شد جاگیر — قلم روش همه گردید انقیاد پذیر
بسوی ملک و ریاست نداشت هیچ خیال — ز درد دوری زیبا همیشه بود ملال
وزیر دید چو آشفتگی احوالش — بوقت خلوت ازو کرد پرسش حالش
بیان راز دل خویش کرد پیش وزیر — وزو بجست درین باب صورت تدبیر
بگفتش ای چمن ملک را توئی ناطور (باغبان ۱۲) — ز تخت و تاج مرا عشق یار کرده نفور
چو یار نیست توجه بهیچ کارم نیست — هوای سلطنت و خانه و دیارم نیست
دلم چو از غم زیباست خسته و افگار — مرا بغیر وصالش کجاست صبر و قرار
تو کن بکار خلافت نیابت ما را — که من روم بکنم جستجوی زیبا را
وزیر دید که او را ز کف گسسته زمام — امور سلطنت ازوی نمیشود انجام
چهار صد نفر از جمع بندگان خواص — که در نواحی شان بود پرتو اخلاص
جدا نمود و برآراست با سلاح و یراق — روانه شد بخیال سیاحت آفاق
بجای سابقهٔ خویش بر لب دریا — رسید و کرد بهماندم میان کشتی جا
به بحر تا بچهل روز قطع منزل کرد — سفینه روز چهلم حصول ساحل کرد
دران مقام که از بحر شد برون ناگاه — ز عین مرحمت لطف خالق الله

رسیده صفدر و چون هدهد سلیمانی
رساند مژده و خاتم نمودش ارزانی
چو یافت خاتم دلدار را سلیمان وار
جهان شمرد بزیر نگین خویش قرار
بگوشه صفدرش آواز داد و خلوت کرد
همه حقایق زیبا بوی حکایت کرد
زحال دوست خبر گشت و شادمان گردید
بشوق صحبت و دیدار او روان گردید
برهنمائی آن صفدر وفا بنیان
شدند مرحله پای مسکن دزدان
زکار و بار چهل دزد یک بیک صفدر
میان ره بملک زاده داده بود خبر
چو گرد قافله ملاح را بچشم افتاد
نمود گریه و آغاز ناله و فریاد
که از برای خدا بنده را نجات دهید
بمرگ گشته قریبم مرا حیات دهید
نظر نمود چو رعنا بدستگاه چنان
زفتنه کیشی اهل فساد شد حیران
چو پیش رفته و نزدیک آن طلسم رسید
نشسته دید یکی مرد را ازو پرسید
که این مقام بگو از کدام سرهنگ است
طناب و تعبیه های دگر چه نیرنگ است
بگو که این همه اسباب و کارگاه ز چیست
کسیکه بر سر این کنده جای دارد کیست
جمال و طلعت رعنا چو دید آن طرار
ستاده در عقبش بود لشکر جرار
دگر شناخت که این صفدر است همراهش
هرانکه بوده بلند است و رفعت و جاهش
نیافت ره بدروغ و مخالفت طرار
زبان کشاد بگفتار راستی لاچار
که هست مسکن قندوز فرد دزدان
خودش برآمده برعزم سیر با یاران
جنون رسیده جوانرا که بر سر دار است
گزند داشت بمردم ازان گرفتار است
بگفت از سر دارش بزیر کن پایان
که من ببینم و احوال او کنم پرسان
نبود طاقت سرتافتن ز فرمانش
طناب را بکشید و بکرد پایانش
نگاه کرد چو رعنا بچهرهٔ ملاح
شناخت کوست بدریا مفسدی تمساح
بخاک مقدم رعنا نهاد فرق نیاز
که من ترا شدم از جان غلام صدق طراز

هلاک بودم و از فیض تو شدم زنده
مرا شمار کن از جمع کمترین بنده
بیمن مقدم تو ای امیر با تعظیم
رها شدم ز عذاب شدید و رنج الیم
بیان شکر ترا کی ادا توانم کرد
اگر هزار کرت جان فدا توانم کرد
نکرد ذکر خطاکاریش بوی رعنا
سر کلام بوضع دگر نمود ادای
که مردمان نکو پیشهٔ سعادت کیش
خورند بادهٔ راحت ز حسن نیت خویش
غم و ملالت و اندوه و محنت بسیار
مدام هست نصیب طوایف بدکار
ز خیر و شر که بهر بنده هرچه پیش شود
نتیجهٔ عمل نیک و زشت خویش شود
بگو چگونه گنه از تو کرده است ظهور
که مبتلا شدهٔ در حوادث موفور
سر خجالت ملاح رفت سوی زمین
ز شرمساری بسیار کرد عرض چنین
که غرق لجهٔ شرم و ندامتم بی حد
امید عفو و عطا دارم از خدای احد
ولی بجرم معاصی و سیئات ام
نبوده است بجز راستی دگر مرهم
همیکنم بگناه و خطای خود اقرار
که مستحق عذاب و عقوبتم بسیار
حقیقت همه احوال خویش و زیبا را
مباحثات و حکایات بین دریا را
ز قیل و قال و سوال و جواب یکدیگر
بیان ز احول حالش نمود تا آخر
اگرچه پاکی معشوقه را ازو بشنید
پی زیادت تاکید باز ازو پرسید
که از وصال خودت ساخت بهره ور یا نی
چشاند از لب خود مر ترا شکر یا نی
بگفت هر قدری سعی و حیله و تدبیر
بکار او بنمودم نشد علاج پذیر
گهی ز موعظت و پند گه ز مکر و دغا
همی نهاد مرا در اراده بند بپا
هزار کوشش و صد گونه جهدها کردم
گلی ز گلبن وصلش بکف نیاوردم
بسی ز شوق و تمنای دل بفرسودم
بانگبین وصالش لبی نیالودم
ز فرط همت و مردانگی بآخر کار
برفت سالم و مردانه از کف من زار

گمان کنم که درینجا رسیده باشد نیز / ببرده است سلامت متاع خود به تمیز
ملک ز پرسش احوال کرد از طرار / که آنچه راست بود کن ز حال او اظهار
درین مباحثه طرار هم دروغ نگفت / بکارگاه زبان گوهر صداقت سفت
چو صفدر از عمل و فعل زشت طراران / بعرض راه برعنا نموده بود عیان
پس آن گهان بغلامان خویشتن فرمود / طلسم را بشکستند و سوختندش زود
هر آنچه بود ز اسباب و مال طراران / بناقه بار بسوی ختن نمود روان
هم آن دو مفسد و بدکار را روانه نمود / خودش برهبری صفدر بن مسعود
برفت جانب چین و بدان دیار رسید / بیک سرایچهٔ آن شهر خوش قیام گزید
بپادشاه ختن گفت آنگهی صفدر / بده تو خاتم خود را بدست این احقر
که داده است مرا خواهرم نکو تعلیم / همیروم که کنم بر همان عمل تقدیم
اگر ارادهٔ حق بود از چنان تدبیر / لقای دوست شود زودتر سرانجام پذیر
گرفت خاتم رعنا و رفت در بازار / سواد عطر فروشی خرید از عطار
میان شهر بهر کوچه و محال و مقام / بطرز عطر فروشان ز صبح تا دم شام
قدم همیزد و میگرد و دمبدم افغان / که عطر خوب بنزد من است ای یاران
هر آنکه عطر پسندیده آرزو دارد / زنافه قطرهٔ عطرم اضافه بو دارد
اگرچه عطر فروشم نه بی سر و پایم / بدهر مالک عطر غزال رعنایم
بدین هنر پی مقصود خویش میگردید / که ناگهان بدر خانهٔ عجوزه رسید
همیشه گوش بر آوازه بود زیبا را / شنید چونکه ازو نام عطر رعنا را
بفهم یافت که این نعره بود از صفدر / عجوزه را بفرستاد چست جانب در
که از برای من از عطر او بجز چیزے / بغیر عطر اگر باشدش دگر چیزے
خبر بیار که آهم شود خریداری / بپرس مسکن او را به نیک اطواری

که از چه شهر رسیده است مرد عطر فروش / سوای عطر چه آورده در کف و آغوش
عجوزه رفت و بپرسید ازو بوضع تمیز / که غیر عطر ترا در تصرف است چه چیز
ولایت تو کدام است و مسکن تو کجاست / بگو که عطر ترا فی درم چه بیع و بهاست
بگفت شهر ختن جای بود و باش من است / فروش عطر بخور رونق و معاش من است
دگر مراست یکی خاتم فروختنی / نگین اوست ز اعلی جواهر ثمنی
بصفدر از سخنان عجوزه شد پیدا / که این طریقه بپرسیدنست از زیبا
ز شیشه عطر کشید و ز دست انگشتر / که این نمونه بگیر و درون خانه ببر
اگر پسند شود قیمتش همی آرے / وگرنه باز بمن مال خویش بسپاری
عجوزه عطر و نگین را به پیش زیبا برد / سخن طرازی صفدر به پیش او بشمرد
نظر نمود چو زیبا شناخت خاتم را / بکام و مقصد خود یافت جمله عالم را
چو بوی پیرهن یوسف مبارک تن / که هر دو دیدهٔ یعقوب شد ازو روشن
شد از مشاهدهٔ آن نگین او زیبا / ز بس نشاط بپرواز همچو مرغ هوا
بگفت اینچه عجب راحت دل و جانست / مرا بمنزلت خاتم سلیمان است
بحکمتی که ندانست پیره زن زیبا / نهان کشید ز انگشت خاتم خود را
نهاد در کف آن پیره زن که این ببر / بگو که عطر و نگینم بده ازین بهتر
عجوزه عطر و نگین را ز پیش زیبا برد / بدست صفدر مسعود باز پس بسپرد
نظر نمود چو صفدر که خاتم است بدل / سرور یافت دلش شد روان بلا معطل
چو برق رفت و برعنا نوید مژده رساند / نمونه خاتم او را به پیش رویش ماند
تو گوئی از سر نو یافت زندگی رعنا / نهاد فرق تضرع به بندگی رعنا
چو شب گذشت و پدیدار گشت روز دگر / امیر ملک ختن نیز رفت با صفدر
قریب گشت چو صفدر بخانهٔ زن پیر / برسم عطر فروشان کشید باز نفیر

که عطر خوب ترا امروز کرده ام پیدا
بکار اگر بودت ای عجوزه زود بیا

چو باز نعرهٔ عطار را بگوش نمود
درین مرابته زیبا عجوزه را فرمود

برو بیار تو در خانه اندرون او را
که من پسند کنم عطر خوب خوشبو را

عجوزه آمده آن هر دو را درون بنهاد
دران چمن شده یکجا صنوبر و شمشاد

پس از زمانهٔ دیری چو آن دو عاشق زار
شدند از می دیدار یکدگر سرشار

طپیده خاطر ایشان ز فرط سوز و گداز
شدند هر دو بلا اختیار گریه طراز

ز بیقراری خود بهر دفع غم عجوز
سخن گذار شد آن خسرو ختن برموز

که ای عزیز مرا چو تو یک برادر بود
خجسته منظر و مه چهره نیک محضر بود

برنگ و قامت و حسن و جمال و سایر چیز
ازو نمیشودم تا تو هیچ فرق و تمیز

برفته در سفر بحر و پیشتر ایام
دگر نداده ازو کس بمن نشانه و نام

مرا ز دوری او تن همیشه بیمارست
دلم بدرد و غمش روز و شب گرفتارست

کنون که دیدهٔ من بر جمال تو افتاد
عذار و چهرهٔ خوبش بخاطرم شد یاد

چو لاله داغ دلم تازه گشت در غم او
شدم اسیر کمند بلای ماتم او

چو ختم گشت درینجا کلام شاه ختن
سخن سرای شد آن دلنواز غنچه دهن

که بود چو تو مرا نیز نیک عم پسری
ستوده خصلت و والا مقام خوش گهری

میان جملهٔ رئیسان دهر نامی بود
مرا بمنزلهٔ داور گرامی بود

برسم و عادت دور فلک ز وقت مزید
میان همدگر ما شده فراق پدید

چو شعله از غم دوریش سوختن دارم
بخاک حسرت و اندوه دل وطن دارم

کنون که دیدهٔ محمود وار من ناگاه
ایاز روی ترا دیده جلوه گر چون ماه

ز دیدن تو چنانم رسید در خاطر
که بر جمال دل آرای او منم ناظر

بگفت شاه ختن کای عزیز با اشفاق
چو هر دو ایم گرفتار دام هجر و فراق

بود همیشه دو همدرد را هم الفت
میان ما و تو زیبد طریقهٔ وحدت

بیا که ما و تو با هم درین سفر یک چند
دهیم سلسلهٔ اتحاد را پیوند

کشیم بار رفاقت بدوش همدیگر
زنیم حرف جدائی بگوش همدیگر

جواب داد بدو نازنین مه تمثال
که انتظام جهانست همبرین منوال

که از معاونت دوستان دور و قریب
نظام خلق گرفتست رونق و ترتیب

ز صحبتم چو ترا رونقی بکار رسد
چرا مضایقه در وی ز دوستدار رسد

ولی ز دیرگهی این عجوزه مادر وار
بمن نموده ز اخلاص خدمت بسیار

اگر هزار درم باشد و عطا کنمش
نمیتوان که حقوق نمک ادا کنمش

ملک ز جیب بر آورد قطعهٔ الماس
که بود قیمت او بیشتر ز عقل و قیاس

بطرز مهر و کرم بر کف عجوزه نهاد
که کامیاب جهان گشت و خرم و دلشاد

عجوزه شکر فراوان چو صدق کیشان کرد
دعای عزت و اقبال عمر ایشان کرد

عروس مهر چو برقع فگند بر رخسار
بیاض روز برفت و قریب شد شب تار

باتبهاج کثیر و سرور بیش از بیش
روان شدند بسرعت سوی نشیمن خویش

سحر بوقت از انجا به بسته محمل را
بجانب ختن افگند طرح منزل را

بسان مرغ هوا بر جناح استعجال
زدند گام و برفتند چون نسیم شمال

چو در حوالی ملک ختن شدند قریب
ملک نوشت یکی نامه بخوش ترتیب

بدست قاصد خود داد تا برد بوزیر
دبیر مندرج نامه کرد این تقریر

که هست منت و احسان خدای بیچون را
که شادکام مقاصد نمود محزون را

ز جویبار عنایات خالق اکبر
رسید نخل مرادم ببرگ و بار و ثمر

جمال یوسف مقصود من نمایان گشت
چو نور دیدهٔ حرمان پیر کنعان گشت

ز عین مرحمت کارساز بنده نواز
مراجعت بنمودم بکامرانی و ناز

وزیر هم بسرور و مباهجت پرداخت   وزین خبر همه جا کوس شادیانه نواخت
اجازه کرد که تا شهر را بر آرایند   در نشاط بروی قلوب بگشایند
خودش بجمله صغیر و کبیر شهر و محال   برفت پیش شهنشاه خود باستقبال
باحترام فراوان رساند رعنا را   سوی عمارت شاهی ببرد زیبا را
نوای جشن بلندی گرفت در هر شهر   بیافتند مساکین ز مال و دولت بهر
مواد عیش و طرب هر طرف مهیا شد   سرود و غلغله در هر مقام پیدا شد
بخواست قاضی و بربست عقد زیبا را   نمود گرمی هنگامهٔ تماشا را
میان کوچه و بازار شب چراغان کرد   بحکم شاه خلاصی اهل زندان کرد
بیافت صفدر راز و منصب وکالت را   گرفت از همه ارکان ملک خلعت را
نوشت نامه بوالی کاشغر در حال   که مال و دولت صفدر تمام کن ارسال
هر آنچه بود ز اموال او بلا تکلیف   بداد بلکه تحایف بوی نمود ردیف
چو خواجه حبش از روزگار عهد کهن   بقید داشته قند وزرا بشهر ختن
بچین حکم به آزادگی محبوسان   برفت خواجه و کرد از شه ختن پرسان
ز شرح حال بدانست خسرو نیکو   که خواجه می طلبد ز بیع اسپ خویش از و
بحکم شاه وزیر از خزانهٔ سرکار   بخواجه داد ز دینار سره پنج هزار
گرفته بود ز قند و ز آنچه مال و مواد   بامر شاه جهانش وزیر واپس داد
بگفت توبه کن از فعل زشت ای طرار   ز بعد توبه شهش کرد شحنهٔ بازار
سند گرفت ز ملاح نیز مستحکم   که تا دگر نگذارد براه عشق قدم
بیت نواخت قامت او را بخلعت نیکو   که رفت در وطن خود بخلعت نیکو
ز بعد آن بامورات ملک خود پرداخت   ز فیض معدلت خویش خلق را بنواخت
گذشت بر سر او عمرهای دور و دراز   بکامرانی و حکم و نشاط و عشرت و ناز

ز قید مرگ ولی جسم او نشد آزاد   به تند باد اجل نخل زندگیش فتاد
بآخر از همه اسباب یک کفن برداشت   ز دهر رفت و حکایت بیادگار گذاشت
اگر کسی بتفحص ز تو کند پرسان   که این کتاب شده ختم در کدام زمان
بگو ز عاطفت و فضل کردگار انام   بسال لوی و باخر ربیع گشت تمام
فزون نمای بدو یکهزار و سه صد و بیست   همین شماره و تعداد سنهٔ هجری ست
و گر ترا بدگر گونه ملتمس باشد   حساب سنه تتمیه ات هوس باشد

[illegible]

سر قلم ببر و گو که شد ز لطف خدا
اتم حکایت رعنا و قصهٔ زیبا
۱۳۲۲ھ

خاتمهٔ کتاب

هزار شکر که از لطف قادر بیچون   تمام گشت کتابم به بهترین قانون
مرا چو هست گرفتاری زبید تمام   بکار سرحد بی دین و دولت اسلام
فراغتم نبود از نوشتن مکتوب   که عمرهاست بدین پیشه گشته ام منسوب
گمان نبود که با این تشاغل بسیار   که نیستم شب و روز یکدمی بیکار
باختتام رسید این کتاب با زینت   که مشعر ست بوعظ و نصیحت و حکمت
ولیک از کرم کردگار خود نازم   که داد بر فلک اوج شعر پروازم
شروع حمد بدیباجه شد ز عاشوره   اگرچه بود مرا شغلهای موفوره
ز فضل و مرحمت کردگار در سه ماه   گرفت صورت اتمام حسب خاطر خواه
چو فکر و همت هر کس بقدر ادراک ست   ز استعاره و تشبیه شعر من پاک ست
چرا که نیست مرا در سرشت عقل و ذکا   (در دماغ و دل)   دگر شده ست مرض در دماغ من پیدا
هم از خطوط نویسی مرا فراغت نیست   نشان قوت و تفریح در طبیعت نیست

ازان گسسته و بی ربط بود اشعارم — که پیش اهل هنر عذر و معذرت دارم
چو قصه های عجیب ست اندراج درو — رسد بخاطر خوانندہ ابتهاج ازو
بضمن آن شده مرقوم نکتهٔ از پند — که ظاهر ست و هویدا بچشم دانشمند
بسلک نظم کشیدم چنین کتاب عجیب — که تا شود بمن از وی دعای خیر نصیب
بروح والد من هم ز فیض آن دعوات — رسد ز مرحمت حق کرامت و برکات
اگر باسم شریفش ترا بوده وقوف — نش به نور محمد بتو کنم مکشوف
ز علم ظاهر و باطن وجود او مشحون — بود شمار تلامیذ او ز حد بیرون
بغیر درس و تلاوه عبادت و تقوای — نداشت شغل امور دگر به صبح و مسا
دران زمان که ازین دهر انتقال نمود — هزار و سه صد و هژده ز سال هجرت بود
ز لطف خالق خود شاکر و رضامندم — که داده از کرم خویش چند فرزندم
رسند چونکه برشد و تمیز و عقل و کمال — خدا دهد همگی را سعادت احوال
گهی که در صف اهل کمال جا سازند — به بحث نکته سرائی و شعر پردازند
گر از هنروری خویش ساده دل باشند — ز بی کمالی والدنه منفعل باشند
مراز درگه حق هست التماس چنین — که وارسند باقبال فضل و دانش و دین
کلان مهر همه بوده محمد طاهر — که هست در فن علم و کمال خود ماهر
دگر عطای خدا ندیست نصر الله — که اندکی شده در فن علم و خط آگاه
دگر به نور الهی ست نامور در دهر — بقدر عمر خود از فیض علم یافته بهر
دگر برادر ایشان بود همایون جان — که هست شغل وی از پنج گنج تا قرآن
به پنج میرسد امسال سن شکر الله — که تا بحال بعلم و سبق نیافته راه
خدا نصیب کند جمله را بغیر تعب — کمال عمر و جوانی و بخت و علم و ادب
بلند باد ز اوج مراد اختر شان — بود عنایت یزدان همیشه یاور شان

دگر مراد و برادر بود حمیده خصال — یکیست تاج محمد پر از وفور کمال
برادر دگرم میر احمد ست بنام — نبرده هیچ ز علم و کمال استشمام
الهی از کرمت این کتابت و ارقام — که یافت ست بحمد و بنعت زینت تام
بحمد خویش و بنعت رسول نامی کن — بفیض عز قبول خودش گرامی کن
بدین و دل اهل کمال جاش ده — بگوش خلق اثرهای دلکشایش ده
مرا ز شهد شهادت بوقت آخر کار — چشان ز معرفت خویش باده سرشار
چنانکه از پس مردان مرا خواص و عوام — ندا کنند به شیر احمد نکو فرجام
وقوع خاتمه ام را بنور ایمان کن — خطاب من بقیامت ز اهل غفران کن

مرا موظف و مشغول دار در انجام
بذکر وحدت خود و السلام الاکرام

تمام شد کتاب نجم السعادت

در یوم سه شنبه ۳ جمادی الاول و سنه ۱۳۲۴ هجری بمقام اسمار

بعد ازین تحریر بعضی مناجات و قصاید
و غزل و مخمس و غیره نظم ها و ابیات می شود

مناجات

الهی قلب خاشع دیدهٔ گریان نصیبم کن
بعشق جانفزایت سینهٔ بریان نصیبم کن

چو بنجواهش مرا از نیست کردی هست در عالم
بتوفیق عبادت صحتی در جان نصیبم کن

بسی مشکورم از لطفت که دادی دین اسلامم
بر اینم زنده دار و وقت مرگ ایمان نصیبم کن

ز ظلم و شرک و کفرم دور دار ای خالق یکتا
صفای باطن و افزونی ایقان نصیبم کن

یقین دارم بوحدانیت تو ظاهر و باطن
بحال نزع اقرارے بدین عنوان نصیبم کن

دم آخر که جانم میشود از تن جدا یارب
زبان وحده لا غیره گویان نصیبم کن

چو در دنیا مرا دادی تو نعمتهای لا احصی
بعقبی هم چنین انعام جاویدان نصیبم کن

سخی بخشایش خود را ز کس واپس نمی گیرد
کریمان آنچه با من کرده احسان نصیبم کن

خطاکار و گنهگار و سیه رویم ز حد بیرون
توئی غفار از لطف و کرم غفران نصیبم کن

بنفس خویش من ظالم ترم از جمله مخلوقات
ره انصاف و حق از پرتو قرآن نصیبم کن

طفیل سرور عالم همین آل و اصحابش
که در ملک بقا دیدارت ای یزدان نصیبم کن

بروی انبیاء و اولیاء در روز رستاخیز
مکان زیر لوای فخر درویشان نصیبم کن

چو خلقی بندهٔ تو امت پیغمبرم خوانند
پس از مردن خطابی هم باین و آن نصیبم کن

مرا پیش از هلاکم توبه ده از جمله معصیات
خلوص صدق دل بر توبه و پیمان نصیبم کن

نکن رسوای حشرم ایکه ستارست نام تو
به ستاری خود ستری بهر عصیان نصیبم کن

ثباتی در نماز و روزه و حج و زکواتم ده
هم از خاک مدینه سرمه در چشمان نصیبم کن

بهر چیزی رضای تست توفیقم بران بخشا
بامرت رهبری و ز نهی خود حرمان نصیبم کن

قناعت در بلا و صبر در غمها تو خواهم
بافزونی نعمت شکر بی پایان نصیبم کن

نگهدار از حرام و روزی پاکم عطا فرما
خلاصی از حقوق جمله حقداران نصیبم کن

ز ظلم ظالمان و فتنه و شر بداندیشان
پناهم بخش و حفظ مال و فرزندان نصیبم کن

ز بخل و کینه و حرص و ریا یارب نجاتم ده
سخا و مهر و شفقت بر مسلمانان نصیبم کن

بخیر و حاجت مردم روا گردان معینم شو
ترحم بر ضعیفان خدمت پیران نصیبم کن

نفاق و کفر و گمراهی چنان گم کن که از هر سه
نماند هیچ آثاری چنین ویران نصیبم کن

شعاع آفتاب دین احمد افزون گردان
وزان خورشید پرنوری نجات و امان نصیبم کن

بخلق ابد بفزا عدل شاه دولت اسلام
ز طغیانم امان ده طاعت سلطان نصیبم کن

الی قائم قیامت ذات پیران و مشایخ را
ستون دین بدار و همت ایشان نصیبم کن

مرا با والدین و اوستادان اقربا و اولاد
لباس مغفرت در بر کن و برهان نصیبم کن

ز آدم تا باین دم بلکه تا هنگام نفخ صور
به بخشا مومنان را رتبهٔ پاکان نصیبم کن

ندارم در دو عالم غیر تو ماوا و ملجائے
نگردان ناامید و لطفت ای رحمان نصیبم کن

درین عالم بقرآن تو دارم شغل روز و شب
در آن عالم تو همراهی این فرقان نصیبم کن

تو خود گفتی بقرآنت اجیب دعوت الداع
اجابت در دعا ای خالق سبحان نصیبم کن

قادرِ

ز کار دینیم افگندست در دو ناخوشی یارب
ز حکمت خانهٔ غیب خود و درمان نصیبم کن

تمنای دل شیر احمد ای خلاق همتا
برآر و ز می دل چشم خون افشان نصیبم کن

مناجات بعد از نماز

نیست یارب در نماز با خشوع و هم حضور
بلکه سرتا پا در ارکانش شده از ما قصور

لیک چون انسان مرکب گشته از سهو و خطا
هست ذات پاک تو سرچشمهٔ عفو و عطا

زان سبب دارم بدرگاه تو امید و نیاز
کاین نماز ناقصم را کامل و مقبول ساز

چون بنی آدم ظلوم ست و جهول و هم ضعیف
این صفتهایش بود ظاهر بقرآن شریف

باوجود این همه اوصاف شیطان لعین | از پی غوای ما دایم نشسته در کمین

جای او در سینه و رگها و اندام دل است | اجتناب از دشمن همخانه کردن مشکل است

نفس سرکش هم مطیع اوست در هر فعل و کار | کشکشانم می برند این هردو کافر سوی نار

آنکه باشد مبتلای این بلاها و عیوب | کی تواند سر زدن از دست او افعال خوب

دشمنانم بس قوی من ناتوان و بی ثبات | جز حصار امن تو نبود مرا راه نجات

بیش ازین مگذار اندر بند شیطانم اسیر | وز شرور نفس برهان و توام شو دستگیر

از خطاکاری جاهل عاقلان عذری نهند | اقویا دایم ز تقصیر ضعیفان بگذرند

زین بلاهای عظیم هم تو گردان رستگار | بر صراط مستقیم تا ابد قایم بدار

از طفولی تاکنون بر فعل بد کردم شتاب | کن عطا از فضل خود یارب مرا حسن مآب

این نماز و وین وضوی ما ز قسم عادت است | کار خیر ما همه از دست شیطان غارت است

عادت ما را ز فضلت در عبادت کن حساب | سعی دشمن را مده خلی به بطلان ثواب

رکعتی چندی اگر خواندم بطرز غافلان | نیست انهم بمددگاری تو ای مستعان

پس ز تو خواهم که توفیقم دهی اندر نماز | بر حضور قلب و ترتیب خشوع و هم نیاز

نزد شیطانم مگردان در قیامت شرمسار | بر عذاب من مکن او را تو شاد و کامگار

کن تو ختم عمر شیر احمد بتوحید تمام
بر محمد باد و بر اولاد و اصحابش سلام

مناجات بعد از قرات قرآن مجید

الهی گر بقرآن خواندن از من | بفتح و کسر و ضم رفته خطائی

وگر نقص و قصوری در مد و شد | بحرف و لفظ و ترتیب و ادائی

زمن واقع شده از سهو و نسیان | نه از روی عمد یا از جفائی

توئی عافی ز لطف خویش افگن | برین سهو و خطا ذیل عطائی

وزین قرآن مرا نور و هدا ده | که عالم رهت افضل رهنمائی

خداوندا بحق ذات پاکت | بحق این کلام مجتبائی

بحق آنکه بروی گشته نازل | چنین قرآن ز چون تو کبریائی

که مقبول جناب خویش گردان | زمن این قراءة عجز و دعائی

باین قرآن تمسک کرده ام من | که باشد رهبرم در دو سرائی

پس از هجر رسول تو ست مارا | همین قرآن مشرف پیشوائی

چو در دنیاست این قرآن رفیقم | به عقبی هم دهش با من وفائی

چنان سازش که باشد در دو عالم | مغیث و یاورم در هر بلائی

انیس قبر و یار روز محشر | بود در پل صراطم مقتدائی

خداوندا مرا علمیست کامل | که نبود غیر تو دیگر خدائی

نباشد بنده عاصی تر از من | ولی دارم بعفوت التجائی

عطا کن از طفیل فیض قرآن
دران دنیا به شیر احمد لقائی

موعظه خطبه جمعه

ایکه دایم مبتلائی در سر فسق و فجور | تا بکی باشی چنین در بند نفس پر شرور

حاصل عمرت همه در خواب و غفلت صرف شد | شرم دار از حق تعالی آخر ای مست غرور

طاعت ایزد نکردی هیچگه از صدق دل | پیر گشتی وز عصیانت نمی آید نفور

وز پی حرص و هوا و نفس شیطانی مدام | وز تو کاری بر رضای حق نشد گاهی ظهور

از خدای غیب دان نبود ترا شرم و حیا | وز خلایق وقت عصیان میشوی پنهان و دور

نعمت و رزق خدا را میخوری هر صبح و شام	که نمیگوئی بدل شکر خداوند شکور
در نماز ایستادهٔ فکرت بجای دیگرست	کی شود مقبول درگه این نماز بی حضور
چشم بگشا و ز حال مردگان عبرت بگیر	چون گذر افتد ترا بر مسکن اهل قبور
یاد کن روزیکه اندر خانهٔ تنگ لحد	مردمان تنها ترا مانند و گردند از تو دور
از عذاب سخت قبر و پرسش منکر نکیر	حاش لله چون شود حالت در آنجا ضرور
این تن پرورده ات بوسیده گردد اندرو	لحم و شحمت را همه بخورند آنجا کرم و مور

در گنه سر تا قدم شبیر احمد عاصی ست غرق
مغفرت گردان نصیبش یا هو الله الغفور

در شکر نعمت های باری تعالی عز اسمه

هست نعمتهای تو یارب بسی بی انتها	کی تواند کس که سازد شکر یک نعمت ادا
بر همه مخلوق و عالم نعمتت عام ست لیک	کردهٔ ممنون به نعمتهای خاص این بنده را
اولم پیدا نمودی در گروه مسلمین	از وجود والدین مومنین پارسا
میرزا نور محمد بود نام والدم	وا رسیده عالمی را فیض او در جمله جا
دیگر اندر خلقت و ترکیب و تخمیر وجود	دادیم اندام بی نقص و سلیم و خوش نما
باز اندر امتان خاتم پیغمبران	سرفرازم ساختی بر نور ایمان و هدا
زان پس اندر دین پاک سنتم دادی قیام	از روافض و ز خوارج کردیم دور و جدا
نیز افگندی مرا در مذهب نعمان که او	در امامان اعظم ست و مسلک او بس صفا
نعمت دیگر ز الطاف عمیمت در جهان	با علوم چند گردانیدیم نیک آشنا
نیز اندر قرأة قرآن ز قاریهای دهر	فوقیت دادی مرا در لهجه و صوت و ادا
باخبر کردی ز تفسیر شریف قدر فهم	دسترس دادی بحفظ ربعی از قرآن مرا

خط خوبم دادهٔ چندانکه اکثر خوشخطان	در جلی و در خفی دارند بر من اقتدا
حسن تقریرم عطا کردی و تحریر نکوی	دادی اندر منشیانم رتبهٔ عز و علا
طبع شعرم مرحمت کردی که جمله شاعران	قامت تسلیم را دارند پیش من دوتا
خواهم اندر شعر گر تلمیذ رحمانم کنی	رهبرم سازی بسوی کنز عرش مجتبی
نیز در عیش جهانداری و مال دنیوی	سرفراز و برترم کردی ز اکثر اغنیا
پیش همچشمان نکردی احتیاجم هیچگاه	بلکه حاجتهای مردم را ز من کردی روا
مکرمت شد از تو بر من دولت دنیا بسی	اقربای بینوایم را ز من دادی نوا
حشمت و جاهم عنایت کردی و عز و وقار	مال و اسباب و زمین و قلعه و باغ و سرا
در حضور افسر اعظم سپه سالار ملک	ساختی مسند نشین احترامم سالها
بعد مرگ او بقرب خسرو گیتی پناه	آن ضیاء الملتم نواختی بی التجا
چون کلید دولت اسلام از فضل خودت	مر سراج ملت و دین را رسید ای کبریا
همچنانم کردهٔ در مسند عزت مقیم	خرمم در خدمت آن خسرو عدل انتما
در غزای کافرستان بیشتر از ده هزار	در حضور آن سپه سالار و این عاصی گدا
کافران را یافت ره نور مسلمانی بدل	بودم اکثر را بتلقین شهادت رهنما
اینهم از انواع الطاف و عنایات تو بود	تا بتوفیق و مددگاری تو کردم غزا
از نعمهای اکل و شرب و ملبوس و رکوب	بخششم کردی فزونتر از شمار و انتها
میوه های کابل و هند و خراسان و قندهار	ریختی در کام ما هر وقت در صیف و شتا
و ز تلذذهای دیگر آنچه در گیتی بود	کردهٔ پیشم میسر بی تعب صبح و مسا
در مقاصد هر چه خواهش کردم از درگاه تو	کامگارم ساختی دایم بحسب مدعا
چار زنهای شریف از خاندانهای شریف	(ب عفیف) در تصرف آوریدی این نحیف خسته را
لبس چیت و صوف و اطلس تا کمخواب و حریر	از تو پوشیدند زیور نیز از سیم و طلا

هم زنسل کافری سه دخترم دادی بکف — هر یکی دوشیزه و صاحب جمال و خوش لقا
گرچه از ایشان دو کس اندر جوانی بیولد — حسب تقدیر تو رفته از جهان بی وفا
لیک دارم شکر کاندر دین پاک احمدی — تا زمان مرگ میگفتند توحید ترا
چند فرزندان نیکو چهره و فرخنده خوی — مکرمت کردی مرا ای خالق ارض و سما
جمله خوش کردار و فرخ طلعت و عالی منش — در نواصی شان هویدا کرده نور و ضیا
روز و شب مشغول میباشند در علم و ادب — وین هدایت بر من و آنها شده از تو عطا
دار یارب دایم ایشان را مقیم علم و دین — ازدیاد علم و عمر و بخت ده مر جمله را
چون بفرزند کبیرم بهره دادی از علوم — زین کرامت دیگران را هم بگردان بینوا
بیش در بیش ست بر من نعمت تو غیر این — کز حساب او بود قاصر زبان و فکر ما
شرح انعام کثیر تست خارج از بیان — لاجرم کردم باین ذکر قلیلی اکتفا
گر بهر موی تنم پیدا شود یک لک زبان — عمر من با هم حیات خضر یابد التقا
در جهان عمر طویل و آن زمانهای کثیر — روز و شب گویم ترا بیخواب و خور حمد و ثنا
زانهمه نعمت که از الطاف خویشم داده — شکر آب و نان یک روزه زمن ناید ادا
من چه باشم کز حساب شکر تو آیم برون — یا زبان گردد بتعداد نوالت آشنا
قدرتی نبود کسی را در شمار نعمتت — از جمیع مؤمنان تا اولیا و انبیا
چون بدینصورت ز شکر روزی یکروزه — عاجزیم و نیست هرگز شکر آن مقدور ما
پس ادای منت جود فراوان تو کی — میتواند شد ز دست چون من عاجز ادا
ای خدای بی نیاز کارساز بندگان — شان تو بس اعظم ست و ذات تو بس کبریا
عاجز و بیچاره و مسکینم و پر معصیت — گشته‌ام دایم بدام نفس و شیطان مبتلا
چون توئی پروردگار من ز تو خواهم مدد — کز مناهی تایبم گردان و ثابت بر رضا
گرچه عصیانم فزونست از زمین و آسمان — و آنچه ما فیهاست از کرسی الی تحت الثری

لیک هست آنجمله پیش رحمت و بخشایشت — قطره سان نزد محیط اعظم بی منتها
یک جهان چه صد جهان گر از گناهم پر شود — بهر محوش ذره از عفو تو باشد اکتفا
گر بخود می بنگرم جایم ز دوزخ بدترست — ور نظر بر فضلت اندازم بهشتم بوده جا
بندگانت بر من اکثر ظن نیکی برده اند — ظن ایشان راکن یارب بدین عاصی خطا
اندران روزیکه نبود جز تو کس یار و نصیر — پیش همجنسان مگردان شرمسارم ای خدا
گر بسوزم بر نخیزد هیچ چیز از سوزشم — ور بخلد آیم نگردد تنگ بر مردم سرا
کس ز درگاه کریمان بینوا هرگز نرفت — تو کریم مطلقی من بر درت سایل گدا
مژده لاتقنطوا مر بندگان را داده — هست غفران جمیعا در ذنوب و جرم ما
زین بشارت دارم از فضل تو امید قوی — کز همه لوث گنه گردانیم پاک و صفا
زاد راه آخرت کن در نصیبم از نخست — بعد ازان گردان روانم جانب دار البقا
کامیاب شهد ایمان کن مرا وقت هلاک — از طفیل روح پاک شافع روز جزا

از در خویشم بنومیدی مران و کن قبول
از من شیر احمد دل خسته یارب این دعا

قطعه در تعزیت و تاریخ وفات خاقان مغفور ضیاء الملة والدین

آه و وا ویلا و افسوس و فغان و درد و غم — غصه و اندوه رو آورد بر کل مسلمین
کاندرین ایام نافرجام آن شاه جهان — شد ازین دار فنا سوی بقا رحلت گزین
شهریار غازی و دین پرور گیتی ستان — حامی اسلام و ملت قاتل اعدای دین
آنکه از شمشیر تدبیرش بروی کافران — دولت اسلام شد قایم تر از سد متین
پرورش ها داد اقوام و رعایا را بسی — مثل فرزندان که می بینند مهر از والدین
بسکه بزم دین و ملت یافت از وی روشنی — شد ضیاء الملت و دینش لقب از مومنین

بود اسم محضهٔ او عبدالرحمن در جهان / هیبت او در بلاد روم و روس و هند و چین
حیف و واویلا که خورشید وجودش ناگهان / از سپهر زندگانی رفت در زیر زمین
گشت ازین حسرت بچشم تا جهان تاریک و تار / واندرین ماتم قلوب جمله عالم شد حزین
در حریم سلطنت افتاد شور رستخیز / سوخت در نار الم جان عباد و چاکرین
در جهان گوئی که هنگام قیامت شد پدید / گریه و غوغا بلندی یافت از هر سرزمین
از سپاهی تا بافسر وز رعایا تا خدم / در فراق او فغان دارند با حال غمین
لیک چون پیغمبر ما هم بدین ره رفته است / چاره نبود جز شکیبای حاضرین و غائبین
شکر کاندر باغ شاهی بود نخل با ثمر / تا پس از وی بر سریر مملکت شد جانشین
در حق آن رهگرای عالم قدس از خلوص / باید ای احباب بر درگاه رب العالمین
دست دعوت از برای مغفرت بالا کنیم / تا خدایش جا دهد در مسند خلد برین
باد روح اقدس او را به علیین مقام / کشور فردوس بادا جاودان او را مکین
حور و غلمانش بود آنجا پرستار و خدم / فرق او از تاج غفران باد آرایش گزین
در شب پنجشنبه رحلت کرد زین دار غرور / تسعه عشره بود از ماه جماد الآخرین
از پی تاریخ سال رحلتش کردم سوال / هاتفی از غیب در گوشم ندا داد این چنین

کز حساب ابجدی شیر احمد مسکین بجو
عازم فردوس باشد پادشاه مسلمین

قطعه در تهنیت و تاریخ جلوس حضرت شهریاری

جلوس میمنت مانوس تخت دولت افغان / بذات اقدس شاهنشه اسلام میمون باد
امیر ابن الامیر ابن الامیر و وارث دولت / که اقبال و حیات او بعمر خضر مقرون باد
وجودش گوهر شهوار بحر پادشاهی بود / بشد زیب خلافت کش ز رنج دهر مصئون باد

رسا افتاده تشریف جهانداری بقد او / عروس دولتش پیوسته در آغوش مقرون باد
نسبی بوده موافق خاتم دولت در انگشتش / بفرق اشرف او تاج مسعود همایون باد
ولی عهد پدر مقبول جمهور مسلمانان / ز فیض نور عدلش صفحهٔ آفاق مشحون باد
بود یارب کلید سلطنت همواره در دستش / بکام او همیشه گردش ایام و گردون باد
بذاتش چار چیز پادشاهی با کلام الله / ز جمهور خلایق پیشکش شد تا که میمون باد
کمربند و کلاه و بیرق و شمشیر اسلامی / مبارک هر چهارش از طفیل صاحب نون باد
بظل اوست خلق الله قرین مهد آسایش / حصار دولتش از انقلاب دهر مامون باد
اولوالامر است و حکم اوست واجب بر همه مردم / که امرش تا قیامت نافذ و جاری و موزون باد
کسی کو گردن طاعت بگرداند ز حکم او / بنزد خالق و پیغمبرش مردود و ملعون باد
دم تیغش چو خورشید جهان از یک طلوع خود / بعالمگیری و کشورستانی تیز قانون باد
بگیتی هر چه باشد از خزاین آیدش در کف / مراو را حکمرانی بر تمامی ربع مسکون باد
به پنجشنبه که نزده از مه آخر جمادی بود / جلوس او که بر جمله خلایق نیک مضمون باد
پرسیدم سروش غیب را از سال تاریخش / بمن گفتا که شیر احمد ز گوشت پنبه بیرون باد
تاریخ جلوسش گو قبای دولت اسلام / ببالای شه عادل حبیب الله همایون باد

هزار و سه صد و نزده چو بود از سنهٔ هجری
بتخت سلطنت بنشست کاقبالش همایون باد

بهاریه

روز نوروز است و صحن باغ و صحرا سبز و سرخ / سبزه و گل بر شگفته در چمن‌ها سبز و سرخ
از قدوم موسم فصل ربیعی بوستان / گشته همچون روضهٔ جنت سراپا سبز و سرخ
از برای خسرو گلزار فراش صبا / در چمن گسترده مسندهای زیبا سبز و سرخ

بسکه در هر گل زمینی رسته گلهای فراخ
دامنِ صحراست همچون روی زیبا سبز و سرخ

سرو آزاد ایستاده بر کنارِ جویبار
لاله و سوسن بهم بنشسته یکجا سبز و سرخ

ارغوان از زلفِ سنبل طوقِ گردن ساخته
جلوهٔ خوش کرده گل بر شاخ مینا سبز و سرخ

هر گلستانی شده از بس شگوفه در جهان
شرق و غرب و راست و چپ زیر و بالا سبز و سرخ

عندلیبان از طرب خوش می سرایند این سخن
وه که شد گلزارِ ما حسبِ تمنا سبز و سرخ

مینماید عکسِ روضاتِ زمین بر آسمان
همچنان کز آبگینه رنگِ صهبا سبز و سرخ

در هر آن گلشن که بینی زمرهٔ از مردمان
حاضر اند و میکنند آنجا تماشا سبز و سرخ

از فراقِ یار چشم و روی من زرد و سفید
هم ز هجرش آب و خون دیدهٔ ما سبز و سرخ

خارِ غم میداندش بشیر احمد از هجرانِ یار
گرچه هست از گل همه اطرافِ دنیا سبز و سرخ

بعضی از غزلیات و قصاید وغیره

بسم الله الرحمن الرحیم ای دل بشو فهم را
بگو الحمد لله دایما خلاقِ عالم را

خداوندیکه در هنگامِ تشریفِ خلافت کرد
بتاجِ علّم الاسما شد مزین فرقِ آدم را

ز طوفان شد بلطفش نوح را بابِ امان مفتوح
سلیمان از عنایاتِ عمیمش یافت خاتم را

بصالح ناقه موسی را عصا داد و یدِ بیضا
بخضر آموخت از فرطِ نوازش اسمِ اعظم را

ز آتش دلکشا باغی نمود از بهرِ ابراهیم
دمِ احیای موتی داد عیسی ابنِ مریم را

محمد را به محبوبی خود ممتاز گرداند
برو نازل نمود از عرش قرآنِ مکرم را

بقربِ خویش برد اندر مقامِ قابَ قوسینش
فرستاد از بهشتِ عدن زیرِ پاش ادهم را

فدای جملهٔ اصحابِ کرامش باد جانِ من
که هر یک داد تکمیلِ فراوان دینِ اتم را

چو کرّمنا لقب داریم ای بشیر احمدِ عاصی
دعا کن تا که حق ارزل نسازد جسمِ اکرم را

در صفتِ چای گوید

در جهان جوش و رونقِ بزمِ حریفان ست چای
عیش بخش و فرحت افزای ندیمان ست چای

هر کجا یاران بعشرت طرحِ محفل ساختند
چون ببینی گرمیِ بازارِ ایشان ست چای

نشه خیزانِ دگر پیشش گدای در گهند
در میانِ این عملها همچو سلطان ست چای

بسکه دارد عزت و قربِ فراوان در جهان
زیبِ دستِ سروران و پادشاهان ست چای

ساغرش چون بلب نزدیک سازی بیگمان
در حلاوت چون لبِ لعلِ عروسان ست چای

قلقلِ بانگِ صراحی باعث اند بگوشش
آنکه در جوشِ سماوارش خروشان ست چای

چایدان و کاسه دیگر نباید بهرِ او
لایقِ آوندِ زر با ظرفِ جانان ست چای

هر که دارد علتِ از وی در وجودِ خویشتن
از برای دفعِ رنجش نیک درمان ست چای

از زلالِ خضر پیشِ تشنگانش دم مزن
زانکه اندر ظلمتِ شوق آبِ حیوان ست چای

گر هزاران شربتِ قند و گلاب آری بپیش
از همه افزون بنزدِ چای خواران ست چای

آنکه آید مانده و سرگشته از راهِ دراز
استواری بخشِ آن مردِ پریشان ست چای

هر کسی را راز این مطلب نگردد آشکار
گر بچشمِ عقل بینی سرِّ پنهان ست چای

پخته است از بسکه در کنجِ ریاضاتِ عمل
سبزپوش و زرد رو چون نیکبختان ست چای

شمهٔ او را بشوقِ دل چو آری بر زبان
بالیقین دانی که قوتِ روحِ انسان ست چای

ور کنی مخلوط با قیماغ و شیرش گاه گاه
لذتی پیدا کند کافزون ز بیان ست چای

یک پیالهٔ چای اگر دلبر بشیر احمد دهد
در بهایش صد طلا گوید که ارزان ست چای

غزل در جوابِ شوکت

دوش از دورم نظر بر روی آن مه پاره بود
همچو من آنجا بسی آشفته‌گان و خسته دل
عشق من با سرو قدان نیست بوالهوس
وصف گل بلبل بنود اما چو من کردم نظر
گریه‌ها کردم ز هجرش لیک تاثیری نکرد
عاشقی و زهد و تقوی رست باهم بعدها

حلقه بر گرد ذقنش چون هاله طوق و هاره بود
منتظر اندر سر کویش پی نظاره بود
از درخت سروم اندر کودکی گهواره بود
رنگ گل در پیش حسن یار من بیکاره بود
خاطر دلدار من آیا ز سنگ خاره بود
عاشق آن باشد که او دیوانه و میخواره بود

در جهان رنج و پریشانی که هر جا رسید
منزل و جسم این شیر احمد بیچاره بود

چون قبای مهوشان را از تغافل بافتند
گرچه رخت حسن می بافند هر جا لیک بیش
سرو در بستان همی زد لاف آزادی ولی
شانه را آهسته زن مشاطه کان چهره را
قطره‌های خوی نگر بر چهرهٔ گلگون یار
از تماشا کردن یک روزهٔ گل تا ابد
آدمی را نیست ذوقی در لباس بندگی

عاشقان را کسوت از صبر و تحمل بافتند
این متاع نغز در کشمیر و کابل بافتند
بهر او پابند غم از زلف سنبل بافتند
صد دل و جان در سر هر تار کاکل بافتند
گوئیا اندر گلستان شبنم و گل بافتند
جامهٔ حسرت بجان زار بلبل بافتند
زانکه رخت عمر چون آب ته پل بافتند

شکوه ای شیر احمد از خوبان مکن کاین فرقه را
درسرشت از رشتهٔ ناز و تجمل بافتند

بهر جا چهرهٔ معشوقهٔ ما جلوه‌گر گردد
خدنگ ناز او چون قصد صید عاشقان سازد
بدشنام ار کند یادم شوم ممنون احسانش
ز بخت واژگون خویشتن در حیرتم یارب

خجل از پرتو حسن رخش شمس و قمر گردد
پی آماج تیر غمزه‌اش جانم سپر گردد
وگر زهرم دهد دلدار در کامم شکر گردد
که بهر آب چون آیم بسوی بحر بر گردد

زبد خصلت بغیر خلق و عادت کی بود ممکن
بود در صحبت روشندلان خاصیت اکسیر
نشاید شکوه کرد از ظلمت و طول شب هجران
تحمل بود در اهتمام کارهای دل

نه پندارم رقیب زشت خو نیکو سیر گردد
که از تاثیر آن مس وجود خلق زر گردد
اگرچه شب بود تار و دراز آخر سحر گردد
ز فیض صبر در جوف صدف باران گهر گردد

مکن قطع طمع شیر احمد از الطاف و اکرامش
که سایل کی ز درگاه سخی نومید برگردد

سد الحمد که یارم ز سفر باز آمد
خضر توفیق الهی همه جا یارش باد
مقدمش باد گرامی همه منسوبان
چشم احباب شد از مهر رخ او روشن
شکر این موهبت حق نتوان کرد که دوست
چه مبارک دم و مسعود زمانست امروز
بوسه بر درگه سلطان جهان زد به نیاز
آنکه از هم‌رهان بود مرا او به رکاب

خرم و سالم و با فتح و ظفر باز آمد
ایمن از فتنه و آفات و ضرر باز آمد
که چنان شمع شبستان به حضر باز آمد
مژده ای دل که ترا نور بصر باز آمد
رفت از دیده و چون پیک نظر باز آمد
کان نکو اختر و فرخنده سیر باز آمد
از در شاه بصد عزت و فر باز آمد
هر یکی بر سر و بر خلعت زر باز آمد

هست شیر احمد از ایثار درم کیسه تهی
بدعانامه چون در و گهر باز آمد

نیست این نامه که از جانب دلدار آمد
هر حروفش ز صفائی چو چراغ روشن
آنکه او راست محمد حسن منشی نام
نسخهٔ خامهٔ آن منشی فرخنده رقم
عطر پرداز دماغ دل مهجوران گشت

بلکه شمعیست که با عالم انوار آمد
نکته‌هایش همگی گوهر شهوار آمد
حسن تنسیق بجهان عادت رفتار آمد
تازگی بخش نهان دل بیمار آمد
گویا مشک ختن نافه تاتار آمد

پیک او بود که آورد بشارت چو هوا / یا نسیم سحری از سوی گلزار آمد
صبا
مژده باد ای دل مهجور که امروز ترا / راحت وصلت و سرمایهٔ دیدار آمد
شکوه از نامدن کاغذ مخلص دارد / حیف کز حال محبان نه خبردار آمد
روزگاری ست که در ورطهٔ سرگردانی / عمر من سخت تر از گردش پرکار آمد
چند باری بنگاریدن خط خامه بکف / بودم و اشک غم از دیدهٔ خونبار آمد
گفت دل محرم اسرار مکن هر کس را / کاندرین رمز قلم نیز چو اغیار آمد
غم هجران ترا جز تو نشاید گفتن / خامه کی در من و تو محرم اسرار آمد
هست یادت چو نگین نقش ضمیرم شب و روز / هم خیال تو مرا مونس و غمخوار آمد

از علیجان شده فرمایش و ز شیر احمد
پاسخ نامهٔ آن دوست باشعار آمد

نوبهار آمد چمن را رونق زیبا گرفت / شهریار گل بتخت صحن گلشن جا گرفت
ابر آزاری گذر کرد از سر رغبت بباغ / کار گل پیرا ز فیض مقدمش بالا گرفت
اهتزاز باد نوروزی بهر بستان سرای / امردان شاخ را پیراهن خضرا گرفت
از شمیم عطربیزیهای گلزار جهان / انتشار بوی خوش تا دامن صحرا گرفت
رنگ گلگونی گرفته ارغوان زبس فرح / جام می در بزم گلشن لالهٔ حمرا گرفت
غنچه زین عیش و بشاشت با تبسم لب گشاد / نرگس از بهر تماشا چشم حیرت وا گرفت
شبنم برگ گل از حس لطافت زد نفس / گوهر از رشکش سکونت در ته و بالا گرفت
در تهٔ دریا
سرو ناز اندر میان روضهٔ مینو سواد / حلهٔ نیکو چو طوبی بر قد رعنا گرفت
عندلیبان نغمه آغاز آمدند از هر طرف / وز نواهاشان چمن را غلغل و غوغا گرفت
نکهت دلها دماغ اهل دل را تازه کرد / شوق می در سینهٔ رندان محفلها گرفت
قلقل مینا حریفان را بعشرت مژده داد / ساغر گلروی در کف ساغر صهبا گرفت

با چنین حالت شیر احمد بسی آزرده دل
زانکه از وی دلستانش طرز استغنا گرفت

این خوش صحیفه که رسید از مقام دوست / جان را رساند آب حیات از کلام دوست
دل باد خاک مقدم آن پیک نامدار / کز مهر آورید سوی ما پیام دوست
تن از بسی نشاط نه گنجد به پیرهن / زین مرحمت که کرده بحالم خدام دوست
خواهم که نقد جان عزیزش کنم نیاز / کلک که سوی من بنوشته سلام دوست
بشگفت غنچهٔ دل من چون گل از نسیم / از عطربیزی رقم مشک فام دوست
یارب مرا رسان تو ز لطف عمیم خویش / هر جا بود بطور اقامت قیام دوست
فرخنده دیده که چو نرگس ز بخت نیک / ناظر بود بسرو قد خوش خرام دوست

یاد آوری چو کرده ز شیر احمد غریب
یارب که باد توسن اقبال رام دوست

رفتی و پای در ره منزل گذاشتی / ما را ز درد هجر چو بسمل گذاشتی
شمع رخت نهان نمودی و چون سپند / سوزیدن وجود بمحفل گذاشتی
اندر هوای قامت چون سرو ناز خود / داغ غمی چو لاله برین دل گذاشتی
از بار وصل شاخ امیدم مراد داشت / زین صرصرش تو بی بر و حاصل گذاشتی
آسان شدی ز دیده و کار فراق را / بر جان این ضعیف چه مشکل گذاشتی
در ورطهٔ مهاجرتم غرق ساختی / وز ما عنان سیر بساحل گذاشتی
بر کشور وجود زدی شهسوار عشق / بازش سپاه هجر محاصل گذاشتی
کردی بکار عشق مرا چون تو رهبری / از کار دیگرم همه عاطل گذاشتی

خود رفتی ای صنم تو ز شیر احمد و بر و
از غصه و غموم قوافل گذاشتی

چو آمد از طرفِ دوستدارِ ما کاغذ   زدل ربوده غم و اضطرارِ ما کاغذ
بنازم از کرمِ عامِ او که بفرستاد   ذریعه و سببِ افتخارِ ما کاغذ
اگر فدا کنمش نقدِ جان روا باشد   چو آن نگار نموده نثارِ ما کاغذ
قلم کجاست که گیرم بکف پیِ تحریر   دوات کو که نویسد بیارِ ما کاغذ
فسانهٔ شبِ هجران نگنجد ار ز محیط   شود سیاهی و کوه دیارِ ما کاغذ
نه لایق ست به بیگانه رازِ دل گفتن   نبوده محرمِ احوالِ زارِ ما کاغذ
اگر بشوقِ وصالِ تو دم زنم سوزد   زجوشِ آهِ دلِ پر شرارِ ما کاغذ
بیار خامه که من خطِّ بندگی دهمش   اگرچه نیست نوشتن شعارِ ما کاغذ
هزار مرتبه بنویسیم و شود شسته   زآبِ دیدهٔ پر شرمسارِ ما کاغذ
بخطِّ سرخ رقم نیست بل بخونِ دلست   که پیشِ دوست کند اعتذارِ ما کاغذ
کنون زنامه نویسی بسی خلل زاید   بساطِ غم شده در روزگارِ ما کاغذ
برأتِ دلِ او حالِ ماست جلوه نما   رضا نیم که شود رازدارِ ما کاغذ
بطوفِ کعبه و کوی تو بسکه منتظرم   زدیده محو نکرد انتظارِ ما کاغذ
چو تشنه را نبود از سراب تسکینی   گمان مبر که شود غمگسارِ ما کاغذ
هزار حیف که بگذشت آن زمانِ عزیز   که بود پرتوِ جیبِ کنارِ ما کاغذ
تو همتی بکن ای قاصد و بصد تعظیم   برو رسان بحضورِ نگارِ ما کاغذ

منم سگِ درش و شیراحمدم نام ست
مرا دهد به سگش کردگارِ ما کاغذ

قصیده در تهنیت مراجعت شهزادهٔ عالیتبار مقتدر والاجناب سردار

محمد عنایت الله خان صاحب از سفرِ هند

بحمد الله که آن شهزادهٔ عالی تبار آمد   سفر کرد و بمقصودِ دلِ خود کامگار آمد
سمندِ عزمِ او هندوستان را کرد زیرِ پا   وزانجا با کمالِ فتح و تمکین و وقار آمد
بهر منزل که با عز و شرف طرحِ نزول افگند   باستقبالِ او خلق از یمین و زیسار آمد
بتشریفِ قدومش مؤمنانِ هند نازیدند   که این شهزادهٔ اسلام بر ما افتخار آمد
نوازش کرد و بذل و بخششِ شایسته با مردم   که گوهر های تحسین بر سرش از هر کنار آمد
عنایت شد ز الله کز کمالِ صحت و نصرت   ز اقصای بلادِ هند در کابل دیار آمد
معین السلطنت دارد لقب از حضرتِ خسرو   اعانت های یزدانش رفیقِ روزگار آمد
بامرِ شه سفر کرد و ز الطافِ خدا واپس   بپابوسِ جنابِ خسروِ ذوالاقتدار آمد
زهی طالع که افواج و خدم اندر رکابِ او   بخیر و عافیت یکسر ز لطفِ کردگار آمد
مبارک مقدمش بادا باهلِ دولتِ اسلام   که آن عالی گهر فرخ قدم نیکو شعار آمد
نوید و تهنیت بر دودمانِ خسروی گویم   که این چشم و چراغِ خاندانِ شهریار آمد
نوای عشرت و شادی بلندی یافت از هر جا   که در دولتسرای خویشتن آن شهسوار آمد
حیات و دولت و اقبال و جاهِ او شود افزون   که این شهزادهٔ ما بس فهیم و هوشیار آمد
ز کابل رایتِ عزمش بر آمد سومِ شوال   به بستم از مهِ ذوالحجه آن والاتبار آمد
برفت و آمدش چون سالِ هجری اسنجیدم   هزار و سه صد و هم بیست و دو در شمار آمد
چو عالم از پیِ ایثار بر وی گوهر افشاند   بفرقِ او ز شیراحمد همین گوهر نثار آمد
الٰهی دولت و عمرِ سراجِ ملت و دین را   که در انصاف و جود و هم شجاعت نامدار آمد
بداری تا ابد پاینده از فضلِ رسولِ خود   که در دینِ نبی از وی مددها بیشمار آمد
نظامِ ملک و ملت یافته از وی حسنِ استحکام   بعهدش فرطِ آسایش باهلِ روزگار آمد

قصیده در مدح جناب غلام حیدرخان سپه سالار بهادر

مرا که دل ز فراق نگار محزون ست / پیالهٔ جگر از جور چرخ پرخون ست
برغم اهل هنر هر کجا نظر فگنی / همیشه سفله نوازی شعار گردون ست
ستمگریست فلک کز جفای او بر من / هر آنچه میرسد از حد نطق بیرون ست
ز جور اوست نه تنها مذاق من پر زهر / که تلخ کام از و جملهٔ ربع مسکون ست
سرور و عیش و طرب گم شده بزیر سپهر / ملال و غصه و تشویش و زحمت افزون ست
علی الخصوص بر احوال من پریشانی / کشیده لشکر و انداخته شبیخون ست
چنان تنم شده پامال مضطرب حالی / که از هجوم حزن وضع من دگرگون ست
چو در امور جهان خاصه در شداید کار / وسیله جستن ظاهر طریق مسنون ست
مرا بسایهٔ آن کس پناه باید برد / که دادهٔ عزت و جاهش خدای بیچون ست
معین دین نبی یعنی آن سپه سالار / که در فراست و عقل و خرد فلاطون ست
وجود فیض نمودش بدولت اسلام / امین سلطنت خسرو همایون ست
نجیب فطرت و عالی تبار و نیک سرشت (نیکو) / بلند همت و عالی سیر چو هارون ست
بکارهای جهانداری و نظام سپاه / رسا ست فکرش و تدبیرهاش میمون ست
بروزگار چو نامش غلام حیدر شد / بخلق حیدری ورا ضمیر مشحون ست
مبارزیست که چون خلق رزم او بیند / گمان برند که این رزم نیست افسون ست
مدام چهرهٔ شمشیر او چو روی نگار / ز رنگ غازهٔ خون حسود گلگون ست
بهادریست که از بیم تیغ او رستم / هلاک گشته و در زیر خاک مدفون ست
بروز معرکه ز آغاز جنگ تا آخر / مصاف او بوقار و سکون و قانون ست
عنان عزم بهر سو که او کند معطوف / ظفر چو شاطرش اندر رکاب مقرون ست

کم ست جسم مخالف ز بیم او از ملک / وگر بود چو دودش جا بکوه و هامون ست
نشان فتنه ز گیتی سترده است الا / که دلبران جهان را بچشم میگون ست
لباس دهر شده از غبار مفسد پاک / که تیغ او پی چرک فساد صابون ست
هر آن گروه که در بغی و سرکشی میز نیست / چو اهل بغی بشرع نبی نه مامون ست
بزور همت او تحت سیف شرع شدند / بحکم شه همه املاک و مال مصئون ست
ز کافران سیه پوش اکثر از جهادش / روان به پیروی خاتم النبیون ست
چه کافران سیه بلکه در فرنگستان / ز هیبتش دل رایت ز غصه پرخون ست
تهمتنیست که چون شیر را شکار کند / بخاطرش رسد امروز صید من دون ست
قوی هیکل و هم پیکرش نکو منظر / ببال و بر ز چو روئین تن و فریدون ست
ببزم چون بنشیند برسم حلم و وقار / سخن قصیر زند کان کثیر مضمون ست
بسان پسته بود لفظ او سراپا مغز / کلام او چو چکاوک لطیف و موزون ست
سماط نعمت او روز و شب بود مبسوط / ز قسم اطعمه هر چیز بیش و افزون ست
ز خوان او بعوام و خواص بهره رسد / شمار آکل رزق از حساب بیرون ست
وجود اوست بجود و عطا یگانهٔ عصر / خجل ز فیض نوالش فرات و جیحون ست
خطا بود که بحاتم شود مشابهتش / که این چو موسی عهدست و آن چو قارون ست
ز بسکه بخشش و اکرام اوست شامل دهر / ز فیض مکرمتش اهل دهر ممنون ست
تهی شود ز عطایش اگر تهی گیرد / که در تصرف او هزار مخزون ست
خردوری و سخا و شجاعت ذاتش / چو آفتاب نمایان بزیر گردون ست
خدا بداده چنانش مکارم اخلاق / که عالمی پی خلق و لقاش مفتون ست
وجود اوست در آفاق بی عدیل امروز / بروزگار نما ناکه در مکنون ست
بخیر خلق و صلاح جهان و رونق دین / همیشه نیت او صرف همچو ذوالنون ست

ز بهر زخم دل عاجزان و مظلومان — کمال الصفت او مرهم ست و معجون ست
هر آنکه داد بیارد بدر گهش پی غور — امید او باجابت بدانکه مقرون ست
قلم شکسته زبان ست ورنه مدحت او — ازانچه گشت رقم چند رتبه افزون ست
دعاے طول حیات و زیادت جاهش — بعهدهٔ من چاکر چو فرض و مسنون ست
درش امید گهے خلق باد مادامے — که خود حریم نشین فلک چو خاتون ست
هلاک باد حسودش اگرچه بے مردن — بدرد و غصه گرفتار رنج طاعون ست
بقای عمر خدا سازدش عطا چندان — که نام ارض و سما و جبال و هامون ست
هم آن نکو پسران سعادت اطوارش — که از نواصی شان نور رشد بیرون ست
یکی غلام نبی و غلام جیلانی — که نام هر دو چو اخلاق نامیان ست
سوم هر آینه عبد الغفور دارد نام — چهارمش شده عبد العزیز بیچون ست
ز جمله کهتر و بهتر غلام صدیق ست — که در محبت او والدین مفتون ست
بهر کدام خدا عمر خضر و طالع جم — عطا نماید و هم آن هنر که میمون ست
ز رنج و آفت گیتی وجود شان محفوظ — بود بحرمت آن کس که وصف او نون ست

بذکر خیر تو شیر احمد ست نغمه سراے
که گردنش بحق نعمت تو مرهون ست

مخمّس بر غزل خواجه حافظ شیرازی

آورده‌ای ز زلفش باد صبا شمامه — شوق وصال او شد بس در دلم ضمامه
بگرفتم از سر سوز در دست خویش خامه — از خون دل نوشتن نزدیک دوست نامه
اِنّی رأیتُ دهراً مِن هجرِكَ القیامه

در عشقت ای پریوش از بسکه غم فزودم — چون شمع آتش دل از سر کشید دودم

من کز غلط ز خوبان چشم وفا نمودم — هر چند آزمودم از وی نبود سودم
مَن جرّب المجرّب حلّت به الندامه

ای جان ناتوانم بادا فدای نامت — گیتی همیشه باشد یارب بوفق کامت
هم ز آفت زمانه بادا تنت سلامت — دارم من از فراقت در دیده صد علامت
لیس الدموع عینی هذا لنا العلامه

هجران عجب بلائی بر جان ماست پیدا — کز وی هزار رنجی بر دل شده هویدا
دوش از سر نزاری رفتم بصد تمنا — پرسیدم از طبیبی احوال دوست گفتا
فی بعدها عذاباً فی قربها السلامه

من کز غم فراقت بر دل فگار گردم — از شوق صحبت تو بس بیقرار گردم
مجنون صفت همیشه در کوهسار گردم — گفتم ملامت آرد گر گرد یار گردم
والله ما رأینا حبّاً بلا ملامه

قلب مرا ز هجرت آثار فرح نبود — جز رنج و غصه هیچم در سینه طرح نبود
کے خون رود ز دیده در دل چو جرح نبود — حال درون ریشم محتاج شرح نبود
خود میشود محقق از آب چشم خامه

هر چند سوز عشقم در سینه ات شرر داشت — اما نه کس ز رازم تا این زمان خبر داشت
دل گفت این سخن را باید که مستتر داشت — باد صبا ز حالم ناگه نقاب برداشت
کالشمس فی الضحی یا تطلع من الغمامه

شیر احمد از فراقت همواره اشک خونین — میریزد از دو دیده با حال زار و غمگین
خواهد پیام وصلی از دوست بهر تسکین — حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین
حتّی یذوق منه کاساً من الکرامه

قطعهٔ تاریخ در تولد نور چشم سعادت مآثر محمد طاهر جان

حامدم بر در خلاق کریم قادر / که مرا داده زهر گونه نعم بس وافر
نعمت دیگرم امروز عطا کرد که هست / پور فرخنده و زو فر سعادت باهر
زین مجدد کرم او شدم از صدق ضمیر / بیش از بیش بدرگاه رفیعش شاکر
چون قدم از عدم آورد بمیدان وجود / نام او گشت مسمّٰی به محمد طاهر
حق تعالی دهدش عمر و حیات طبعی / بخت و اقبال و سعادت بود او را ناصر
خواهم از درگه ایزد که شود نیک شمیم / مخزن علم و عمل باد مر او را خاطر
خواستم تا کنمش مدت مولود عیان / بطریقی که از و فهم نباشد قاصر
روز آدینه و هشتم ز ربیع الاول / هست سال بقر و فیض کواکب ظاهر
از پی سنهٔ تولید ویم خاطر شد / هیچو پرکار در اندیشه زمانی دائر

سال تولد مراد از حروف [illegible] ۱۳۱۲

گفت هاتف که دل از فکر تهی ساز و بگو
گرد خاک قدم آل محمد طاهر

تاریخ ولادت نور الابصار محمد نصر الله جان

هزار شکر بدرگاه ایزد متعال / که در حدیقهٔ امید سبز گشت نهال
رسید مژدهٔ فرزند نو مرا در گوش / خداکند قدمش بهر ما همایون فال
سروش گفت که نامش نهید نصر الله / که تا نصیر بود لطف ایزدش همه حال
بروز سوم ماه ربیع الآخر بود / که سوی ملک وجود از عدم نمود جمال

بگفت از پی تاریخ سال و هاتف
عطاش باد ز حق عمر و دانش و اقبال

تاریخ تولد نور دیده نور الله جان

ثنا و سپاس ست الف و هزار / بدرگاه آن خالق کردگار
که بستان ایجاد از فیض او / طراوت گرفته چو ابر بهار
درین روزگار مبارک گرفت / ز الطاف او نخل امید بار
عطا کرد یعنی که نیکو پسر / بکاشانهٔ بندهٔ خاکسار
بنور الله موسوم شد نام او / که از نور حق دارد انسان شعار
شروع محرم سر سال مرغ / با تمام ذی الحجه فصل بهار
چو گل در گلستان هستی نمود / رخ از پردهٔ نیستی آشکار
باندیشهٔ سنه فکرم دمی / فرو رفت در ورطهٔ اضطرار

ندا کرد هاتف که فیروز بخت
بود سال و تاریخ آن کامگار ۱۳۱۵ھ

قطعهٔ تاریخ تولد نور چشم همایون جان

درین ایام مسعود و مبارک / ز فضل قادر قیوم بیچون
مرا فرزند از حق شد کرامت / که بادا مقدمش با فیض مقرون
منم زین لطف بی اندازه دایم / بدرگاه خدا مشکور و ممنون
چو از مادر تولد یافت فی الحال / بشد نامش محمد با همایون
بود اقبال و عمرش در تزاید / دلش از علم و عرفان باد مشحون
ز شعبان المعظم یازده بود / اواخر از تحناقو سال میمون
بتاریخش چو کردم جستجوئی / سروشم گفت کز ابجد بقانون

عه سوادی بن مراد حذف دال است

عهٔ سوادی بن افزا گو مکرر
سگ کوی محمد شد همایون
۱۳۱۵ھ

صرکه عدد چار وارد ۱۲ منه عفی عنه

تاریخ تولد نور چشمی شکر الله جان

شکر لله آنکه شکر الله — شد تولد پس از طلوع سحر
بست و نه بود از مه شعبان — سال تولید او قوی اختر
۱۳۱۷ھ

در تهنیت حکومت حاکم علاقهٔ جلال آباد

لله الحمد که شاهنشه ما باداد دست — ملت و دولت اسلام ازو آباد دست
محو گشته اثر ظلم بعهدش ز جهان — عالم اندر کنف معدلتش دلشاد دست
رشتهٔ حکم ولایات عطا کرده بلطف — در کف آنکه خدا ترس و خرد بنیاد دست
تاکه باشند رعایا همه آسوده و خوش — زانکه تیمار خلایق ز خدا ارشاد دست
ذات قدسیش بگیتی ست سراج لملت — دولتش باد قوی تاکه جهان آباد دست
این زمان بهر حکومت ز کمال الطاف — جانب شرق ممالک که جلال آباد دست
کرد مامور چنان شخص مبارک پی را — که وی از پیروی نفس و هوا آزاد دست
گوهر پاک وی از دودهٔ شاهنشاهی — وارث علم و عمل از پدر و اجداد دست
هوشمندی و سعادت ز جبینش ظاهر — حق تعالی خرد و رشد وفورش داد دست
ذات او مظهر هر گونه کمالات و هنر — خاصه در علم و خرد کامل هر استاد دست
چهره اش فرخ و نیکو همگی اخلاقش — خجل از قامت فرخندهٔ او شمشاد دست
خلق او بسکه کریم ست و کرم پیشهٔ او — در جهان عهد کریم اسم شریفش یاد دست

هست نیکو خلف امجد سعید الدین خان — طرفه تر آنکه کریم ابن سعید افتاد دست
والد ماجد او حاکم اقلیم هرات — بوده کو مرد بسی نامور و جواد دست
صاحب جاه و جلال ست و عماد دولت — نام او در همه آفاق به نیکی یاد دست
زان گرامی پدر نامور والا جاه — چه عجب کاین پسر عاقل فرخ زاد دست
اهل این سوز قدومش چو شنیدند خبر — همه را بر رخ دل باب فرح بکشاد دست
از سلوک خوش او هر طرفی در ایام — مردمان را بدهن غلغله ها افتاد دست
شیوهٔ لطف و مدارهت بعام و خاصش — قدر و اندازه شناسندهٔ هر افراد دست
فیض بخشای زمان ست باصناف عطا — طرز او جود و سخا و کرم و امداد دست
غور احوال رعایا و سرانجام امور — بطریق حسن از پیشترش معتاد دست
گشته فی الحال بمقصود دل خود فایز — هر که از ظلم کسی کرده بد و فریاد دست
فکر او حاوی اغراض دقیق مردم — سخنش نغز و بمعیار خرد نقاد دست
خلق را بی ستم و زحمت دربان شب و روز — پیش خود از پی حاجت طلبی اه داد دست
خلعت فاخر این حکم چو او را از شاه — شد عطا از منش این تحفه مبارکباد دست
باد یا رب شجر عمر وی از میوهٔ بخت — پر ثمر تاکه بدنیا اثر ایجاد دست
نیک نام دو جهان ساز خدایا او را — عمر طبعی بدهش کان دو کرت هفتاد دست

گرچه شیر احمد مسکین ز حضورش دورست
هر کجا هست دعا گوی وی منقاد دست

مراسله منظومه که برای طبیب حضور والا نوشته شده بود

ای ز انفاس تو اعجاز مسیحا ظاهر — همچو لقمان شده در فن حکمت ماهر
حق بتو کرده عطا دانش و علم کامل — آصف آساست ترا قرب سلیمان حاصل

در نسب گوهر والای ستوده صدفی
پشت بر پشت تو صد دوحهٔ عز و شرفی

نام خوب تو بجمع حکما عبد نبی ست
اثر سعی تو در رفع مرض بو العجبی ست

هست معروف که حق ذات ترا در ایام
کرده یک واسطه از بهر شفاء الاسقام

دارم اندر شرف خدمت تو ملتمسی
که تنم کان مرضها شده از دیر بسی

ضعف پیدا بدماغم شده و معده و دل
حال من ابتر و افتاده علاجم مشکل

گشته در قوت اعصاب فتوری طاری
نیز نسیان من افزوده درین بیماری

مغز سر خشک و در امعاست یبوست غالب
طبع من قبض بود دایم و لین را طالب

گر غذائی بخورم نیک و قلیل المقدار
هضم گردد بدو شش ساعت کامل دشوار

ور بود وزن وی از بست و دو مثقال فزون
در شبا روز به تحلیل نگردد مقرون

گردم صبح طعامی بخورم پیش چراغ
شام آروغ چو کشم بوی وی آید بدماغ

بدنم لاغر و خفقان بطبیعت مایل
فضله از روده بسه روز نگردد زایل

حال این خسته چنین ست که گردید بیان
پس توقع است بالطاف تو ای فیض رسان

که ز فیض اعم خویشتن و بهر خدا
در علاج من درویش توجه فرما

تا خدا سازدم از سعی تو زین رنج سلیم
مر ترا اجر بکونین دهد رب کریم

کرم شافی مطلق بودم یار ولیک
زعلاجم بجهان نام تو خواهد شد نیک

گر چه تحریر خط از هیچو من بی سامان
از ادب دور نماید بسوی آن ذی شان

لیک از هر که خصوصاً ز جناب آقا
گوهر درج سیادت نیر برج صفا

مشفق نیک سیر میر غلام حیدر
صاحب دانش و سر دفتر ارباب هنر

وصف اخلاق حمید تو شنیدم بسیار
که توئی بهر خدا خسته دلان را غمخوار

زین سبب بنده جسارت بظهور احوال
کرد در خدمت آن مصدر فضل و افضال

گر شود ملتفت مور سلیمان چه عجب
قطره را گر برسد بهره ز عمان چه عجب

چو تو فریادرس خسته دلانی در دهر
چشم دارم که باین خسته رسانی هم بهر

داعی عزت و اقبال توام از دل و جان
داردت خالق من محترم هر دو جهان

باد پیوسته دوای تو مزیل آلام
مرجع اهل حذاقت در تو باد مدام

هر مریضی که کند از تو طمع استعلاج
باد یارب ز مرض فارغ و از سوء مزاج

هست شین احمد احقر بدعایت مشغول
بس کنم تا نشود طبع ز تطویل ملول

در جواب نامهٔ منظومهٔ دوستی

بیا ای خامه گر فکرت سلیم ست
بسوی آنکه طبع او فهیم ست

جوابی در سوال او رقم کن
اگر چه سینه ات از غم دو نیم ست

بآن نیکو سیر صاحب کمالات
که نامش میرزا عبد الرحیم ست

نگارش ده سطور چند در حال
که با ما الفت او از قدیم ست

جواب خوب ایندم نیست ممکن
که جسم میرزای ما سقیم ست

ایا اخلاص گستر خیر اندیش
یقینم شد که اخلاصت قویم ست

ز مضمون خط منظومهٔ تو
که الفاظش همه دُرّ یتیم ست

شدم مسرور و مشکور و فرح یاب
دماغ دل معطر زین شمیم ست

ز طرز صدق دعوات شمارا
امید استجابت از کریم ست

حیات شاه یارب جاودان باد
که در عدل و سخا مثلش عدیم ست

دعای دولتش باید نمائیم
که الطافش بخلق اله عمیم ست

بدار حق تعالی ذات او را
روان بر جادهٔ کو مستقیم ست

من و تو جمله چاکرهای درگاه
ز خلاقی که دانا و علیم ست

طلب داریم طول عمر اورا
که دین احمدی از وی قویم ست

ازین سو مطمئن کن خاطرت را
که مشمول عنایات حکیم ست

زهر باب ست خیریت میسر
سرور و عافیت با من ندیم ست

چو اخلاص و مودت از تو دیدم
مراهم مهر تو در دل مقیم ست

ز احمد شیر و شید احمد پیامی
بتو تبلیغ تسلیم عظیم ست

برای دوستیکه کلچهٔ نوروزی فرستاده بود

بنواختیم بکلچهٔ نوروزی
همواره فراخی شودت در روزی

درنعمت و رزق تو بیفزاید حق
بادا به نصیبت زخدا بهروزی

اقبال و حیات و بخت تو باد مزید
بر دشمن و حاسد بودت فیروزی

در ممنونی کشمیره که حاکم جلال آباد فرستاده بود

کشمیرهٔ نغز در لطافت چو حریر
نقش کف دست قابلان کشمیر

از طرز عطای خان والا مقدار
در از منهٔ نیک رسیده به حقیر

از شرح ادای شکر او حیرانم
زیراکه نگنجد به بیان و تقریر

در مدح پادشاه اسلام

چو آغاز کرده بروی جهان
فلک شیوهٔ شهریاری عیان

زمادر نزاده شه داد گر
نه هرگز شنید ست گوش زمان

مثال شهنشاه جمشید جم
سکندر شکوه و فریدون نشان

خداوند ملک و سریر و حشم
جهاندار و عهد گیتی ستان

شه عالم آرای کشورگشای
قوی دولت و بخت و صاحبقران

سپهر آستان و فلک بارگاه
امیر عبد رحمان کیوان مکان

شجاعی که هنگام قهرش چو بید
بلرزه در آید زمین و زمان

غضنفر همانا که از فر او
گرفته ست در بیشه آشیان

چنان ست میزان عدلش فراز
که از عهد شد نام نوشیروان

در ایام او هیچ نام آوری
نیارد ستم کرد بر ناتوان

ز آوازهٔ عدل او گرگ دشت
گرفته ست از بیم طرز شبان

ز هر سو بدرگاه والای او
خراجی فرستند شاهنشهان

چو هر جانبی رایتش سر کشد
شود فتح و نصرت بسویش دوان

خطش داده اقبال از بندگی
بود بختش از جملهٔ چاکران

همایون رخش را چو بیند نظر
زخوبی حسنش شود تازه جان

ز دریای جودش چه گویم که خود
محیطی ست کش نیست پیداکران

ز فیضان عامش همه اهل دهر
بسی بهره ور بوده و کامران

کف دست او چون صدف دایمی
بر آفاق بود ست گوهرفشان

الهی توی باد سلطانیش
الی قایم الارض بافر و شان

همه وقت فیروز و منصور باد
بفضل خداوند بر دشمنان

ز صدق ست شیر احمد خاکسار
دعاگوی این دولت جاودان

قصیدهٔ دیگر در مدح پادشاه ممدوح

دی سحرگاه از شمال آمد نسیمِ صبحدم	وز کرم بنهاد سوی کلبهٔ محزون قدم
گفت با من از لسانِ دلبرِ فرخ نفس	کای بگیتی در سخندانی شده نامت علم
حیف می بینم که چون سوسن زبانی باشدت	وندرین گلشن بخاموشی نی مُهری بفم
خیز و کن رطب اللسانی باز از صدقِ ضمیر	همچو بلبل در ثنا و مدحِ شاهِ محترم
سایهٔ ایزد شهی عالی نسب والا گهر	منبعِ عدل و سخاوت مظهرِ جود و کرم
حامی اسلام و دین و ماحی کفر و ضلال	قاطعِ بنیانِ ظلم و بدعت و جور و ستم
خسروِ انجم سپاه تیغ زن آفاق گیر	شاهِ والاشان سکندر صولت و دارا حشم
شهریارِ شیردل سلطان گردون اقتدار	وارثِ ملکِ سلیمان مالکِ اورنگ جم
معدلت گستر امیر ابن الامیر ابن الامیر	عبدِ رحمان خان شهنشاهِ خراسان و عجم
آنکه صیتِ قوت و شمشیر و عدل و جودِ او	شش جهاتِ دهر را کرده چو خور زیرِ قدم
نورِ عدلش ساخته روشن جهان را مهروار	کرده گیتی را بچشمِ دشمنان تیغش ظلم
آنچنان شاهِ دلاور کز پی رزمِ فرنگ	تیغِ کین افگند در بر زد بترکستان علم
اهلِ کفر از سطوتش کردند هندستان مقر	گشت انگریز از خراسان سوی لندن منهزم
باز چون رایاتِ عالی کرد عزمِ قندهار	فتح و نصرت در رکابِ اشهبش گردید ضم
بعد از آن اسحق باغی شد بترکستان و بلخ	آنکه بود او شاه را خدمتگذار و پورِ عم
حکمرانی داشت از خسرو بدان ملک و دیار	شد ز چشم و دیده اش حقِ نمک خواری عدم
چون به بلخ از فکرِ فاسد دعوی شاهی نمود	متفق شد چون خودش از گمرهان با او امم
برقِ تیغِ شهریاری تا بدانسو رو کشاد	چهرهٔ منحوسِ اسحاق و جنودش شد عدم
از نزولِ موکبِ عالی ز ترکستان و بلخ	گشت کم اجسادِ ناپاکِ حسودان یک قلم
غیر ازین هر جا فساد اندیشهٔ در ملک بود	شد ز قهرِ شاه بنیادِ وجودش منهدم
بس ولایتها که از تسخیرِ شاهانِ قدیم	رسمِ طغیان داشتند و میزدند از بغی دم

شد بزور و قوت و اقبالِ شه زیرِ نگین	گردنِ فرمانبری در حکمِ او داز خم
هر ولایت را که شه فرمانِ تسخیرش کند	موکبش در طرفة العینی زند آنجا علم
زهرهٔ شیران گدازد تیغِ خون آشامِ او	پیکرِ فیلان شود از خنجرِ تیزش قلم
پهلوانان و دلیرانِ جهان از رعبِ او	مبتلای درد و آلامند با حالِ دژم
هیچ سلطانِ دلیر و با شجاع و نامور	مثلِ او نگذشته هرگز پیش ازین و بعد هم
هر کجا شخصِ مخالف بود در اطرافِ دهر	جسم و اسمِ او ز بیم از مملکت گشته عدم
بر خطِ فرمانِ او گردن کشانِ روزگار	مانده سرهای اطاعت رشته اند از دو غم
لشکرِ بیش از عدد دارد سپاهِ بیشمار	هم سوارانش فزون از حدِ تحریرِ قلم
جمله افواجش دلیر و چابک و جنگ آزمای	رزم جوینده و سلحشور و قوی و باهم
رسم و قانونِ جهانداری چنان انداخته	انتظامِ مملکت را داده پیوندی بهم
از کمالِ فهم و رای و عقل با طرزِ نکو	ساخته این سر رشتهٔ این مملکت را منتظم
بوده در فکر و فراست ذاتِ او بس بی نظیر	ایزدش داده است عقلِ کامل و فیضِ اتم
بوعلی سینا و افلاطون اگر بودی کنون	بهره یاب از دانشِ سلطان بگشتی لاجرم
از تدابیرِ صواب اندیش و فکرِ عالیش	رونقِ عالم بنهجِ خوش پذیرفته رقم
معدلت در عهدِ او از بس رواجی یافته	از رهِ عدلش تجاوز نیست یک مو بیش و کم
دادگر شاهی ست کاندر ربعِ مسکون مثلِ او	کس ندیده بادشاهِ عادل و صاحب کرم
بر امیدِ کثرتِ عدلش ندارد ذرّه	کبک از شاهین و باز و گوسفند از گرگ رم
بسکه عالی همتش افتاده در جود و سخا	گنج بخشی و خزاین ریزیش بوده شیم
دستِ جودِ شاه را نسبت چه باشد با محیط	داده خطِ بندگی پیشِ کفِ او ابر و یم
گشته ز بسیاری احسان و عطا و فیضِ او	همچو قمری طوقِ گردنهای خلقانِ اعم
در زمانِ او رعیت خرم و آسوده اند	لشکر و فوجش همه خوشنود و فارغ از الم

از تف خورشید بیدادی کسی را باک نیست
کرده حق خویش رعیت پرور و مسکین نواز خود
لطف او مصروف در پروردن قوم است بیش
یارب از لطف و کرم نقش حیات شاه را
دولت و اقبال و جاه و عزتش بادا مزید
ملک و مال و عز و جاه و عمر و بخت و سطوتش
دایما فتح و ظفر بادا انیس و چاکرش

تا همایون سایه اش افتاده بر فرق امم
میرسیند آرام در عصرش رعایا و خدم
میدهد اقوام را بس تربیت ها و نعم
تا ابد چون خضر کن بر صفحهٔ عالم رقم
سایهٔ قدسش بگردان از سر اسلام کم
در ترقی و تزاید باد یارب دمبدم
حاسد و بدخواه او را باد روزی خاک دیم

خسروا دارم من شیر احمد از فرط خلوص
بر دوام و دولت عمرت دعا هر صبح و دم

شکریهٔ شرف مراجعت موکب والا از سفر خیر اثر ترکستان بدار الخلافه و شرح احوال اسحق نمک حرام

هزار شکر بدرگاه خالق اکبر
درین زمان سعادت نشان نزول شرف
نمود جانب دار الخلافه کابل
یکی ز خیل غلامان شه مفخر بود
غرور شد بسر و بر زبان بر و طاری
هوای سرکشی اندر سرش فتاد و نمود
نمک حرام شد و بدسرشت و خود رای گرد

که شهریار مبارک قدم همایون فر
بکامرانی و نصرت بفتح و خیر و ظفر
بنخرمی نو مزار شریف فیض اثر
ز پیشگاه خلافت بحکم آن کشور
خیال و جاه و حشم کرد جلوه اش بنظر
حقوق پرورش شاه را ز سینه بدر
میلان خلق به اسحاق بدگهر اشهر

به لاف شاهی و دعوای سروری برخاست
ازین قبیل بد و مردمان بد طینت
پی مقاومت افراخت سر بمعرکه گاه
خرد نداشت نکرد این قدر تمیز بدل
چگونه کبک ستیزد به باز روئین چنگ
ز بوم شوم کسی هیچگاه نشنیده
چو شهریار خبر شد ز طرز سرکشیش
همینکه جنبش رایات عالیات شنید
بیک مقابله از دست فوج نصرت موج
دلاوران شهنشاه در مصاف دویم
بچشم کینه وران تیره ساختند جهان
ز باغیان که دران معرکه بقتل رسید
چو کوه و پشته بهم کشتگان بر دن زحساب
چو دید هول قیامت ز فوج شه اسحاق
فرار کرد و دگر طاقت قرار نیافت
بتاختند پیش غازیان کینه طلب
ولی عدوی شتر دل ز بیم جان خود را
وجود نجس وی از ملک منعدم گردید
خسارت دو جهانی نصیب شد او را
ز و از گونیٔ اقبال گشت خام طمع
رخ از اطاعت و فرمان خسرو اسلام

فساد پیشه شد و کرد عزم فتنه و شر
شدند مجتمع از اهل شهر و هم لشکر
بزعم فاسد خود گشت داعی افسر
که من چو کبکم و خسرو چو باز صاعقه پر
بجنگ شیر چرا آید آهوی لاغر
که او نشسته بجاهی همای میمون پر
بسوی او بفرستاد جزوی از لشکر
فتاد لرزه براندام خصم بدگوهر
شکست پشت عدو شد سپاه او مضطر
بضرب توپ و تفنگ و به نیزه و خنجر
فتاد در صف بدخواه هیبت محشر
فضای دشت همه گشت پر ز لاش بشر
دران مکان به فتادند جمله سر بر سر
ز بیم خسته دل و سینه چاک و پاره جگر
فگند چادر ادبار تا ابد در بر
که تا دمار بر آرند ازان فساد سیر
بشب روی بزد اندر ولایت دیگر
نسی ندامت و حسرت ببرد در خاطر
ز دست خویش تبارک فشاند خاک بسر
عمل نکرد بقول خدا و پیغمبر
بتافت و دید ولی نعم خویش را احقر

نه پاس نان و نمک کرد و نی حق لطفش / نه شرم آنکه بد او شهریار را چاکر
خدا رساند جزای عمل بر احوالش / ذلیل و خوار شد و شرمسار و خاک بسر
چو او گریخت خرد خواند سال تاریخش / دل بلا بفگن بر سر سیه اختر
سر سپاه پس از انفراغ جنگ عدو / نوشت نامهٔ مبشر به شرح فتح و ظفر
بسجابجی بسوی بارگاه ملک پناه / رسول را بفرستاد و شاه گشت خبر
ازین نوید شده اهل مملکت خورسند / سجود شکر نمودند بر در داور
دران زمانهٔ میمون بطرز سیر و شکار / نمود عزم سفر شهریار مه پیکر
بکرد موکب عالی بامر شاه رحیل / سوی مزار شه اولیا علی حیدر
بکم زمانه نزول جلال کرد آنجا / ز فیض مقدم شه ملک بلخ شد اخضر
نشست بر سر تخت و بجود و بخشش و داد / دماغ اهل جهان را نمود تازه و تر
نثار مرقد فیاض شاه مردان کرد / خزینه های فراوان ز سیم و زر و گهر
چو بوستان ز مطر گشت آن وطن آباد / زمین لطف شهنشاه معدلت گستر
بعیش و خرمی و کامرانی و عشرت / مقیم گشت دران منزل خجسته اثر
چو شد سرشتهٔ آن ملک انتظام پذیر / بوق خاطر آن شهریار عدل سیر
بخیر و نصرت و اقبال باز رجعت کرد / بدار سلطنت خویش چون مه انور
بفرق زمرهٔ اسلام سایهٔ اشرف / فگند و خلق نمودند شادیانه زبر
قدوم شاه همایون بود بجمله جهان / علی الخصوص بخدام و بنده و چاکر
بسال بارش و اندر اوایل ذوالحج / بوقت سعد رسیده امیر نیک اختر
بکردم از پی تاریخ سنهٔ هجری / سوال پیش خرد گفت ای سخن پرور

دو پنج کسر کن اندر حساب وانچه گوی
که آمد از سفر آن بادشاه گردون فر

۱۳۰۷

غزل

سیمرغ دل ما شده نخچیر پلنگی / شهباز محبت رگ جان برده بچنگی
در سینهٔ صد چاک من این درد که پیداست / از چشم سنان مژهٔ چشم فرنگی
بازی گر دل رقص کنان ست شب و روز / یومی که شنیدست چنین نغمهٔ چنگی
از گردش چرخ فلک اندر دل ما / صد قلقل میناست بیک نشئهٔ بنگی
انگشت نمای همه مخلوق جهانم / افتاده ز ما شیشهٔ ناموس به سنگی
یارب که رسانی تو بسر منزل مقصود / آن دست که کوتاست و آن پای که لنگی

نظر

دایم دل شیر احمد شیدا هدف آسا
از غمزهٔ او می طلبد زخم خدنگی

قطعه بجهت دوستی که شربت سیب فرستاده بود

برفت از جسم و جانم رنج و آسیب / چو آمد از نگارم شربت سیب
الهی کام او را دار شیرین / ز شرب بادهٔ فردوس پر زیب

ایضاً

یارب آن کس که فرستاد بمن شربت سیب / باغ عمرش تو نگه کن ز خزان آسیب
دایما دار مقیمش به فراز عزت / حاسد و کینه ورش باد فتاده به نشیب
صرصر آفت دوران بوجودش مرساد / بخت را هیچ مباد از غلامیش شکیب
هر که در رهگذر او بنهد دام دغا / خود او باد گرفتار همان دام و فریب
از خدا خواسته ام کانچه بخواهد دل او / نقد امید مهیا شودش اندر جیب

بادا در انجمن دهر همیشه او را / شاهد کام در آغوش امل با صد زیب
حیدر آقای مرا باد چو حیدر یارب / دلدل طالع و اقبال و ظفر زیر رکیب

برای حاکم لمقان که وسمه و چاقو فرستاده بود مرقوم شده

ای طوطی شکرشکن خامهٔ رنگین / بفشان شکر شکر بخوش رونق و آئین
در دایرهٔ محفل آن مصدر اکرام / کز شهد عطایش شده کام همه شیرین
کرنیل محمد عمرش نام در ایام / برده به نسب گوی تفوق ز خوانین
فرخنده خصال ست و نکوسیرت و دانا / سردفتر اهل هنر و دانش و تمکین
از زیور رشد و خرد و جود و شجاعت / ذاتش بجهان یافته آرایش و تزیین
از هیبت او لرزه فتد در تن ضرغام / روزیکه پی صید بر ادهم بزند زین
در خدمت شاهنشه اسلام همیشه / صدق ست ورا پیشه و جهدش بسود دین
از وسمهٔ بخشایش و جودش همه جا نیک / بگرفته خضاب ابروی امید مساکین
بر حرب عدو چون کند آهنگ بر آید / از چاقو او کار دو صد خنجر و ژوبین
در کشور لمقان اگرش هست حکومت / آوازهٔ مردانگیش رفته بماچین
از سرمهٔ احسان ویم دیده جلا یافت / ایما شد از آن ذکر نوالش بمضامین
کوتاست زبان قلم از وصف کمالش / آن به که دعا پیشه کند احقر مسکین
تا جلوه دهد تیغ مصفای خور از چرخ / بادا دم شمشیر و سنانش ظفر آگین
بخشش بترقی و حیاتش بود افزون / ظاهر شود از وی بجهان نیک قوانین
ز آفات جهان باد مسلم تن و جانش / یارب که برین گفته ملایک کند آمین

در طلب دوستی دعوت طعام آش

ای نکواختر خجسته قماش / بهرهٔ باد ات از معاد و معاش
رنجه فرما قدم بکلبهٔ ما / که مهیا شده ز بهر تو آش

در دعوت روز جمعه

امروز که روز نیک آدینه بود / ما را بنظر وعدهٔ دوشینه بود
آماده شده طعام درویشی ما / گر دوست از و چشد چو لوزینه بود
بگذار قدم بکلبهٔ منتظران / ای آنکه محبت تو در سینه بود

در شکستن چیناق

الا ای همدم سیمین بناگوش / بفکر خویش آور صحبت دوش
ز چیناقیکه بشکستیم باهم / مرا یاد و ترا بادا فراموش

قطعه در تاریخ آبادی چهاونی ده بالای شنوار

این بنای قلعهٔ عالی که از ترکیب خوش / غیرت ارژنگ چین و رشک قصر قیصرست
چون باستحکام بنیاد و جدارش بنگری / بهر پا چو جان شنوآری سد اسکندرست
شد مهیا حسب فرمان قضا جریان شاه / آنکه محکوم و مطیع حکم او بحر و برست
قبلهٔ اهل عجم شاهنشه گردون وقار / صاحب تاج و نگین ست خدایش یاورست
خسرو گیتی امیر عبد رحمن خان که او / دایما بر حال خلق الله عدالت گسترست
از نوال و عدل او معمور جملهٔ روزگار / وز مهیب تیغ او جسم عدو خاکسترست
بانیش بودست هردم بس شجاع و نامدار / کز تهور نام او مشهور در هر کشورست
بر سپاه شاه سالار بهادر دستگاه / هست فیاض جهان اسمش غلام حیدرست

گر کسے از سال تاریخش ترا پرسد بگو / سه صد و الف و چهار از هجرت پیغمبرست

غزل در جواب آزرده دل

تا دلم در حلقهٔ گیسوی دلبر جا گرفت / دیدهٔ الفت ز اسباب معیشت وا گرفت
طرز بیرحمی نگر کان شوخ چشم بیوفا / دین و دل از ما ربود و راه استغنا گرفت
شمع بزم غیر دیدم دوش روی آشنا / آتش غیرت مرا چون شعله سرتاپا گرفت
بسکه کردم گریه های زار از هجران یار / جوش سیلاب سرشک ما ره صحرا گرفت
همچو خضرش زندگی جاودان گردد نصیب / هر که او یک بوسه زان لعل شکرخا گرفت
نافهٔ مشک ختن را در نظر دانم حقیر / تا مشامم بوی آن زلفین عنبرسا گرفت

در سر کوی تو شیر احمد اگر گردد مقیم / آنچنان داند که جا در جنت الماوا گرفت

دلبر گرفته خنجری باخویش عریان در بغل / می آید و از کشتگان آورده صد جان در بغل
بر دست دارد تیغ تیز میگوید از راه ستیز / هر کس کند قصد گریز زخمی خورد هان در بغل
ترکیست چشم مست آن قتال جان عاشقان / دارد ز ابرو ها کمان تیری ز مژگان در بغل
پیش که این حال عجب گویم که ما را آن طبیب / کشته بایمای رقیب پوشیده درمان در بغل
آن شهسوار مهوشان بهر هلاک عاشقان / از غمزه پیکان و سنان دارد بمیدان در بغل
زلف سیاه مشکبو بر عارض آن ماه روے / ابریست گویا کرده او خورشید تابان در بغل
دود وجودم شمع سا سر میکشد سوی هوا / دارد تنور قلب ما از عشق نیران در بغل
بس کز گداز و سوز تن شد سیل اشکم موج زن / از هر کنار چشم من رودیست جریان در بغل
گر در شب هجر صنم بر بسترے پهلو نهم / جانا ز تندیش ستم خار مغیلان در بغل
یارب امان دهم خروش از زاهدان خرقه پوش / سجادهٔ تقوی بدوش مینای رندان در بغل

دشمن اگر کین آوری با ما کند گو ای عدو / دارم مددگاری قوی از لطف یزدان در بغل
فرعون گر فوج عظیم دارد نباشد هیچ بیم / چون شد عصا بهر کلیم از حق نگهبان در بغل
گوهر که دارد هر طرف در زمرهٔ عالم شرف / پرورده است آن را صدف از ابر نیسان در بغل
بودم من خاطر فگار وقتی بعیش وصل یار / اکنون مرا از روزگار شمشیر هجران در بغل

شیر احمد عمری ز سر آید ترا بینے اگر / یک شام تا وقت سحر خوابیده جانان در بغل

دوش از بسکه ز هجر تو دل آزار شدم / ساعتی بهر تماشا سوی گلزار شدم
گل بدیدم بچمن روی توام یاد آمد / خار در پای دلم رفت و ز غم زار شدم
نرگسے در نظرم جلوه نمود و ناگاه / چشم مستت بخیال آمد و بیمار شدم
غنچه تشبیه چو داد از دهن تنگت کرد / جگرم خون شد ازین درد و دل افگار شدم
سرو با قامت افراخته ات لافی زد / شعله سان گشتم و سرتابقدم نار شدم
سنبل از کاکل مشکین توام داد نشان / زخم دل خوردم و پیچیده تر از مار شدم
لاله را از می نوشین قدحی در کف بود / من بیاد لب تو از مژه خونبار شدم
نکهت گل چو ز گلشن بمشامم برسید / بوی زلفت بسر افتاد و چو پرکار شدم

آخر آن باغ چو زندان بر شیر احمد گشت / شد پشیمان که چرا سوی چمن زار شدم

بسکه در ایام هجرانت پریشان گشته ام / مضطر و آشفته تر از زلف خوبان گشته ام
بی جمال دلربایت گر بگلزارم مقیم / آنچنان دانم که خود محبوس زندان گشته ام
گر تو در حسن و لطافت یوسف مصری بهر / من ز محزونی هجرت پیر کنعان گشته ام
بال پروازم بصد دام بلا پیچیده است / تا اسیر حلقهٔ آن زلف پیچان گشته ام
چشمهٔ نوش لبت گر بخشدم آب حیات / زنده خواهم شد وگرنه سخت بیجان گشته ام

زلفِ تو چوگانِ من از ضربتِ او هر طرف
در میانِ عرصه همچون گوی غلطان گشته ام

از فغانِ دل نیامد حاصلم جز بادِ هیچ
زار چون نی در هران مجمع که نالان گشته ام

دی شدم جویا ز خال لعل یارِ خویش گفت
خازنم بر معدنِ مرجان نگهبان گشته ام

شمعِ حسنِ او ندانم نور بخشِ بزم کیست
کز غمِ دوریش چون پروانه سوزان گشته ام

در طوافِ کعبهٔ مقصود گامے میزنم
زخمدار و خسته از خارِ مغیلان گشته ام

الامان از نخوتِ اہلِ زمان شیر احمدا
مور را بینم که میگوید سلیمان گشته ام

هر کرا دل ز حدیثِ غمِ عشقت دم زد
خرمنِ هستی او باد فنا در هم زد

آه از گردشِ گیتی که هران محفل را
دید بر زمزمهٔ عیش در و ماتم زد

پیش ازین داشتم انگشتریِ وصل بکف
حالیا نقشِ دگر چرخ برین خاتم زد

دامِ تدبیر نهادم بر هش جانبِ وصل
لیک آن آهوِ وحشی سوِ هجران رم زد

آنچه در مدتِ هجرِ تو بمن مے گذرد
هیچ از کیفیتِ آن نتوانم دم زد

دفترِ عشرتِ ما خوش رقمِ فرحت داشت
هین دبیرِ فلکش باز بخطِ غم زد

بسکه لبریز شد از خونِ جگر ساغرِ دل
بین که اکنون همه از دیدهٔ گریان نم زد

آتشِ عشق نه تنها دلِ شیر احمد سوخت
تف این نایره در سینه بسی عالم سوخت

دانم آخر غمِ دل گیر مرا خواهد گشت
مرضِ عشق بتاثیر مرا خواهد گشت

یارِ من جانبِ صحرا شده بر عزمِ شکار
ساخته حیلهٔ نخچیر مرا خواهد گشت

ترسم آن ناوکِ مژگانت و ابروے کمان
روزی از غمزه بیک تیر مرا خواهد گشت

چشمِ جادوی تو کین فتنه و افسون دارد
خوب دانم که بتزویر مرا خواهد گشت

کرده دلدار عجب سلسلهٔ زلف دراز
که درین حلقهٔ زنجیر مرا خواهد گشت

جمع گشتند رقیبان همه در مصلحتے
شاید امروز بتدبیر مرا خواهد کشت

باز شمشیر برون کرده خدا خیر کند
که ندانم بچه تقصیر مرا خواهد کشت

دوش در خفیه دلِ سوخته با من میگفت
آخر این نالهٔ شبگیر مرا خواهد کشت

هست دانسته شیر احمدِ شیدا که فلک
عاقبت در پیِ تقدیر مرا خواهد کشت

مرا از دردِ عشقِ او ست مشکل حالتی بر جان
چه ح ح زحمت چه ز حمت زحمتِ حرمان

ز جوشِ هجرِ او دارم بکانونِ جگر سوزش
چه س س آتش چه آ آ هجران

دلم عمریست کز تیغِ جفای او شده بسمل
چه ب ب خنجر چه خ خ مژگان

نشسته نازنینِ من بتختِ حسن چون خسرو
چه ح خ کشور چه ک ک خوبان

بود در مصرِ خوبائی وجودِ او یکی یوسف
چه ی ی ثانی چه ث ث دوران

بقربانِ سرش دارم همیشه ریزشِ گوهر
چه گ گ دیده چه د د گریان

کشم هر صبح از سوزِ فراقش آه و هم ناله
چه ن ن سینه چه س س بریان

خوش آن ساعت که پیکِ او رساند سوے من مژده
چه م م وصلت چه و و جانان

ز حق شیر احمدِ مسکین کند وقتِ سفر خواهش
چه ح خ دولت چه د د ایمان

در تهنیتِ روزِ نوروز

شهریارا درگهِ دولت بروئیت باز باد
بختِ تو هر روز از روزِ دگر ممتاز باد

روزِ نوروزِ جهان افروز میمون و سعید
بر جنابِ حضرتِ شاه ذو الاعزاز باد

عشرتِ نوروز و جشنِ کامگاری و سرور
تا ابد با ذاتِ نیک و پاکِ تو آباد باد

سالها هم از جلوسِ میمنت مانوس تست
بر رعایا و خدم این تهنیت آغاز باد

ابتدای سنهٔ شتجقان بفیروزی رسید — فتح و اقبالت مدام مونس و دمساز باد
طایرِ فرخنده بالِ دولتِ جاوید را — چون همای دایم به قصرِ عالیت پرواز باد
سایه ات از فرقِ عالم کم مباد و عمر ترا — عمرِ خضر و طالعِ اسکندری انباز باد
بهرِ صیدِ جسمِ خصمان و عدو روزِ مصاف — لشکرت را قوت و سرپنجهٔ شهباز باد
دورِ گیتی بر مرادت باد و زیرِ حکمِ تو — کشورِ هندوستان و خطهٔ شیراز باد
از کمالِ لطفِ حق جای مقامت دائما — بر سریرِ سلطنت با فرطِ عز و ناز باد

داعی خاصِ دوامِ دولت و عمرِ توام
از منِ شیر احمد ات حمد و دعا ابراز باد

در تهنیتِ تولدِ پسرِ میر عیس

فرزندِ بلند اخترِ میمون طالع — صد شکر که از کتمِ عدم شد بوجود
در گلشنِ امید ذو العز و علا — عالی نسب آن میر عیس صاحب جود
بشگفت گلِ مراد با عیش و طرب — زین مژده بسی فرحت و شادی افزود
تولیدِ وجودِ او مبارک به پدر — هم باد بخویشان و احبا مسعود
موسوم شد اسمش به محمد انور — انوار ز پیشانی او جلوه نمود
نیک اختری و سعادت و بهروزی — بخشد بنصیبِ او خدای معبود
ایامِ ولادتش گر از من پرسی — پیشِ تو کنم بوجهِ احسن مشهود
در یازدهٔ ماهِ جمادی الاول — گردید تولد بزمانِ محمود
تاریخِ سنینِ او نیک اختر گوی — بشمار ازین سه نکته سالِ مولود

در تهنیتِ رسیدِ موکبِ همایونِ والا از کابل بجلال آباد

هزار شکر که شاهنشهِ همایون فال — خجسته مقدم و فرخ لقای عدل سگال
امیرِ دولتِ افغان سراجِ ملت و دین — که ذاتِ اوست بگیتی بلا نظیر و مثال
ز لطفِ لم یزلی در زمانهٔ مسعود — بفتح و نصرت و اقبال و عز و جاه و جلال
نزول کرد چو خورشید در جلال آباد — زدود ظلمتِ این صفحه را بنورِ جمال
قدومِ میمنت آمود او مبارک باد — بافسران و رعایای این دیار و محال
جهان ز فیضِ نوالش گرفت رونق و زیب — بعهدِ او شده مردم ز جور فارغ بال
بزیرِ سایهٔ او یافت خلق آرامی — ز خرمی همه آفاق گشت مالا مال
درین زمانِ سعادت نشان که رایتِ شاه — نزول یافت بصد فر و شوکت و اجلال
هزار و سه صد و بست و سه بود از هجرت — اوایلِ مهِ ذی الحجه شهرِ فرخ فال
دوامِ سلطنت و عمرِ او بود دایم — همیشه یاورِ او باد طالع و اقبال
عساکرش همه جا باد ناصر و منصور — مخالف از اثرِ تیغِ شان بود پامال
ازان بتهنیتِ مختصر شدم قانع — که از کلامِ طوالت بود حصولِ ملال

بود وظیفهٔ شیر احمد از زمانِ قدیم
دعای دولت و عمرش ز صدقِ دل همه سال

قطعهٔ تاریخِ وفاتِ سپه پناه لعل بادشاه غفر له

جهان ای دل سرای بی ثبات ست — مشو در وی ز کارِ خویش غافل
بروزی صد درو منزل گزینند — صدی دیگر ازو گردند راحل
نه بندد دل درین دنیای فانی — هر آن کو دانش آگاه ست و عاقل
بود مال و زرت گرچه فراوان — که پر باشد ازچندین منازل
کند قصدِ سفر چون جانت از تن — نباشد جز عمل چیزیت حاصل

خوشا وقت کسی کز صدق باطن زحبِ اینجهان فارغ کند دل
فلک از بهرِ خونریزی عالم کمین کرده چو جلّادانِ قاتل
بشمشیرِ اجل هر لحظه خلقی بسلکِ قتل آرد چون سلاسل
کند ابنای گیتی را بنوبت کمندِ مرگ در گردن حمایل
درین هنگام بد فرجام بنمود فلک یک ماتم جانسوز نازل
ولی دهر سید لعل شاه خان که بود از زمرهٔ مردان کامل
بهین و زبدهٔ آلِ پیمبر خدا را بندهٔ منظور و مقبل
دُرِ شهوارِ دریای سیادت شرافت منزلت نیکو شمایل
بشهِ راهِ مقامات و طریقت وجودش بود سالارِ قوافل
زبس در عالمِ تجرید بُد طاق بجهساری مجرد داشت منزل
همیشه بود کارِ او شب و روز عبادت یا وظایف یا نوافل
زابنای جهان او را تنافر بذکرِ ایزدی می بود شاغل
در اقلیم سخن سازانِ دوران بعهدِ خویش شاهی بود عاقل
محیطِ طبع او چون بحرِ مواج روان بود و نبودش هیچ ساحل
زتصنیفاتِ رنگینش بهر سو رسیده مردمان را بس رسایل
بیک ناگاه از دنیای فانی سوی دار البقا بربست محمل
صفیر ارجعی مرغِ روانش زحق بشنید و شد در حال مایل
گرفت از آشیانِ جسم طیران بشاخ سدره خود را کرد واصل
تنِ بی جان بخاکِ تیره بگذاشت شدش جان با گروهِ قدس شامل
زرحلت کردنش بسیار دلها بخون آغشته شد چون مرغِ بسمل
زبس درد و الم چشمِ جهانی بهجرش گشت همچون بحرِ سایل

زدوریش گریبان چاک کردند محبان و عزیزان و قبایل
مریدان زین غم و اندوهِ جانکاه که پیرِ خویش را دیدند راحل
همیکردند واویلا و فریاد که بر ما کار شد من بعد مشکل
زحالِ اقربایش خود چه گویم که باهم دست در گردن حمایل
فغان و آه و صد افسوس و هیهات کنند هر لحظه زین اندوه هایل
حدیثِ کلفتِ این غصه و غم بجا بتیان تواند کرد قایل
مگر ایزد به فضلِ بی نهایت کند این غم زلوحِ سینه زایل
بد از اول جمادی بست و هفتم بیک شنبه زدنیا گشت راحل
چو بهرِ سالِ تاریخ وفاتش شدم اندر جنابِ عقل سایل

بگفتا سه عدد افزای میگو
اسف کز دهر گل شد شمعِ محفل

در تعریفِ باغِ وزیر واقع پشاور

هنگامِ نو بهار به پشاور ای امیر نزهتگهٔ خوش ست عجب گلشنِ امیر
چشمِ زمانه گاه ندیده بروزگار زینگونه روضهٔ منش افروز دلپذیر
باغِ وزیر طرفه گلستانِ دلکش ست کاندر جهان بخوبی و حسن ست بینظیر
گر باغ شاه هم بجمال ست لامثال لیکن به پیشِ باغِ وزیرست بس حقیر
گلهای سرخ دارد و نقشِ سفید و سبز بشگفته تخته تخته در و هر طرف وفیر
نرگس چو خادمان بادب ایستاده پیش گل تکیه در چمن زده چون شاه بر سریر
از دایهٔ بهار همه گلبنان به مهد پرورده ناز خورده چو طفلان بشهد و شیر
از بسکه بوی خوش رود از هر کنارِ او گوئی که مشک ریخته اینجا و یا عبیر

نازک تنان گل شده چون مهوشان شهر
در بر قبای اطلسی و جامهٔ حریر
سرو چمن بناز قد افراخته بلند
شمشاد قامتان جهان پیش او قصیر
کرده ز عیش غنچه دهن را بخنده باز
هم از طرب شده ست شقایق پیاله گیر
مرغان بوستان همه از فرط انبساط
با لهجهٔ خوش شده بصد غلغل و صفیر
از جلوه های گلبدنان چمن شده
عالم بدام شوق تماشای گل اسیر
هر روز در میان سمن زار این چنین
آیند از برای نظاره جوان و پیر
خاصه بروز جمعه دران باغ جانفزا
آرد هجوم از همه جا هر دم کثیر
خوبان شهر جمله در آنجا شوند جمع
عشاق را بغمزهٔ ابرو زنند تیر

شیخ احمد از جدائی دلبر بچشم ماست
هر شاخ گل بصورت خار و نی حصیر

مخمس فراقیه

ای دلم در آتش عشق غمت بریان شده
خانهٔ عمرم بسیلاب غمت ویران شده
چون سپندم سینه از هجران تو سوزان شده
بسکه از درد فراقت چشم من گریان شده
دامن صحرا از اشکم ورطهٔ طوفان شده

ای شمار حسن را روی تو ماه خوش لقا
دوریت بر جان مهجورست درد بیدوا
در میان خوبرویان خسرو شیرین ادا
تا بدام هجر تو گردیده ام من مبتلا
کار من پیوسته آه و ناله و افغان شده

بیتو از من رفته صبر و طاقت و آرام و تاب
چون شکنج زلف تو افتاده ام در پیچ و تاب
نی بروزم خور بود نی وقت شب در دیده خواب
همچو شمعم دایما از شوق تو در التهاب
خاطرم در شعلهٔ عشق تو آتشدان شده

تلخ شد بر من ز مهجوری تو کام حیات
از غمت ای لیلی حی گشته ام مجنون صفات
زهر گردد فی المثل گر بر زبان آرم نبات
بس هجوم آورده بر رویم ز هر سو مشکلات
تا جمالت غایب و رویت ز من پنهان شده

ثبت صد دفتر نشاید گشت یک اصغر حدیث
بر زبان بنهاده ام مهر سکوت از هر حدیث
از حکایتهای هجرانت نویسم گر حدیث
غیر ذکر نام تو نبود مرا دیگر حدیث
با همه خاموشیم و در یاد تو گویان شده

جز جمالت نور خورشید ست در چشمم چو داج
هجر تو بشکست بازار وجودم را رواج
آفتابم در نظر کمتر نماید از سراج
نیست دیگر رنج جانم را بجز وصلت علاج
کاین مرض اندر فراقت درد بیدرمان شده

حیف کز این نالهٔ نیم شب و آه صبوح
میکنم در بحر غمهایت شنا همچون سبوح
هیچ از ابواب کام دل نشد بر من فتوح
دست گیری کن مرا از کشتی وصلت چو نوح
زانکه بس طوفان هجرت در دلم طغیان شده

خاطرم از محنت دوریست یارا شاخ شاخ
انتظارت میکشم دایم بچشمان و صماخ
مرغ شوقم کرده سوی وصل بال و پر فراخ
کاش بینیم روی خوبت از طرف بام و کاخ
همچو خورشید فلک از آسمان تابان شده

دوریت دلخسته و زارم نمود و دردمند
اینچنینم در بلا بگذاری آخر تا بچند
از غمت چون طایر بسمل مدام مستمند
به که اکنونم ز وصل خویش سازی بهره مند
زانکه حالم بس خراب اندر غم هجران شده

ذوق دیدار تو هستم همچو شهد تر لذیذ
زهر کرده تلخی هجران بکامم هر لذیذ
آرزوی دیدنت از قند افزونتر لذیذ
هیچ ناید بر دهانم گر خورم شکر لذیذ
لذت لعل لبت چون از من حیران شده

رفته تا از برم ای دلبر سیمین عذار
بادلِ افگار میگریم ز شوقت زار زار
روزِ روشن در نگاهِ من شده تاریک و تار
بسکه از اندوهِ هجرانت چشم اشکبار

خونِ دل از هر بنِ مژگانِ من جریان شده

زنده گیم بی تو بس مشکل شده ای دلنواز
شد زمانِ هجرِ تو بر من بسی دور و دراز
از جدائی بوده ام چون شمع در سوز و گداز
کاش روزی بنیم از بختِ همایونم که باز

دستِ من در گردنت چون زلفِ تو پیچان شده

سوختم در آتشِ هجرانِ تو از بس هوس
ای صنم بهرِ خدا باری بفریادم برس
دارم از جان سوی صلت جهدها صد ملتمس
مرغِ جان گردیده از هجرت گرفتارِ قفس

همچو بلبل روز و شب فریادی و نالان شده

شور و واویلاست کارِ من ز هجران و خروش
گشته ام دیوانه وار و رفته از من عقل و هوش
دیگ قلبم میزند اندر وجاق سینه جوش
آنچنان این خسته از شخص غمت بالیده گوش

کز فراقت منقطع امیدِ من از جان شده

صیدِ چنگِ عشق گردیدم ز شهبازِ قنیص
روزگارِ دوریم بسیار شد سخت و عویص
وز غمِ هجرش بدریاب بلا هایم غنیص
زان عزیزِ مصرِ من یار رسان بوی قمیص

کز غمش یعقوب سان ابیض مرا عینان شده

ضعف ها گردیده طاری بر وجودم زان مرض
مبتلایم در بلای رنجِ بی پایان مرض
عارضم گشت است از درد و غمِ جانان مرض
حالتِ نزع آورید بر من از هجران مرض

درد دوری توام اینک بقصدِ جان شده

طرفِ رخسارم شده از گریۀ بسیار شط
گر چنین باشم گرفتارِ الم ها زین نمط
در خطِ پرکارِ غم دایم مقیم چون نقط
عاقبت در محنتِ هجرِ تو خواهم شد سقط

باشد انکه خونِ من در گردنت تاوان شده

ظلمِ ایامِ جدائی گرچه شد بر من غلیظ
طالعِ خوابیده ام را گر خدا سازد تیقیظ
لیک در هر جا که باشی ایزدت بادا حفیظ
روزی از بزمِ وصالت کامِ دل گردد حفیظ

سختیِ هجران شود بر حالِ من آسان شده

عشقِ تو عاید نموده گر بجانِ من صدیع
دارم از مهجوریت ای دوست احوالِ بدیع
از وقوعِ هجرِ تو گردید صد چندان رفیع
قطره های اشکِ من همواره چون ابرِ ربیع

در فراقِ روی تو از دیده ها سیلان شده

غایبی تا دلبرا از غم نمی یابم فراغ
بادلِ مجروح دایم هستمت اندر سراغ
دارم از درد و جدائی بر جگر چون لاله داغ
بی گلِ رویت بچشمم میل گلزار است و باغ

بوستانم در نظر جانان چو خارستان شده

در تهنیت منصبِ امینِ نظامی و برگڈیری

قاصدی میمون لقائی تیز گامی خوش پیام
مژدۀ فرح رسانیده بگوشِ مستهام
آنکه شاهنشاهِ والا گوهرِ انصاف کیش
آن سراجِ ملت و دین خسروِ عالی مقام
دید چون اندر امورِ دین و دولت دیرگاه
میرزا محمود خان را صدق و اخلاصِ تمام
منصبِ عالی عنایت کردش از لطفِ اعم
شد امین و برگڈیر بر همه فرخ نظام
قامتش شایستۀ این خلعت و تشریف بود
کرد کار و شهریارش داد عز و احترام
فرخ و میمون شود این منصبِ شاهی برو
وندرین خدمت بود دایم عزیز و نیکنام
باد توفیقِ صداقت شاملِ احوالِ و
وز سلوکِ نیکِ او باشند خرم خاص و عام
ناخنِ فکرِ رسایش در امورِ مملکت
بر کشاید عقده های کار دفتر را تمام

حاضران و ادند او را تهنیت اندر حضور
این مبارک نامه از شیر احمد است و السلام

قصیده در بنای قلعهٔ السراج واقع قریهٔ سلطان غازی لقمان

ای مومنان بسجدهٔ شکرانه دمبدم / مانید سر بدرگهٔ خلاق ذوالکرم
کاین بزم دین و دولت اسلام روشن است / از پرتو سراج رخ شاه محترم
شاهی که ذات اوست چو سلطان ملک روم / بهر جمیع زمرهٔ اسلام مغتنم
دین رسول و دولت افغان بذات او / نور و فروغ یافته باشیوهٔ اتم
چون پیرو حبیب خدا شد ز صدق دل / نامش سراج ملت و دین گشت در امم
جود و شجاعت و خرد و عدل و رحم و قهر / هر یک بجای خود بودش در وجود ضم
در عهد خود نهاده فراوان اساس خیر / چندانکه خارج است شمار وی از قلم
اکنون بملک خرم لقمان خوش هوا / بر حسب امر اشرف آن خسرو عجم
بنهاده شد اساس یکی قلعهٔ جدید / حینی که زد عطاردش از میمنت رقم
کرنیل باوقار محمد علی وکیل / مردیست نامدار و ذکی طبع و محتشم
بر طبق امر شاه بتعمیر این حصار / همت گماشت و زره اخلاص زد قدم
سادات و عالمان و بزرگان ملک را / کرده طلب بداد ز شیرینی و نعم
در وقت سعد و یوم مبارک دعای خیر / کردند آن جماعهٔ نیکان پاک دم
روز چهارشنبه و بعد از نماز ظهر / شد در اساس او زده از بیلها علم
تهداب او گذاشته شد هشتم رجب / نیک است این اساس و به نیکی شود اتم
آغاز این حصار چو آمد بفال نیک / یارب کنش بخیر و سعادت تمام هم
نهر جدید هم ز برای همین حصار / بحکم پادشاه جهان گشت منتظم
از سر حد بعیده بمقدار هفت میل / آمد میان قلعه عجب جوی باکرم
تاریخ سال و مه چو طلب کردم از خرد / شد گردنم میان دو زانوی فکر خم

ناگه سروش گفت که شیر احمدا بنظم / یک مصرعی بگوی وز خاطر برار غم
این قلعة السراج مبارک بود مدام
هشت از عدد فزای این مصرع ای صنم

ترتیب پختن چای

چای دارا خسته گردیدم بفریادم برس / طبع من دارد بسوی چای ترغیب و هوس
خیز و روانه در سماوارت فگن آب زلال / هم با آتشخانه اش انداز هیزم باز کال
چاینک را با پیاله خوب شست و شوی کن / بلکه اول خویش را پاکیزه دست و روی کن
صافی ململ بگیر و صفحهٔ پطنوس را / از غبار و خیرگی و چرک کن صاف و صفا
چون ظروف پاک شد بر وی فگن پطنوس پوش / از سماوارت خبرداری نما کاید بجوش
قند مصری را که شیرین است همچون لعل یار / بر کش و بشکن میان قندانی و اگذار
قندانی را طراز دامن پطنوس کن / جلوهٔ پطنوس را همچون پر طاوس کن
چون سماوار تو در جوش آید و بق بق کند / آب او از پختگی بر پختگان رونق کند
آنگهی با آب جوشان چاینک را گرم ساز / چاینک را گو بشوید آن ظروف شسته باز
چاینک را چون گرم گردد آب او را پس بریز / جانب یخدان چای خویش کن رفتار تیز
از همان چای که خاص از کشور چین آمده است / در میان درج زر با عز و تمکین است
قدر یک مثقال را برگیر و انداز اندرو / با قلیل آب از گرد هوا اول بشو
بعد از آن دم کن بترتیبی که میکردی مدام / بر سر آتش گذارش تا بیاید جوش تام
وانگهی انداز رنگین دستمالی بر سرش / تا بخارش همچنان ماند درون بگیرش
صفحهٔ پطنوس را از آن پس از و زینت بده / با دو دست خود بیار و در حضور من بنه
دور کن پطنوس پوش از وی بخارش را بکش / گر شمیم بوی او گردد دماغ بنده خوش

قطعهٔ قندی میان ساغرش آماده ساز
جرعه جرعه چای را میریز کو یابد گداز

جنبشش با قاشق پاکیزه یک چند باز
زانکه باهم خلط گردد هر دو زان لذتش بیاز

تا که از دستت کنم اینگونه چای نغز نوش
خستگی از تن رود پیدا شود در مغز هوش

چای شیرینم که ساغر چون دهی کافی بود
تلخ او نیم پیاله بهر من وافی بود

بر همه حضار مجلس از همان فرخنده چای
تلخ و شیرین هر چه حصه میرسد قسمت نمای

غزل

گفتمش ای دلبر چرایت از وفا آثار نیست
گفت با این نکته بحث دلبران را کار نیست

گفتم از لطف از نگاهی سوی ما داری چه عجب
گفت آیا پادشه را از گدایان عار نیست

گفتم آخر جور تو با عاشقان از بهر چیست
گفت راز این شمار الایق اظهار نیست

گفتمش در مصر خوبی یوسف ثانی توئی
گفت آری همچنانم لیک آن بازار نیست

گفتمش روز جدائی کی بسر خواهد رسید
گفت از دل غصه بیرون کن که این دشوار نیست

گفتم آن پیمان که با من کرده چون میشود
گفت خواهی یافت آن را حاجت تکرار نیست

گفتم از تو بس شکایتهاست ما را در ضمیر
گفت ظاهر کن بگفتم طاقت گفتار نیست

گفتمش گه گه برات وصل مشتاقان بده
گفت اندر دفتر ما این چنین طومار نیست

گفتمش عرض دو سه دارم بخدمت گوشدار
گفت شیر احمد خمش شو مغز ما بیدار نیست

نقل مراسلهٔ جناب میان صاحب اعنی مولانا شیخ قمرالدین المتخلص به غمگین رح

بسزای حضرت ایزد بود ثنای دراز
صلوٰة باد بران صاحب لوای دراز

سلام بحد و بسیار باد بر اصحاب
ظهیر سید اکرم بجنگهای دراز

پس از سلام بران نور چشم اهل کمال
که کس ندید و ندیدش ببدهای دراز

چنین عرض ازین راقم ستمدیده
که دارم از تو بدل درد و شکوهای دراز

ولی چه فایده زیرا که گوش بغیم را
صدای چنگ بود از غمین نوای دراز

کنون بیان کنمت آنچه اندرین ایام
گذشت بر سر مسکین ز غصهای دراز

که ضربت تپ نوبت که بود با شدت
زمین کشید چو نوبت بسی صدای دراز

شده ز قوت ضعفم چو عنکبوت شتا
شکم چو بیضهٔ مور و دو دست و پای دراز

باین ضعیفی تن آمدم بسر سرما
درید سینه ام از دفع این بلای دراز

کسان دوند بقلب شتا بقلب شتاء
مراست جای به مسجد به بوریای دراز

مگر عنایت یار رحم نماید امدادی
بیک دولوئی آن ململ دلکشای دراز

سیاه رنگ و لطیفی چو زلف محبوبان
ولیک چون شب هجران دولای دراز

یکی برای من و یک برای فخرالدین
اگرچه والده اش و ارداد دعای دراز

مگر عبادت یزدان کنم بتوفیقش
کنم برای تو در نیم شب دعای دراز

کتاب نجم سعادت اگر بود فارغ
مراست مطلب دل ای ترا بقای دراز

زبان ز لاف ببند و مگوی ای غمگین
که نیست در دل تو تاب قصهای دراز

دراز باد ترا عمر و جاه و عیش و نشاط
بباغ خلد عطایت شود لوای دراز

بیار مشفق اکرم عزیز احمد شیر
سلام بنده بود باد و صد دعای دراز

نیازنامهٔ جوابیه

نخست ذکر زبانم بود ثنای دراز
بخالقیکه مرا داده دست و پای دراز

وزان پس ست بنعت محمدم شغال
که داده است بدینش خدا بقای دراز

نثار باد صلوة و درود بر اصحاب
که داشتند ز دل باهمی وفای دراز

ستاده ام پس ازان در حضور مولانا
به ادعیات و به تسلیم دلگشای دراز

شکایتی که ز من کرده بجاست ولی
گذشته بر سر من نیز ماجرای دراز

ز درد و رنج نیاسوده ام به شش ماهی
که دیده ام من ازین هر دو بس جفای دراز

بدردپای چهل روز مبتلا بودم
که کس ندیده بگیتی چنان بلای دراز

سپس عوارض دیگر تپ و صداع و زکام
بقامتم بفگنند نیک قبای دراز

نبود لازم اطلاع مهربان زان رو
خبر ندادم ازین جمله قصه های دراز

قدم زدن نتوانم ز ضعف تا اکنون
مگر بیاوری و همت عصای دراز

ز رنج ذات شریفت شدم قرین ملال
نصیب باد ترا صحت و بقای دراز

پی مدافعت برد چونکه از چاکر
طلب شده دو عدد لوئی و لای دراز

در و مضایقه و کلفتی نبوده مرا
چرا که نیست چنان امر و اقتضای دراز

ولیک کاسب لوئی هنوز از سرحد
نیامدست باین ملک بی صفای دراز

وجود لوئی دولا شدست چون عنقا
پریده است همانا که در هوای دراز

کنون بهدیه یک طاقه لوئی مشکین
که طول اوست چو گیسوی دلربای دراز

امید هست که مخدوم اکتفا سازد
که تا رسد ز عقب هچو او کسای دراز

مخیرند جناب شما و فخرالدین
که هر کدام در و میکنند پای دراز

جناب والده اش از پردهٔ عصمت
خداد هاد قمیص خوش و ردای دراز

کتاب نجم سعادت رفیق اولی شد
که مشتمل بود از حمد و قصه های دراز

همیشه چشم امیدم بود بدعواتت
که از قدیم بتو دارم التجای دراز

به نیکنامی دارین خواهمت دایم
بود وظیفهٔ شیر احمد این دعای دراز

ز دیرگاه رفیق شفیق احمد شیر
فتاد از مرض پیچ و تپ بجای دراز

بیوم خمسه و در بست و هفتم رمضان
رحیل گشت ز دنیا بآن سرای دراز

سلسلهٔ قادریهٔ شریفه

الهی بآن مقتدای کرام
که صوفی علم گل مراورست نام

تی کوٹ آمد سکونت گهش
بود صاحب هڈه پیر رهش

الهی بآن غوث روی زمین
که اسم شریفش بود نجم دین

بود مسکنش هڈه از دیرگاه
مزارش همانجاست هم خانقاه

الهی بآن قطب والاصفات
که عبد الغفورست اندر صفات

الهی بجاه محمد شعیب
که دارد وقوفی باسرار غیب

بود تور ڈیری وطن گاه او
شمال ست از پشاور راه او

الهی باکرام شیخ جلی
مسمی به حافظ محمد ولی

عمرزیی که اطراف پشاورست
مقام همان شیخ نام آورست

الهی بآن شیخ عالی مقام
که او را محمد صدیق ست نام

بچونی بود مسکنش در بنیر
بود در کرامات خود مست شیر

الهی بآن شیخ اکبر جنید
که گشته ازو عالمی روسپید

مزارش بنزدیک پشاورست
فیوضات او خلق را یاورست

الهی به شیخ احمد پاک دین
که او رست مرقد بملتان زمین

الهی بآن مرشد معنوی
که او شاه عالم بود دهلوی

الهی بآن شیخ فرخ جناب
که دارد به شاه منور خطاب

پیو موضعی هست در پیشور / که آنجا بود قبر آن پرهنر
الهی بآن شاهِ دوله لقب / کز و اهلِ اجمیر وارد طرب
الهی بآن خسروِ عارفان / که نامش بود عبدِ قادر عیان
الهی بآن بوسعیدِ لطیف / که شد واقف رازهای شریف
الهی بآن حضرتِ بوالحسن / که هکّار گویند هستش وطن
الهی بآن عاشقِ پاک دوست / که طرطوسی بوالفرح نامِ اوست
الهی بآن شیخ والامقام / که شد عبدِ واحد تمیمی بنام
الهی بآن قبلهٔ راستان / که عبدُ العزیز ست شمسِ عیان
الهی بآن شیخ عالی گهر / که بوبکرِ شبلی بود مشتهر
الهی به عزِ جنیدِ کبیر / که بغداد گشته از و زیب گیر
الهی بآن شیخ گیتی پناه / که سقطیِ سری هست عبدالٰه
الهی بآن هادیِ سالکان / که دارد به معروف کرخی نشان
الهی بآن شیخِ عرفان مآب / که داؤدِ طائی ست فرخ جناب
همین نه نفر مرشدانِ کرام / به بغداد دارند جای و مقام
الهی بآن عارفِ محترم / که در بصره بوده حبیبِ عجم
الهی بجاه و جلالِ حسن / که ازوی شده بصره رشکِ چمن
الهی بعزِ علیِ مرتضیٰ / که اوهست سرحلقهٔ اولیا
الهی بآن خاتمِ مرسلان / که از روی او گشته پیدا جهان
الهی ببال و پرِ جبرئیل / که بعد از رسول ست صفش جمیل
الهی بتکریمِ ذاتِ خودت / باسماء و الاصفاتِ خودت
که از شرک و کفرم نجاتے بده / بایمان حیات و مماتم بده

قوی دار اسلام و ایمانِ من / پر از مهرِ خود کن دل و جانِ من
باحکامِ شرعِ رسولِ کریم / همیشه بداری مرا مستقیم
بحفظِ صلوٰة و زکوٰة و صیام / مرا استقامت بده مستدام
به پیمانِ عهدم وفا پیشه کن / ضمیرم ز خوفت پر اندیشه کن
بده قدرتم بر زنا و حرام / عطا کن مرا راستی در کلام
بمالِ امانت امین کن مرا / بافعالِ نیکو قرین کن مرا
چو دستے باین سلسله برده ام / باینشان تنِ خویش بسپرده ام
مبند از دستم زدامانِ شان / بگردان مرا از غلامانِ شان
بیمنِ کراماتِ این اولیا / طریقِ هدایت بمن کن عطا
بهر یک بده رتبهای رفیع / بحق من این جمله را کن شفیع
ملا محمد اله بدامانِ شان / تمسّک نموده بهر دو جهان

الهی تو شیرِ احمدِ خاکسار
کنی در دو عالم ز غم رستگار

نسب نامهٔ ساداتِ کنز

زبان بحمدِ خدای کریم و نعتِ رسول / نخست از رهِ اخلاص می کنم مشغول
وزان پس از نسبِ پاکِ سیدانِ کنز / بیان شنو ز من از شاخ تا بن پنج شجر
شده محمد سرور تولد از محمود / که ذاتِ اوست ز سید بهاودین مولود
وجودِ او ز محمّد نظیف نامورست / نظیف هم شده عبدُ اللطیف را پسرست
بدانکه عبدِ لطیف ست ابنِ عبدُ الله / بود ز سیدِ عباس بن جمال الله
جمال نیز ز اولادِ عبدِ وهاب ست / که مصطفی بنِ سیّد علی ورا باب ست

علی ست ترمزی و ز نبیرهٔ اویش
که کرده اند ملقب پیر بابایش

چو عالی ست بدنیا و دین مکان اورا
زنسل سید قمبر علی بدان اورا

وجود او شده پیدا از جسم احمد نور
که او ز یوسف نور ست در جهان مشهور

ولی ست ابن محمد به نوربخش لقب
ورا ز احمد نعیم بدهر بوده نسب

ظهور اوست ز عبد الرزاق در آفاق
که ذات او شده فرزند احمد مشتاق

چو او ز سید شاه ست یادگار بنام
ابوتراب بود اب آن نکو فرجام

ورا ز سید حامد بدان بن محمود
که او ز سید اسحاق آمده بوجود

بدان تو سید اسحاق را ابن عثمان
ورا ز جعفر و جعفر بود بن عمران

وجود او چو به سید محمد ست قرین
محمد آمده از حضرت حسام الدین

ز شاه ناصر خسرو و حسام را میدان
که او ز حضرت سید جلال گشته عیان

که گنج علم بود شهرت جناب جلال
که اوست ابن علی امیر نیک خصال

نژاد اوست ز عبد الرحیم پاک گهر
که اوست سید محمود خجسته سیر

وی از محمد مهدی ست و ز نسب معروف
که والدش حسن عسکری بود موصوف

همین امام حسن از علی نقی ست ثمر
وی از امام محمد تقی شده اطهر

تقی ست ابن امام علی رضا در ذات
همو ز موسی کاظم امام نیک صفات

جناب اوست ز احفاد جعفر صادق
که در کرامت او بود مرد و زن ناطق

شده ولادت او از محمد باقر
وجود او ز علی اصغر ست در ظاهر

همین جناب علی اصغر سراپا نور
میان خلق بود زین عابدین مشهور

وجود اشرف و همت از امام حسین
که اوست سرور آفاق و سید کونین

نهال باغ جناب علی بود ذاتش
که روشن ست چو شمس الضحی کراماتش

ز مادر ست جد امجدش رسول الله
که اوست سید جن و بشر بهر دو سرا

الٰهی ز شرف و فیض جملهٔ سادات
بشیر احمد مسکین بده ز نار نجات

قصیدهٔ تاریخ موکب والا از اسفار هرات و بلخ

نسیم صبح آمد از چمن عنبر فشان امروز
دماغ مرد و زن از نکهت او شد فرح اندوز

سوالی کردم از وی کاین همه بوی نکو از چیست
بگفت آورده ام اخبار خوش ز خسرو فیروز

که از لطف خدا آن شهریار عدل گستر
ز اسفار ولایات شمال و غرب خود دیروز

بنور طلعت خود با کمال خیر و عافیت
منور کرد کابل را چو خورشید جهان افروز

هرات و قندهار و میمنه غزنین و ترکستان
شدند از موکب اجلال او چندی شرف اندوز

بهر جا انتظام سرحدات خویش را بنمود
وزین میمون سفر در کارها شد تجربت آموز

نوازش با رعایا کرد و ورزش مستحقان را
بزد در سینهٔ اعدای دولت خنجر دلدوز

چو واصل در مزار فیض بخش شاه مردان شد
شبی آنجا بماه روزه خوابی دید بس فیروز

که بر یک پشتهٔ صدر مرقع ذاکر خیر ست
پی آن ذکر او در فکر شد شاهنشه بهروز

کسی گفتش ازین صفه که ذکر خیر می آید
توئی در گردش هر چار سمت ملک خیر اندوز

ز الطاف خداوندی بدار السلطنت واپس
بخیریت رسید و عید شد بر عالم نوروز

شبستان بود بی شمع حضورش بلدهٔ کابل
ز نور آن سراج دین و ملت باز شد چون روز

بتاریخ دوشنبه هژدهٔ شوال رایاتش
نزول افگند در ارک مبارک سالم و فیروز

چو شیر احمد شمار سال هجری جست هاتف گفت
بدار الملک آمد از سیاست شاه عدل آموز

تاریخ تعمیر مسجد سراجیه

یارب تراثناست که این مسجد شریف
بازینت وجمال فراوان تمام شد

سلطان سراج ملت و دین ست بانیش
کو در جهان بعدل و کرم نیکنام شد

راه و پل و رباط و مساجد ازین قبیل
در دهر یادگار ازو تا قیام شد

پرسیدم از خیال که تاحال چند سال
بعد از زمان هجرت خیر الانام شد

گفتا دو کن اضافه و شیر احمد ابگوی
این مسجد سراجیه کامل تمام شد

نصایح

حیف کز پهلوی ما رفتند یاران زیر خاک
اقربا و دوستان گشتند پنهان زیر خاک

مادران مهربانان با پدرهای شفیق
کرده ایم از دست خود با چشم گریان زیر خاک

ای بسا شاهان عالمگیر کزبید او مرگ
از فراز تخت افتادند با پایان زیر خاک

آن سلیمانی که تختش در هوا میکرد سیر
جسم پاک او کنون افتاده حیران زیر خاک

ماه رویانیکه از گل جسم نازک داشتند
شد وجود نرم ایشان رزق کرمان زیر خاک

خسروان و ماه رویانرا چرا حسرت خوریم
انبیا را هم بود منزل چو ایشان زیر خاک

خاتم پیغمبران یعنی حبیب خاص حق
نیز جا بگرفته در گلزار رضوان زیر خاک

درمیان قبر نبود فرق سلطان و فقیر
شهریاران و گدایانند یکسان زیر خاک

گر تو باشی حکمران هفت کشور عاقبت
هست جایتو بصد خواری و خذلان زیر خاک

در همه روی زمین باشد پر از سیم و زرت
میروی آخر ازو با داغ حرمان زیر خاک

میچشد جام اجل را هر که هست و هرچه هست
خرم آنکو رفت از دنیا با ایمان زیر خاک

مومنانرا همچو زندانست این محنت سرای
زانکه می بخشند ایشانرا گلستان زیر خاک

وز برای کافران جنت نماید این جهان
جای ایشانست بعد از مرگ نیران زیر خاک

تاج اقبال و سعادت بر سر آن کس بود
کو بیابد دولتی از فضل و احسان زیر خاک

یارب این شیر احمد پر معصیت را از کرم
کن عطا یک جرعه از جام غفران زیر خاک

تهنیت قدوم خسرو گیهان

بهار آمد قریب و دی برفتن نیز مایل شد
هوا را اعتدالی در جلال آباد حاصل شد

پی تفریح و سیر مرکب شاهنشه اسلام
بخیریت زکابل جانب این ملک راحل شد

خدا را شکر میگویم که با فیروزی و نصرت
جنود خسروی در منزل مقصود واصل شد

ز تشریف همایونش که میمون باد بر عالم
رعایا را بدل تفریح بی اندازه شامل شد

به آدینه که از ماه محرم بود بست و پنج
بقصر و باغ شاهی شاه را ماوا و منزل شد

سراج ملت والدین چو تشریف شریف آورد
مرا سودا بخاطر از پی تاریخ نازل شد

خرد گفتا که شیر احمد سر از آفت جدا گردان
وزان پس گو جهانبان در جلال آباد داخل شد

تمت

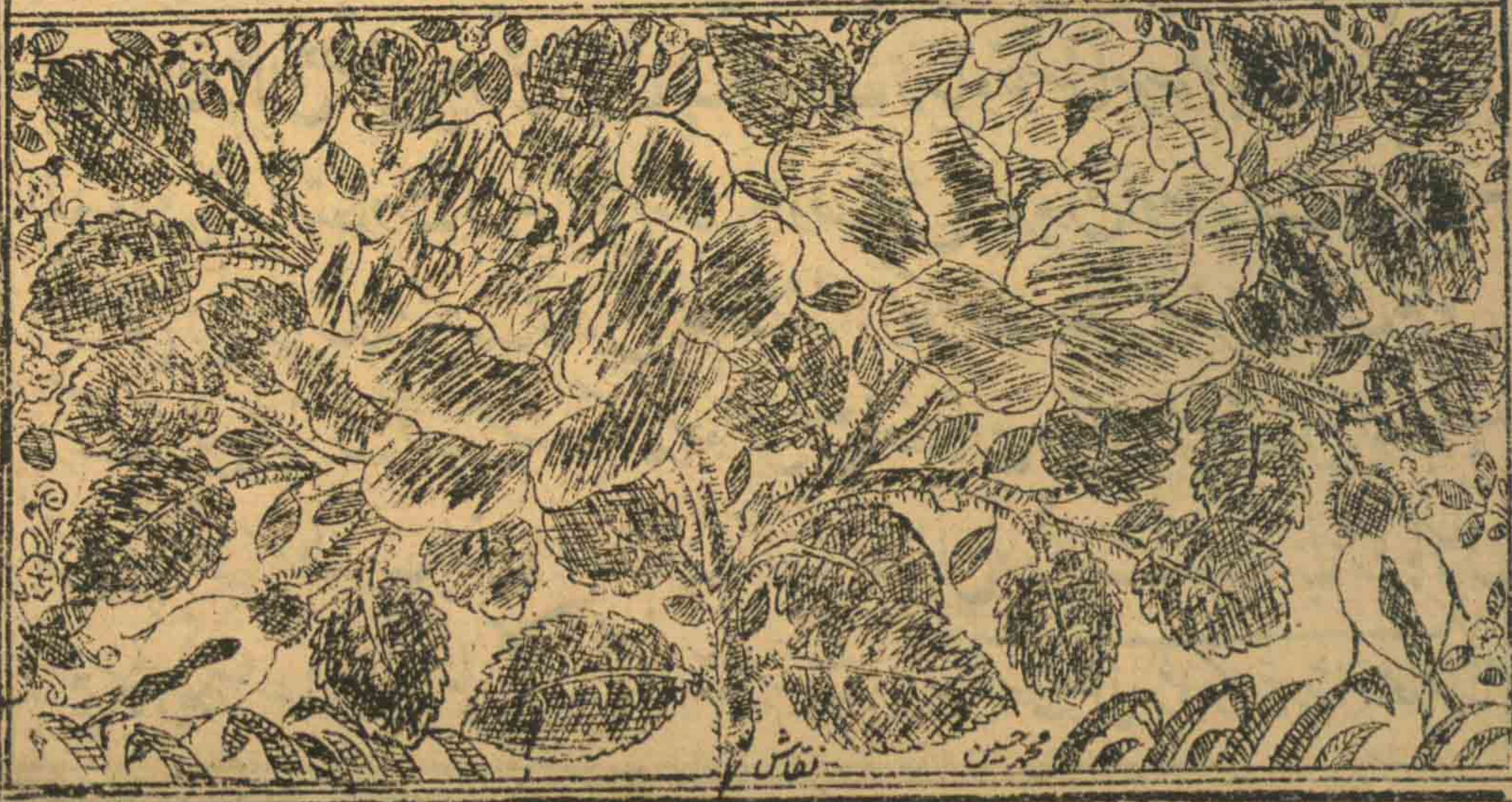

قطعهٔ طبع از طبع ناقص محمد شریف ابن عبد الرحمن کاتب

فراغ یاب شده کلکِ من بفضلِ احد
بظاهر ارچه قصص قصه ایست بنوشته
بنقبه نقبهٔ او نکتهای مرغوب اند
لطافتِ سخنش لطف بخش هر دلها
بحمدِ حق شده منظور بهمتِ تصنیف
بحکمِ میرزا صاحب که اسم سامیٔ او
بچاپ و صحتِ وی جا جتے چو افتاده
بشار تیست لشعرا و هم دگر طلاب

زنقش کردنِ کاپی این کتاب امجد
مگر بباطنِ وی رمزهاست بیحد و عد
بفقره فقرهٔ او فکرهاست بس اسعد
نفاستِ نظمش روح و راح روح و جسد
بدیده های بصیرت پسند چون اثمد
مبیّن ست باطراف دهر شیر احمد
بکرد سعی درین مولوی فضل احد
که هست مفت خریداریش بنقدِ کبد

رشید گفت بتاریخ وی عجب مصرعه
طلوعِ نجمِ سعادت بشد ز برجِ اسد ۱۳۲۶

اشتهارِ واجب الاظهار

برضمائرِ خورشید نظائرِ تجارِ کتب و اهلِ مطابع وغیره مخفی و محتجب مباد که درین زمان سعادت اقتران بفضلِ یزدمنّان کتابِ لاجواب زیبا و خوشنما موسوم به قصهٔ رعنا و زیبا المعروف به نجم السّعادت که اسم بامسمیٰ ست و اوصافش از دیدنِ او هویداست بکمالِ صحت و خوشخطی طبع کنانیده بموجب قانونِ بستم سنه ۱۸۴۷ء در محکمهٔ سرکارِ عالیه رجسٹری کنانیدیم پس هر کسے که بی اجازت با قصدِ طبعش کند بعوضِ نفع نقصان و بامیدِ طمع خسران خواهد یافت بلکه هر چند نسخه که مطلوب باشد از مصنفِ کتاب و نیاز مند بارسالِ زرِ قیمت نقد طلب دارند. بارسال دریغ نخواهد رفت ۵ اگر عاقلی یک اشارت بست +

العبد
عبد الصمد فضل احد تاجر کتب شهر پشاور محله نعلبندے

فهرست غلطنامهٔ کتاب نجم السعادت

صفحه	سطر	مصرع	غلط	صحیح	صفحه	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۲	۱۳	۲	چنان کنند	چسان کنند	۱۲	۱۶	۱	نداع	ندا ے
۳	۲۰	۱	روزنخست	زروزِ نخست	۱۴	۲	۱	اگرگفتن	اگرچه گفتن
۴	۸	۱	زآسمان بنودست	زآسمان بنمودست	″	۱۵	۱	طعنه زکار	طعنه کفار
۵	۲	۲	ضایع	بدین صنایع او	″	۱۹	۱	شیراحمد	شیراحمدم
″	۹	۱	بایشان	بانسان	۱۵	۷	۰	کرامتی که بآدم زکردگار رسید	کرامتے کز آدم بکردگار رسید
۶	۲	۲	عیب	غیب	۱۶	۱۳	۲	حصال	خصال
″	۱۴	۱	المثل اند	المثل آن بود اند	″	۱۶	۱	نگرزحضرت	نگر زحضرت
″	۲	۲	ندامت	مذمّت	۱۷	۷	۱	بلاهاغم	بلاهانم
″	۸	۲	بضاف	مصاف	۱۹	۷	۱	خلیفه اولیش	خلیفهٔ اولش
″	۹	۱	بزمین و آسمان	زمین وسما شدی	۲۲	۸	۱	خلافت حضرت عمر	خلافت عمر
۸	۲	۱	مقدم ست	مقدس ست	۲۳	۲	۲	همه افعال را	همه افغان را
″	۹	۱	یافتند	بافتند	″	۳	۱	کرم عام تو	کرم عام خود
۹	۱۸	۱	بهشت آن	به هست آن	″	۹	۱	اینکه شرافت	این دو شرافت
″	۲۱	۱	تجربیت ست	تجربت ست	۲۵	۱۹	۱	کوه تمثال	کوه مثال
۱۰	۱۷	۱	بحث،	بعث ونشور	۲۹	۶	۱	بیشه بود	پیشه بوده
۱۱	۲۰	۱	کتاب چون	من از کتاب تو	۳۰	۲۰	۱	بنی کوت	بتی کوت
۱۲	۳		گشتیم	کشتیم	″	۲۱	۰	عطا زحق	عطا نموده خدایش
″	۳	۲	رهاندم ودهدم	رهاند ودهدم	″	۱۴	۲	مردوزن حالی	مردوزن خالی

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۳۲	۷	۲	مشغول است	مشغوف است
۳۳	۲۰	۲	یافت ابتدا۔	یافت اهتدا
۳۵	۳	۱	خلق شعار	صدق شعار
〃	۱۱	۲	وطن خویش	وطن اصل خویش
۳۶	۸	۲	حامد بود	جاهد بود
۳۹	۸	۱	نکته چندین	نکته چندے
۴۴	۱	۱	جسبه سار	چشمه سار
۴۶	۶	۱	گواه وهی	کوه روبهی
〃	۲۱	۱	لطیف فرحت	لطیف فرصت
۴۹	۱۰		بیان شود	بیان شنو
۵۰	۶	۲	بود غابر	بود بن غابر
〃	۱۰	۱	تاشیس	تاسیس
〃	۱۱	۱	مهدائیل	مهلائیل
۵۲	۱۰	۲	مسلمان شد	مُسلِمستان شد
۵۳	۶	۱	گماشتم نظرے	نظرے
〃	۱۴	۱	زشعر دهن	زشعر من و
۵۴	۶	۲	که میکند	میکنند
〃	۱۷	۱	زشربت مے	زشرب مے
۵۶	۱۳	۱	باخود اسباب	از اسباب
〃	〃	۲	گشش نداو	کشش نداو
〃	۱۶	۱	ماضیه اش	ناصیه اش

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۵۷	۷	۲	بردرنگ	برادرنگ
۵۸	۱۷	۱	بلند زپست	بلند نه پست
〃	۲۱	۱	چوسالها	چه سالها
۵۹	۳	۱	بپیغام خود	بپیمان خود
۶۰	۵	۲	زقامت تو	نه قامت تو
۶۱	۸	۱	دران زمان	دران زمانه
〃	۱۲	۱	سمن قد	سهی قد
۶۲	۱۲	۲	هردو رار سوا	ساخت خویش را
۶۴	۸	زائد	خیال است بهمان قاصد خرد آئین	کاین غزال ختن برادر بحر و چین
۶۵	۱۸	۱	هردو گشتی	هردو در گشتی
۶۷	۱۵	۱	یا بروی یانے	یابردن مانے
۶۹	۱۳	۲	لفظ حرف بوریده	ابدالدهر
۷۱	۱۱	۱	من ویز	من وتو
۷۲	۱	۱	بگفت گرفت	بکف گرفت
۷۳	۱۸	۱	گشت شگافت	گشت شگاف
〃	۱۹	۲	بر دیگر دبنز دین بے بهائے	کلام فسق مزن خوش فهر خدائے
۷۴	۳	۲	زشهد وصل بکام تو جرعه ریز	زشهد لعل لب لذتے بکام ریز
۷۵	۱	۲	برو دیگر دکمن ارتکاب	بحال من بنما ارتکاب
〃	۶	زاید	در نیم ابتر چند انگه یه زار	ز راه عجز نموم نکرد غمخوار
۷۶	۱۰	۱	نهنگ دبجنر	نهنگ بحر
۷۹	۱۹	۱	اشتیاق	سخت اشتیاق

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۸۰	۲	۱	تمام عمر بسے	تمام عمر پئے
〃	۹	۱	مکن وخیر	مکن وخیسز
۸	۱۲	۱	خوبروے	خوبرو باید
۸۰	۱۹	۱	شمعهاے وپری	شمعها وپرے
۸۱	۸	۱	حفت من	جفت من است
〃	۱۱	۱	گهی که	کسے که
〃	۱۶	۱	زدرستگاه	زدرس گاه
۸۴	۱۵	۱	بداحم کنی	بداحم کنون
〃	۱۸	۲	از بغل خویش	لعل خویش
۸۶	۹	۱	پری روئی	پریرو را
〃	۱۵	۱	که فغان ها	چه فغان ها
〃	۱۶	۲	قبه شمار	قبر سپار
۸۷	۱۰	۱	نشان نبود	نشانه نبود
〃	۱۰	۲	کران نبود	کرانه نبود
۸۸	۱۷	۱	که میرو پے	که میرود پئے
۸۹	۵	۱	دران	وزان مقام
۹۰	۱۱	۱	زڑاڑے	ززارے
〃	۱۵	۱	بسے تاخیر	بے تاخیر
۹۲	۱۲	۲	حسن کمال	حسن جمال
۹۳	۱۷	۱	گشاد دختر	گشاد دخترک

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۹۴	۱۰	۱	ملاقات	حسن مقالات
۹۵	۱۴	۱	من وتا	من وتو
۱۰۰	۹	۲	بگرفتم بسے شراکت	بگرفتیم بے شراکت
۱۰۴	۲۱	۱	درون آمد	درون درآمد و
۱۰۵	۳	۱	همیخرم	همی خرم
۱۰۶	۵	۲	رحیم	رجیم
〃	۹	۲	احتیاط	اجتناب
۱۱۰	۵	۱	شانه وکیه	شانه وگیسو
〃	۲۱	۳	گیست مزید	کیست ندید
۱۱۵	۱۱	۱	چواو بخانه	زن آنجا
۱۱۶	۱	۱	باغاز لطف	آغاز خطبه
۱۱۷	۱۶	۲	وباوتا بنگاشت	باتاوتا بنگاشت۔
۱۱۸	۱۶	۲	سوخته سر	کوفته سر
۱۱۹	۹	۱	این سیب نهر	این سیب را
۱۲۲	۲	۲	که تاحال	که تاز حال
۱۲۵	۴	۱	همردو	فغان همزدو
۱۲۶	۸	۲	بحزتو	بجزتو
〃	۱۲	۲	حیناق	چیناق
۱۲۸	۵	۲	بعبرت دل	بعشرت دل
〃	۷	۱	محتب خواه	محتسب راخواه

صفحه	سطر	مصراع	غلط	صحیح	صفحه	سطر	مصراع	غلط	صحیح
۱۲۹	۴	۲	پایان است	پامال است	۱۴۶	۱۶	۲	گذشت حالت	گذشت محنت و
۱۳۰	۸	۱	مردمان شجر گیرند	مردمان ثمر گیرند	۱۴۷	۱۸	۱	بشحنه بنمودم	بشحنه امر نمودم
〃	۱۲	۲	بلهیب	بلهب ـ	〃	۱۹	۱	فتنه ر دعواے	فتنه و دعوا ـ
۱۳۱	۷	۱	دگر رفت	دگر یافت	۱۴۸	۷	۱	سابقهٔ او	سابقهٔ شان
〃	۱۲	۲	بزد بجفت	بزد بجفت	〃	۹	۱	ورین دارے	درین داری
۱۳۲	۵	۲	محسوبین	محبوسین	〃	۱۴	۲	بیچان	قالب بیجان
〃	۲۱	۲	سر مبارک خو نهد	سر مبارک خود را	۱۵۰	۴	۱	سیاح	سبّاح
۱۳۳	۶	۱	غلط نام خانه	غلط راه خانه	〃	۲۱	۱	اگر نیست	اگرچه نیست
〃	۸	۲	جلوهٔ ماست	جلوه نما است	۱۵۱	۳	۱	لازم الغرض	لازم العرض
〃	۱۹	۲	این مرد بود دیوانه	این مرد بوده و دیوانه	۱۵۴	۱۴	۲	بکار خود رسد هر که نیست	بکار خود رسد هر کسی که
۱۳۵	۱	۱	کوفتن شحنه	کوفتن سخت	〃	۱۹	۱	بگفت بود	بگفت بوم
۱۳۶	۱	۲	ز از رحمت ما نیست پروای	تر از رحمت ما نیست هیچ پروای	۱۵۵	۱۶	۱	سوراخ	سوراخ بوم
۱۴۳	۴	۲	مشغل	مشتغل به	۱۵۶	۱	۱	زری ز جاهلی	زدی خود ز جاهلی
〃	۲		هنوز از ثمر	نبوده از ثمر	۱۵۸	۵	۱	نغر پید	کبک نغز
〃	۱۶	۱	دلی هنوز	دلی نبود	〃	۱۰	۲	کدخدائی بیش	کدخدائی خویش
〃	۲۱	۲	بجای حرف بریده	بیروی	۱۶۰	۱۰	۱	انتظار جام کشیم	جام انتظار کشیم
۱۴۴	۴	۱	پریره بود	پریده بود	۱۶۱	۹	۱	اتفاق	خود کرده اتفاق
〃	۱۷	۱	خواجه نگفت	خواجه بگفت	۱۶۳	۱	۲	بدحت بیان	بدشت بیان
۱۴۶	۶	۱	شده برخوف	شد پر خوف	۱۶۴	۳	۱	طوطی کنی نکرده	طوطی کسی نکرده
〃	۱۴	۲	دعاگستر	دغاگستر	۱۶۷	۲	۱	سران افواجش	سران اخواجش

صفحه	سطر	مصراع	غلط	صحیح	صفحه	سطر	مصراع	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۳	۱	چو بعد مدت	زبعد مدت	۱۸۲	۸	۱	روشش ذاتِ خود	روشش خود
۱۸۳	۱۱	۱	امیر ز بلخ	اسیر به بلخ	۲۱۰	۸	۲	کرمیان آنچه	کرمیسا آنچه
〃	۱۸	۲	ز فعل خویش	به فعل خویش	۲۱۱	۸	۱	اقربان اولاد	اقربا اولاد
〃	۱۴	۲	فتح وزید	فسخ وزید	۲۱۴	۱۱	۲	عمر من باهم حیات	عمر من هم با حیات
۱۹۴	۱۷	۱	زخبط	ز فرط	۲۱۲	۸	۱	زین بلاهای عظیم	بلاهای عظیم
۱۹۵	۱۳	۲	میزنم چو دوفش	میزنم چو دفش	۲۱۳	۱۷	۲	وزتو	وز پی تو
۱۹۶	۳	۲	چواز محیط	چو او از محیط	〃	۳	۱	بچشم تا	بچشم ما
〃	۵	۲	شکست	شکفت	۲۲۰	۱۱	۲	بتاج علم الاشماء مزین	بتاج علم الاسماء مزین
۱۹۷	۸	۱	به نظر	ز نظر	۲۲۲	۷	۱	گه هر جا	که از هر جا
۱۹۸	۷	۲	مسکن کرد	وصل کرد	〃	۸	۱	تغافل یافتند	تغافل بافتند
〃	۹	۲	از که دیار	از چه دیار	〃	۱۴	۱	بندگی	زندگی
۱۹۹	۵	۲	برو که خاسته	که خاسته	۲۲۵	۵	۱	کنم نیاز	کنم نثار
〃	۱۷	۲	در نواهی شان	در نواحی شان	〃	〃	۲	ننوشته سلام	بنوشته سلام
۲۰۱	۱۴	۲	بیان زاحول	بیان زاول	۲۲۶	۱۵	۲	که بود پر تو	که بود پرز تو
۲۰۲	۴	۲	بود عیان	بود بیان	۲۲۷	۱۵	۲	بیست و دو در شمار	بیست و دو اندر شمار
〃	۸	۲	بیک سراچه	بیک سراچه	۲۲۹	۷	۲	دل رایت	دل راپت
۲۰۳	۹	۲	به پیشِ او شمرد	به نزدِ او شمرد	۲۳۰	۵	۲	حریم	خور حریم
〃	۱۶	۱	عجوزه عطر و نگین را از زیبا	دوباره عطر و نگین را همان عجوزه برد	〃	۹	۲	اخلاق همایون	اخلاق شان
۲۰۷	۹	۲	بکار سرحدی دین	بکار سرحد بی دین	۲۳۱	۱۰	۱	سوز عشقم در سینه است	سوز عشقت در سینه ام
۲۰۸	۱	۲	که پیش او	به پیش او	۲۴۱	۱	۲	دار زحنم	دارند حنم

صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	مصرعہ	غلط	صحیح
۲۴۲	۱۱	۲	بخرمی تومزار	بخرمی زمزار	۲۶۲	۱۴	۲	مغز بابیدا زنیست	مغز بابسیار نیست
۲۴۴	۲۱	۲	عہد کریم	عبد کریم	۲۶۴	۱۹	۲	رفیق اولی شد	رفیق لوئے شد
۲۳۵	۱	۲	سعید الدین	سعد الدین	۲۶۵	۹	۲	شمال ست	شمالی ست
۲۴۲	۱۲	۲	فضای دشت	فضای دست	۲۶۶	۲۰	۱	نیکریم	بتکریم
۲۴۴	۱۴	۲	بوق خاطر	بوفق خاطر	〃	۲۱	۲	مماتم	مماتے
〃	۱۸	۱	بسال بارش و	بسال بارس (یعنے بارس نیل)	۲۶۷	۱۴	۲	بنج شجر	بیخ شجر
۲۵۱	۱۶	۲	پاک تو آباد	پاک تو ابناز	۲۶۸	۴	۱	ولی ست	وی ست
۳۰۳	۱۴	۲	تاریخ سنین اونیکو	تاریخ سنین اوتو	۲۶۹	۱۵	۲	آمد از سیاست	آمد از سیاحت
۲۹۲	۴	۱	کرساغر	دوساغر	.	.	.	تمت	

غزلیات مرزا محمد طاهر جان پسر جناب ملک الشعراء حضرت مرزا شیر احمد صاحب مدّ فیضانہٗ

الا یا ایها الساقی بیار آن خمر وحدت را — که در بزم الوهیت زنم جام محبت را

بہ بسم الله کشایم لب بنوشم جرعہ از دستت — بشویم جامهٔ عصیان بریزم اشک خجلت را

شوم از لذتش مدهوش و گردد کام دل شیرین — گزینم از همه عالم بایزد کنج عزلت را

اگر دشمن کند قصدے کہ در راهم کند چاهے — بدامان رسول الله زنم دست حیلت را

رسول پاک بہمتا حبیب خالق یکتا — کہ از جملہ پیغمبرها ربوده گوی سبقت را

چو دنیا جای افسوس ست و آخر فتنه ست از روی — الٰهی همره راهم نما صدق و دیانت را

اگر شرمندهٔ طاهر ز افزونیٔ عصیانت — کشا چشم بصیرت را ببین ابواب رحمت را

غزل

گفتم ای دلبر شنو اظهار گفتار مرا — گفت با عشاق بنگر ظلم و رفتار مرا

گفتمش من طالبم بر در گهت افتاده را — گفت چون خود صد هزاران بین طلبگار مرا

گفتمش گنج جمالت را که باشد پاسبان — گفت بر دورش نگر زلف سیه مار مرا

گفتمش کے کام دل از دیدنت شیرین شود — گفت از خاطر بدر کن طمع دیدار مرا

گفتمش نقد وفا یار اچرا دادی ز کف — گفت در عالم رواج این ست بازار مرا

گفتمش آخر رسد باد خزانت در چمن — گفت کی باشد خزان این باغ و گلزار مرا

گفتمش چین بر جبین افگندنت از بهر چیست — گفت ای طاهر چه دانی راز و اسرار مرا

غزل

دو چشم انتظار من براه دلبر ست امشب — نگاه دیدهٔ باطن بماه دیگر ست امشب

منم حیران آن گیسو که از رمز شمیم او — خراب آباد این عالم سراپا عنبر ست امشب

بدشنام لبش وه وه چه طالع گر شوم ممنون — کلام تلخ آن مهوش فزون از شکر ست امشب

ز بس از دیده ریزیدم سرشک سرخ خونین را — گریبان چاک و دل غمگین سراپا تر ست امشب

چه می پرسی تو ای زاهد ز حال بی سر و پایان — که بزم عیش مشتاقان بنوع دیگر ست امشب

فغانهای لب بلبل نگاه حسرت ما شد — که صد پروانهٔ شیدا میان آذر ست امشب

برای دفع چشم بد بر عارض آن گل — کباب سینه بریان سپند مجمر ست امشب

بخو می قرهٔ دولت بنام تو زد ای طاهر — که دلدارت بدلجوئی ستاده بر در ست امشب

غزل

برفته تا زبرم یارِ دلربا یارب — گذشته دودِ فغانِ من از سما یارب
ملایک از فغانم خبر شوند همه — بحالِ من بنمایند گریها یارب
شبِ فراق طویل ست و تار و بیابان — چگونه میشود امشب سرم پکا یارب
مراد و دیده چو یعقوب خسته شد از غم — نوید دیدنِ یوسف برم نما یارب
بغیرِ خود بنما باکه رازِ دل گویم — که نیستم بجز از تو دگر خدا یارب
تو حالِ بندهٔ خود را نکو همیدانی — که طاهر ست چه پامالِ غصه ها یارب

غزل

غم مخور ای دل که آخر دورِ دونان بگذرد — بشکند بازارِ دوران بابِ خوبان بگذرد
پنج روزی گر به گلشن گل زند کوسِ ابل — موسمِ غم هم بحالِ عندلیبان بگذرد
نیست دنیا را بجس هرگز سرِ مهر و وفا — گرچه بر بادِ هوا تخت سلیمان بگذرد
بادشاهان را بحسب مقصد آمد کامِ دل — خستگیهای درون هم بر گدایان بگذرد
چون تنورِ سینهٔ من هر شبی جوشی زند — از گریبانم بلا شک موج طوفان بگذرد
طاهرا خواهی اگر رضای حق می نوش کن — تا علوِ همتت از طاقِ کیوان بگذرد

غزل

خاطرم از دردِ عشقت ای صنم صد پاره شد — دیده ام از اشک ریزی روز و شب خونباره شد
انتظاری بس نمودم بر امیدِ دیدنت — عاقبت عمرِ عزیزم بر سرِ نظاره شد
زحمتِ روزِ جدائی را همی کردم بیان — از سماعِ حالتم چون موم سنگِ خاره شد
مهوشان هر یک بحسنِ خوبش مغرور اند لیک — پیشِ آن نازکبدنِ سیمین بران بیکاره شد
روزِ اول عاشقی پنداشتم کاسان بود — این زمانم جوشِ غم اندر جگر شراره شد

رشتهٔ تدویر میدیدم که دوران می تنید — آخر اندر گردنِ این طاهرِ بیچاره شد

غزل

تا هوای روی دلبر در درونم جا گرفت — از سوادِ زلفِ او اندر سرم سودا گرفت
سخت دشوارست یارب در شبِ هجرانِ او — چشم و خواب و صبر و دل طرزِ محبت واگرفت
حالِ ما و رازِ مجنون ست یکسان لیک من — در خراباتم مقیم و او رهِ صحرا گرفت
هر که خود را ساخت خاکِ زیرِ پای خاص و عام — در دو عالم از تواضع کارِ او بالا گرفت
گر ز کوی دوست دوری حاصلم گردد یقین — می نشاید جام را در جنت الماوا گرفت
چون سفر در پیش داری طاهرا آماده باش — توشهٔ راه باید از منزلگهِ دنیا گرفت

غزل

جنت بکار نیست مرا بی رضای دوست — پیش آر جامِ می که بود اقتضای دوست
دنیا و دین بکار چه آید غریب را — آنجا نهیم پا که بود مدعای دوست
طاؤسِ خلد را بخرابات کار نیست — جوئیم روضه که در انجاست جای دوست
بیگانه را فریب ده ای مدعی برو — ما از خودیم و طالب جور و جفای دوست
عابد بکنج صومعه بنشسته بیمناک — ما پا و سر برهنه روان در قفای (قضای) دوست
طاهر اگر بصومعه و دیر می رود — منعش نیاورید که دیده جلای دوست

غزل

تا مرا عشقِ رخت مایهٔ جان خواهد بود — ورقِ عیشِ مرا بادِ خزان خواهد بود
در جهان هیچ ندیدیم رخِ دلبر را — مگر این بهره میسر بجنان خواهد بود

گر بهر جا بروم از تو چو یا دم آید | دیده در راهِ وصالت نگران خواهد بود
جان کز و نیست گرانمایه بدنیا چیزی | در قدومِ تو هزاران بفشان خواهد بود
میل گل گر بدلِ پاکِ تو عیان گردد | باغبان در طلبت نعره زنان خواهد بود
آن زمانے که دهی دادِ گدایان زکرم | طاهر از دستِ جفایت بفغان خواهد بود

هو

زنیست چون بجهان ایدل آشکار شدم | اسیرِ سلسلهٔ زلفِ مشکبار شدم
صدای اولِ من آه و دومی افسوس | بلا مضایقه چون سیل اشکبار شدم
نصیبِ من ز ازل عشقِ گلرخان آمد | میانِ خلقِ خدا نیک آشکار شدم
مرا ز آب وجد آمد شعار پیشهٔ عشق | ملامتِ همه عالم بروزگار شدم
چو راجع است سوِ اصلِ خویش هر چیزے | هزار شکر که من هم از انقطار شدم
اگر بمحفلِ نام آوران نیم مورے | ولی زمینِ همان هر دو کامگار شدم
نیم ز بیخبرانِ طریقِ مردیت | مردِ | غلامِ همتِ اهلِ کمالدار شدم
اگرچه همچو کلم پیشِ چشمِ اهلِ کمال | ولی بدیدهٔ اغیار مثلِ خار شدم
خدا که داده خطِ خوبم و بیانِ نکو | پسر ز حضرتِ شیر احمد شعار شدم
وجودِ اوست گلِ باغ نور محمد خان | نبیره یادِ من از آن بزرگوار شدم
بجمعِ امتیانِ محمد لولاک | غلامِ بارگهِ شاهِ نامدار شدم
سراجِ ملت و دین آن امیر حبیب الله | ز بهرِ خدمتِ آنشه بکوهسار شدم
بوصفِ خویش نیم نکته ران و جاه طلب | ولی مرقمِ این بهر یادگار شدم

تفحص ار ز مقامم شود جلال آباد
بنام طاهر و ساکن باسمار شدم

غزل

هر زمانیکه شکایت ز تو بنیاد کنم | یاد شیرین و دلِ خستهٔ فرهاد کنم
لاعلاج از تو چو کامِ دلِ من نیست حصول | بصبا وعدهٔ تو خاطرِ خود شاد کنم
در مغاکے که چو خود بسیر و پائے بینم | رشک من آید و از دستِ تو فریاد کنم
گر حضورِ تو مرا دست دهد بے اغیار | خاک بر گیرم و اندر سرِ خود باد کنم
تو اگر یک نفسے یادِ من آری یاد است | اینچه یاد نیست که من هر نفست یاد کنم
اے رفیقِ ازلی همرهٔ راهِ من شو | تا بتوفیقِ تو یک خانهٔ آباد کنم
طاهرا در صفِ عشاق چو بنشانندم | چه قدر شکر که بر طبعِ خداداد کنم

غزل

من زنده در هوای زنخدانِ کیستم | آشفته تر ز زلفِ پریشانِ کیستم
عرضِ سها بخدمتِ خورشید لازم است | من مورِ آستانِ سلیمانِ کیستم
آهنگِ عاشقان که سرائیده می شود | من در میانه مست و غزلخوانِ کیستم
چون ساقی ازل می و مینا کشان شود | من باده نوشِ ساغرِ پیمانِ کیستم
آوازهٔ ملامتیم رفت در جهان | مانند گوی در خمِ چوگانِ کیستم
طاهر چو دلبرانِ جهان مجتمع شوند | گوید که من منوط بدامانِ کیستم

غزل

عجب خوابی بشب دیدم که ساقی میدهد جامم | نخست از مشربم پرسید پس از مسکن و نامم
بمشرب گفتمش رندم بمسکن از خراب آباد | بنام آن زشت بدبختم که گه شیرین شد کامم

بگفتا سبحه میداری و یا زنار در گردن / بگفتم هرچه فرمائی بدان بودست انجامم
بگفتا گر کنی سجده بپای این بت رعنا / بتو هر دم رسد این ساغر پر می زاکرامم
بخوشنودی ز جا جستم بپایت سر نهادم / نه بیم از کفر میدارم نه پابندی باسلامم
بنوش آفرین مشکور گردیدم بدل گفتم / نخواهم رفت ازین درگه که این ست حاصل کامم
ز طاهر گر کسے پرسد چه دم داری همیگوید / مرید حضرت ساقی ثناپرداز الهامم

غزل

آمد نگار ظالم گفتا ترا نگفتم / گفتم مرا نگفتی گفتا چرا نگفتم
گفتم چه خوے داری گفتا جفا و یاری / گفتم وفا شعارے گفتا وفا نگفتم
گفتم صبا بیامد گفتا چه شد که آمد / گفتم که وصلت آمد گفتا صبا نگفتم
گفتم منت گدایت گفتا دهد خدایت / گفتم شوم فدایت گفتا فدا نگفتم
گفتم مباش جابر گفتا که کیست شاعر / گفتم کمینه طاهر گفتا خطا نگفتم

هو

ای خجل از قامت رعنای تو سرو چمن / وی ز حسرت اوفتاده غلبائی یاسمن
نرگس شهلا به پیش چشم تو سرخم شده / غنچه سر اندر گریبان کردت از رشک دهن
گل بدور عارضت از بسکه رقاص آمده / از نشاطش پاره پاره گشته و در پیرهن
گر بکویت مسکن درماندگان پیدا شود / کس نخواهد یاد کردن بعد ازین نام وطن
ثبت خواهد گشت در پهلوی نامت بخلاف / نام طاهر تا ابد در صفحهٔ دور زمن

غزل

ایکه از پرتو رخ شعله بصد جان زدهٔ / طعنهٔ حسن بخورشید درخشان زدهٔ
چهره افروختی و چین بجبین افگندی / رخنهٔ بود که در کفر و بایمان زدهٔ
راه دوری که ستوه آمده زد پیک خیال / شهسوارے که بدان یکشبه جولان زدهٔ
همه پامال تو گر شاه و گدا اند امروز / علم فخر خود اے شاه بمیدان زدهٔ
چون توئی مست صبوح ازلی روز نخست / پشت پا در طبق جنت یزدان زدهٔ
لی مع الله که بود طالب روی دلجوت / سنگ در دل نیست که بر شیشهٔ هجران زدهٔ
کشتهٔ تیغ فراق تو دو صد جان دارد / مژده آنرا که بدل ناوک مژگان زدهٔ
سیف مسلول شفاعت که ترا در دست است / همه دانند که در گردن عصیان زدهٔ
طاهر از دست مدار از گره دامانش / که عجب ناوک غم در دل شیطان زدهٔ

غزل

چرا به پرسش احوال من نمی آئی / توئی چو روح و ولی در بدن نمی آئی
مرا ز ناله و فریاد جان بسر آمد / ولے چه سود که تو در سخن نمی آئی
هزار لاله شگفت ست در درون دلم / چرا بسیر و صفا در چمن نمی آئی
بیا که حین وصال و هنوز عمر بجاست / که بعد موت من اندر کفن نمی آئی
مقام قهر تو باشد بحجرهٔ دل من (مهر) / کلام وار مرا در دهن نمی آئی
هزار حیف که طاهر بجان نه صرفه نمود / ولے تو شوخ ببالین من نمی آئی

مخمس محمدیه

اے سر زده عالم ز کف پای محمد / شق شد قمر از نیمهٔ ایمای محمد
عرش ست فرو پایهٔ ادنای محمد / دل باخته ام بر قد و بالای محمد

مفتون شده بر نرگس شهلای محمد

چون آیهٔ لولاک ترا در نظر آید
بینم که چه او سرور جن و بشر آید
انکه بتو از علوی شانش خبر آید
پروانه صفت یک نفسم جان بسر آید

از پرتو شمع رخ زیبای محمد

ای دل شده از خم الست جرعهٔ می نوش
گشتست ز یادم دین و دل هوش فراموش
او ساقی محفل شده مستان همه در جوش
من نیز بیاد لب او باده کنم نوش

در مجلس رندان ز عطاهای محمد

آدم نشدی زنده و ملعون شده شیطان
وان کس که خریدار لبش شد ز دل و جان
تا نور محمد نشدی پیشتر اعیان
کی پا بنهد در حرم جنت رضوان

تا سر نکشد زیر قدحهای محمد

پرسی اگر از مشربم ای یار مصفا
او شاه جهانست و جهان زو شده پیدا
یک نکته ترا گویم و در گوش کن آن را
دلداده و جان داده و سر بازم و شیدا

بر طوطی دیدار و نواهای محمد

اے مدعیا بر چو منی فتنه میندیش
باکم نبود از سخن کذب بد اندیش
کے بگذرد اندر دل من حرف کم و بیش
دل چیده ام از الفت بیگانه و از خویش

پیوسته ام از صدق بیفای محمد

چون دلبر با قامت آزاد که دارد
دین باخته بر روش و برباد که دارد
با دل شدگان شیوهٔ بیداد که دارد
بلبل صفت این ناله و فریاد که دارد

طاهر شده نالان بچمن های محمد

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه واهل بیته اجمعین

ایضاً

ایدلا آندم که جانان عهد پیمان کرد و رفت
در ادای یک فا ظلم فراوان کرد و رفت
باز دامن را کشید و غارت جان کرد و رفت
آتش حسرت فزون در سنبلستان کرد و رفت

زلف خود را گرد رخ دلبر پریشان کرد و رفت

بهر قتل عاشقان تیغ جفا آهیخته
کس به تیغش جان بداد و کس از و بگریخته
بلکه خون صد هزاران بیدلان زار ریخته
بود زنجیر دو زلفش تا کمر آویخته

خاطر آزادگان را بند زندان کرد و رفت

حاصلم در عشق او جز درد و سودائی نبود
گفتم آیا همچو من دیوانه در جائی نبود
خون دل ریزیدم او را هیچ پروائی نبود
تا هنوز از کنج چشمش پوره ایمائی نبود

عالمی را در پی خود محو و حیران کرد و رفت

بود روزی بر سمند ناز آن دلبر سوار
چون رسید اندر سر حال من مسکین و زار
کرد یغمائی و دلها برد با خود بی شمار
حال زار خویش را گفتم که گویم بیمدار

شد حیادامن بچشمان بازم پشیمان کرد و رفت

ظل فیضی در سرش بال هما افگنده بود
انس و جن و هم ملک خال لبش را بنده بود
نور خور از پرتو شمع رخش شرمنده بود
در گلستان مودت یکزمان پاینده بود

از رقیبان چهرهٔ گلنار پنهان کرد و رفت

هر کرا در ریگ غم چون حوت می باید طپید
نقد دل را مایهٔ غم صبر می باید خرید
رخت خود در کوی مهرویان همی باید کشید
وانکه شد دلبر بتخت ناز می باید خرید

عاشق دل خسته را مایوس حیران کرد و رفت

نیست در دنیای دون سودی بجز سودا و غم
کی سکندر ماند و کاوس یا جم جمشید جم

گر بمیرد طاہر بیچارہ در ہجر صنم	عاقبت ہر کس رود در خاک با حال دژم

عالمی گوید کہ جان تسلیم جانان کرد و رفت

ھو

سرم گوی گشتہ بچوگان عشق
دلم بندہ بودہ بزندان عشق

چو مجنون نیندیشم از نام و ننگ
روان گشتہ ام در بیابان عشق

بگیرم متاع سرود و نشاط
بیک قطرۂ نم زباران عشق

کجا ہر کسے می تواند رسید
بلند ست ای دوست ایوان عشق

بدوزخ نسوزد دل پر شرار
کہ باشد در لمعۂ یزدان عشق

کلہ کج گذارند و فخرے کنند
بشاہان عالم گدایان عشق

بود ہر سحر تا بہ عرش برین
بمیدان افلاک جولان عشق

منال از جفای فلک طاہرا
کہ ثبت ست نامت بدیوان عشق

تمام شد غزلیات محمد طاہر جان سلمہ المنان
بدستخط نیاز مند محمد عبد الرشید محجوب رقم
بہ سعی و کوشش عبد الصمد مسکین فضل احد
تاجر کتب شہر پشاور محلہ نعلبندی

اس بناء پر دینی عزت نفس اور خودداری آپ میں اس درجہ کی تھی کہ نازک سے نازک موقع پر بھی آپ میں لچک پیدا نہیں ہوتی تھی ایک مرتبہ ابن سیرین کی مجلس میں حضرت عثمانؓ کا ذکر آیا تو ایک شخص بولا انہیں تو لوگ برا بھلا کہتے ہیں۔ ابن سیرین نے فرمایا! ہائے افسوس! لوگ اس شخص کے حق میں بدکلامی کرتے ہیں جس کی اسلام میں پختگی کا عالم یہ تھا کہ ہجرت حبشہ کے موقع پر مہاجرین نجاشی کے روبرو ہوئے تو سب نے باستثناء حضرت عثمانؓ ملک کے دستور کے مطابق نجاشی کو جھک کر سلام کیا جسے سجدہ تعظیمی کہتے ہیں۔ بادشاہ حبش نے حضرت عثمانؓ سے ان کے ایسا نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میں اللہ رب العزت کے سوا کسی دوسرے کے سامنے سرخم نہیں کر سکتا۔

عبادت

عبادت قربت الٰہی اور انابت الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اس لئے اپنے چند در چند مشاغل اور گوناگوں

سناؤ! عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیل حکم کی عبداللہ بن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے صاحبزادہ اور اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے صورت شکل میں بہت مشابہ تھے' اس لئے حضرت عثمانؓ کی نگاہ ان پر پڑی تو مجمع سے خطاب کر کے فرمایا لوگو! تم ان عورتوں سے نکاح کیا کرو جو اپنے والدوں اور بھائیوں پر ہوا کریں' میں ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے کسی بچہ کو عبداللہ بن زبیر سے زیادہ ان کے ساتھ مشابہ نہیں پایا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت اوس بن ثابت انصاری کے مہمان ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے دونوں میں مواخات کرا دی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اور مسجد کے لئے ایک قطعہ اراضی خرید فرمایا تو اس کے قریب ہی حضرت عثمانؓ کے لئے ایک قطعہ منتخب فرمایا' یہ قطعہ اس درجہ قریب تھا کہ حضرت عثمانؓ کے گھر کی ایک کھڑکی مسجد نبویؐ کے اس دروازہ کی طرف کھلتی تھی جس سے حضورؐ آتے جاتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: میری اُمّت میں حیا

مدینہ منورہ کے اس حصہ کی تصویر جہاں ...

از لطف او تیغ بند و امید نشد

مقبول الحجر

سر زلف ترا چین آفریدند

البته دیدند و ما چین آفریدند

مرا با صحبت فرهاد کردند

ترا از جان شیرین آفریدند